خُطباتِ مُجاہِد

جلد اول

از

مفتی مجاہد الاسلام قاسمی سیف آمبوری

بانی ومہتمم جامعہ قاسمیہ عربی کالج منٹ ماڈرن سٹی چنئی ٹملناڈو انڈیا

سابق خطیب وامام پیری میٹ مسجد چنئی ٹملناڈو انڈیا

9444193782

نشر وترتیب

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی

ناظم انجمن قاسمیہ شعبۂ نشر واشاعت پیری میٹ چنئی ٹملناڈو انڈیا

چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو

9444192513

خُطباتِ مُجاہِد

جلد اول

از

مفتی مجاہد الاسلام قاسمی سیف آمبوری

بانی و مہتمم جامعہ قاسمیہ عربی کالج منٹ ماڈرن سٹی چنئی ٹملناڈو انڈیا

سابق خطیب و امام پیری میٹ مسجد چنئی ٹملناڈو انڈیا

9444193782

نشر و ترتیب

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی

ناظم انجمن قاسمیہ شعبۂ نشر و اشاعت پیری میٹ چنئی ٹملناڈو انڈیا

چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو

9444192513

تفصیلات

نام کتاب : خطبات مجاہد [جلد اول]

صاحب خطبات : مفتی مجاہد الاسلام قاسمی
نائب صدر جمعیۃ علماء ٹملناڈو

جامع ومرتّب : مولانا محمود اعظمی ندوی
استاذ الادب جامعہ قاسمیہ چنئی

صفحات : 328

سن اشاعت : 2022

نشر وترتیب : ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی
ناظم انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی ٹملناڈو
چیرمین آل انڈیا تنظیم فروغ اردو
سکریٹری جمعیۃ علماء ٹملناڈو
anjumanqasimiyah@gmail.com
jamiahqasmiyah@yahoo.com
http://www.jamiahqasmiyah.org

کتاب حاصل کرنے کے پتے

ANUMAN - E - QASIMIYAH [REGD]
21/25, E.K. GURU STREET PERIMET,
CHENNAI - 3 TAMILNADU.
9444192513

JAMIYAH QASMIYAH ARABIC COLLEGE
MINT MODERN CITY
OLD WASHERMENPET
CHENNAI - 21 TAMILNADU.
9444193782

انتساب

شفقت ورأفت کے شمس وقمر میرے مرحوم والدین کے نام

جن کی بے پناہ شفقت ومحبت، احسانات ونوازشات کا

کوئی شمار نہیں کیا جاسکتا۔

رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا

اور میرے ان تمام قدسی ذوات اساتذہ عظام کے نام

بالخصوص محی السنۃ حضرت اقدس حافظ سعید احمد خان صاحب ٹونکیؒ

بقیۃ السلف حضرت اقدس قاری شفیع احمد خان صاحبؒ،

منبع اسرار معرفت حضرت اقدس مولانا صغیر احمد صاحب نقشبندیؒ

فقیہ النفس حضرت اقدس مفتی محمود احمد خان صاحب ندیم قاسمی ٹونکیؒ

اللھم برد مضاجعھم ونور مراقدھم

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا غازی ولی احمد خان چشتی دامت برکاتہٗ

(بانیان جامعہ ریاض الاسلام سرونج۔ ایم پی)

جن آتشین نفوس کے فیضان نظر نے میری ظاہری وباطنی تربیت فرمائی۔

از۔ مجاہد الاسلام قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی ایم.اے۔ایم.فل۔پی.ایچ.ڈی

Dr. Maulana Thameem Ahmed Qasimi

M.A. M.Phil. Ph.D & DCA

Press Member. Tamilnadu Union of Journalists, Chairman. All India Tanzeem Farogh-e-Urdu
Founder & Nazim. Anjuman-e-Qasimiyah [Regd], Member. All India Milli Council Tamilnadu
Secretary. Jamiat Ulama Tamilnadu, Member. All India Media Association

اولین سخن

بسم اللہ الرحمن الرحیم والحمد للہ و الصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد ﷺ والہ و اصحابہ وازواجہ اجمعین

برصغیر ہند و پاک کی مساجد میں عام طور پر جمعہ کی نماز سے قبل یا بعد مختلف موضوعات پر وعظ و بیان کا معمول چلا آرہا ہے. ماضی میں اکابر علماء کرام کا یہ معمول رہا ہے. چونکہ نماز جمعہ میں مسلمان بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں. ایسے موقعے پر دینی اصلاحی موضوعات پر مختصر و جامع تقریر کا ہوجانا بے حد مفید و کارآمد ثابت ہوتا ہے. مگر موضوع کا انتخاب اور اس کے لیے مواد کی فراہمی ایک دشوار اور مشکل ترین مرحلہ ہے. مفتی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی کی ذات عالی کسی تعارف کا محتاج نہیں. آپ ایک شعلہ بیان مقرر ممتاز عالم دین ہیں. آپ نے دس سال کا طویل عرصہ پیری میٹ مسجد چنئی کے ممبر و محراب کو زینت بخشی ہے. یہ خطبات آپ کی دس سالہ دینی و علمی اور اصلاحی خدمات کا شاہکار ہے. پیری میٹ مسجد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں پر جمعہ کے بیان کے لئے

Address : 21/25, E.K Guru Street, Periamet, Chennai-600003 Tamilnadu India.
Email ID : vthameemahmed@gmail.com, anjumanqasimiyah@gmail.com
Mobile No. : 94441 92513, 99402 51340.

صرف 15 منٹ کا وقت متعین ہوتا ہے. اس مختصر وقت میں کسی بھی موضوع پر ایسا جامع خطاب کرنا کتنا مشکل امر ہے یہ اہل علم پر مخفی نہیں. الحمدللہ! مفتی صاحب کے بیانات کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں قرآن واحادیث سے مدلل، حقیقت سے بھرپور مواد، عقل وخرد سے معمور حقائق اور سامعین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دینے والے نایاب علمی موتی ہوتے ہیں جو سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ سے بھی میسر نہ ہوں وہ آن واحد میں مل جاتے ہیں. جس کا اندازہ قارئین کو اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ہوگا. اللہ تعالی جزائے خیر دے مفتی الیاس مظاہری ناظم تعلیمات جامعہ قاسمیہ کو جنھوں نے خطابات ہذا کو آڈیو سے نکال کر الفاظ کے جامہ میں مرصع فرمایا. پھر اس کی کتابت مولانا ساجد ندوی سابق استاذ جامعہ نے فرمائی بعدہٗ مولانا محمود اعظمی ندوی صاحب سابق استاذ ادب جامعہ نے اس کی جمع وتحقیق انتخاب عناوین پر بڑی جانفشانی وعرق ریزی سے کام کیا۔ ان خطبات کا انگلش ایڈیشن بھی جناب الحاج صادق شریف صاحب مرحوم نے مکمل فرمادیا ہے. ان خطبات کے جمع وترتیب کو تقریباً دس سال ہو چکے تھے. لیکن کسی وجہ سے طبع نہ ہو سکے۔ زیر نظر کتاب خطبات مجاہد دو جلدوں پر منقسم ہیں. ہر جلد میں بیالیس خطبات ہیں. مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کو اور مختلف میدانوں میں کام کرنے والے داعیوں اور خطیبوں اماموں کے لیے ایک علمی ذخیرہ وانمول تحفہ ہے. آخر میں حضرت حق جل مجدہ سے دعا گو ہوں کہ باری تعالی اس خطبات کی طباعت و اشاعت میں جن جن حضرات نے بھی بھرپور تعاون فرمایا ان تمام کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ہم تمام کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے! آمین یارب العالمین!!!

العبد المفتقر الی اللہ الاحد

تمیم احمد قاسمی غفرلہ ولوالدیہ

شیخ حرم حضرت مولانا محمد خیر محمد حجازی حفظہ اللہ
شیخ التفسیر والحدیث مسجد الحرام، مکۃ المکرمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Mohammad K. M. Hijazi
(MOHAMMAD MAKKI HIJAZI)
Schollar In Masjid El- Haram

محمد خیر محمد حجازی
(محمد مكي حجازي)
المدرس بالمسجد الحرام

التاریخ ۲ر جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ

المکرم ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی حفظہ اللہ

سلام مسنون!!! خیریت!!!

آپ کے ارسال کردہ (پی۔ڈی۔یف) خطبات مجاہد جلد اول جلد دوم کو میں نے دیکھا۔ ماشاء اللہ مفتی مجاہد الاسلام سیف آمبوری قاسمی صاحب نے ہر مہینے میں دیئے جانے والے مختلف عناوین کے حساب سے مواد کو یکجا فرما کر ائمہ و خطیب حضرات کے لیے آسانیاں فراہم کردی ہیں۔ میں سرزمین حرم پاک میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالی ان خطبات کو مقبولیت سے سرفراز فرمائے!

فقط
محمد مکی حجازی

مكة المكرمة - المملكة العربية السعودية - ص.ب ٣٦٩٩ - ت ٥٤٤٢٦٥٧ - فاكس ٥٧٤٣٩٤٢
Makkah Al- Mukarramah Kingdom of Saudi Arabia - P.O Box 3699 - Tel. 5442657 - Fax. 5743942

نبیرۂ بانیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت نانوتویؒ
جانشین حضرت حکیم الاسلامؒ حضرت خطیب الاسلامؒ

دارالعلوم (وقف) دیوبند

DARUL ULOOM (WAQF) DEOBAND - 247554 (U.P.) INDIA

Ref. No. ..... Dated 30/MAR/2011

خطبات مجاهد

خطیب محترم مولانا مفتی مجاہدالاسلام صاحب قاسمی (سیف آمبوری) زادفضلہ

اسلام دنیائے انسانیت کیلئے اللہ رب العزۃ کا آخری ''دین'' ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی جزوی اور کلی امور پر قطعی اور حتمی اصولی رہنمائی عطا فرمادی ہے، اسلام کا یہ بے مثال اختصاص پندرہ سو سال سے حق ناشناسوں کیلئے ایک ایسا چیلنج بنا ہوا ہے کہ انہیں نہ تعصبا قبول کرتے ہی بن پڑ رہی ہے، اور نہ عقلا رد کرنیکی پوزیشن میں ہی وہ اپنے آپ کو پا رہے ہیں۔

لیکن ان ہی میں قابل قدر تعداد بھی ہے کہ جو تعصب سے بے علاقہ حق پسند بھی ہیں اور دین اسلام کی حقانیت وصداقت مابی کو عالم دنیا کی تمام نعمتوں سے بالا نعمت اطمینان قلب بھی اس میں پا رہے ہیں، اور بعد الموت عالم غیب کی عظیم وعجیب بے شمار نعمتوں کا حقیقی وسیلہ رضائے خداوندی بھی اسی میں عقل ونقل کی بنیاد پر متیقن پا کر حسن یقین کے ساتھ اسلام کو قبول کر رہے ہیں۔

حسن یقین کے ساتھ ایسے لوگ طبعی طور پر دین فطرت اسلام کی زندگی اور بعد الموت کی مشروع تفصیلات کے جاننے کے آرزومند ہوتے ہیں، ان کی اس فطری اور اہم آرزو کی تکمیل علمائے اسلام کی علمی ذمہ داری بن جاتی ہے۔

الحمد اللہ علمائے اسلام نے کسی بھی دور میں اپنے اس فریضہ کی ادائیگی میں غفلت نہیں برتی، اور نئے حاملین اسلام کو ان سے استفادہ نے اسلام کی معرفت عطا فرمائی ہے۔

مولانا مجاہدالاسلام قاسمی سیف آمبوری کے دو جلدوں میں دینی خطبات بعنوان ''خطبات مجاہد'' نومسلمین کیلئے بایں معنی نعمت کبری ہیں کہ ان میں تقریبا بیشتر ان سوالات کی اطمینان بخش جوابی تفصیلات آگئی ہیں کہ جنکی جدید الاسلام لوگوں کو لازما ضرورت پیش آتی ہے۔

الحمد اللہ کہ مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی نے اس فرض کفایہ کو ادا فرما کر بہت بڑی تعداد علماء کرام کو برأت ذمہ نصیب فرمادی۔ فجزاک اللہ تعالیٰ فی الدارین خیر الجزاء

MOHAMMED SAALIM QASMI
MOHTAMIM DARUL-ULOOM DEOBAND(WAQF)

(مولانا) محمد سالم قاسمی (صاحب)
مہتمم دارالعلوم (وقف) دیوبند

مہتمم دارالعلوم دیوبند (وقف)

استاذ العلماء شیخ الادب حضرت مولانا عبد الخالق مدراسی صاحب دامت برکاتہم

نائب مہتمم ومحدث دار العلوم دیوبند

Ph.: (01336) 23044

Abdul Khaliq Madrasi

Professor

DARUL ULOOM

DEOBAND - 247554 U.P. INDIA

عبد الخالق مدراسی

الأستاذ بالجامعة الإسلامية

دار العلوم. ديوبند. يوبي. الهند

الرقم .....

التاريخ ..15../11../1432 هـ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین نصیحت کرتے رہئے بے شک نصیحت مومنین کے لئے نفع بخش ہوتی ہے - آج امت میں بگاڑ اور دین سے انحراف کی کیفیت بڑھتی جارہی ہے، نت نئے فتنے، عملی خرابیاں عقائد کا فساد شباب پر ہیں، دشمنان اسلام ہر موڑ پر سرگرم عمل ہیں، بے راہ روی بے حیائی اور فحاشی کی طرف یلغار ہے، جہالت اسقدر عام ہے کہ اسلام کے ضروری عقائد سے بھی لوگ ناآشنا ہیں - توحید، رسالت، اور آخرت کے بنیادی عقائد بھی اضمحلال کا شکار ہیں -

ان حالات میں وعظ وتذکیر کے ذریعہ امت کی رہنمائی اور پاسبانی کی ضرورت اور بڑھ جاتی ہے - اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ہمیشہ علمائے امت اس فریضۂ دینی کی ادائیگی سے غافل نہیں ہیں -

محترم المقام جناب مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب آمبوری نظیر بانی ومہتمم جامعہ فاروقیہ عربی کالج جنابا حیدرآباد ماشاء اللہ ملت کا درد رکھنے والے ایک بہترین واعظ اور خطیب ہیں، راقم سطور مسلسل اصلاح وتربیت اور دینی رہنمائی میں پیش پیش رہتے ہیں انہوں نے شہر حیدرآباد کی ایک اہم مسجد میں سالہا سال تک جمعہ سے قبل خطابات کا مبارک سلسلہ جاری رکھا جس سے بحمد اللہ امت کو قابل قدر فائدہ پہنچا - اب ہر جمعہ کے دلنشین اور مدلل خطبات کو کتاب کی شکل میں محرض موجود ہیں دیا گیا ہے -

ان شاء اللہ ان خطبات کا فیض اور عام ہوگا - میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے اور عام مسلمانوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے - آمین

عبد الخالق مدراسی

خادم التدریس دار العلوم دیوبند

15/11/1432

Banglore Residential Phone : 080 - 6576519, 6564160

UNIVERSITY OF MADRAS
ORIENTAL RESEARCH INSTITUTE
MARINA CAMPUS, CHENNAI - 600 005

Dr. K. Habeeb Ahmed, M. A. M. Phil., Ph. D.
Director

Phone: 044-28449524, 28449502
Cell: 9444318785 Fax: 28445517
Email: drkhazihabib@yahoo.co.in
drkhazihabib@gmail.com

یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی کہ عزیز القدر جناب ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی اور جناب مولانا محمود اعظمی ندوی نے حضرت مولانا مفتی مجاہد الاسلام صاحب سیف آمبوری مدظلہ کے جمعہ کے خطبات و خطابات کی صدا بندی کرلی ہے جو بیسویں صدی کے آخری دہے میں تاریخی مسجد پریمیٹ میں دیے گئے تھے۔ یہ خطبات تقریباً دس سالہ عرصے پر محیط ہیں۔ اور اب ان کی تصحیح و ترتیب اور بعد اجازت و تصویب کے اشاعت کے مرحلے میں ہیں۔ ہر ایک جلد میں ۴۲ خطبات جمع ہیں۔ میں نے کتابت شدہ مسودہ دیکھا جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کے مضامین بے حد مفید اور عصری ملی ضرورتوں اور تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔ ان شاءاللہ ان کے مطالعے سے عوام اور خواص دونوں کو یکساں طور پر فائدہ ہوگا۔ یہ عوام کے لئے اس لئے دلچسپی کا باعث ہے کہ اس کی زبان سہل اور سلیس ہے اور مضامین میں تنوع پایا جاتا ہے۔ جب کہ خطبے کی ترتیب و پیش کش، آیات کریمہ واحادیث نبوی کے حوالے اور تشریحات، آثار و واقعات اور اشعار کی پیش کش وغیرہ نوآموز علماء و خطباء کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ مفتی صاحب نے اپنے تبحر علمی اور تجربے سے اپنے خطبات کو پوری طرح منظم رکھا ہے۔ ان خطبات میں خیالات کا تسلسل اور پھیلاؤ اور وقت کی پابندی کے ساتھ ان سارے اجزاء کو سمیٹ کر دوبارہ نکتہ ارتکاز پر لانا فنکاری کا ثمر ہے۔

جناب ڈاکٹر تمیم احمد قاسمی صاحب چونکہ ہمارے شعبہ میں تحقیق و تدوین کے مرحلوں سے گزر کر عصری سند حاصل کر چکے ہیں اور اب الحمدللہ دینی کتب کی ترتیب و تدوین کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس سے پیشتر بھی انھوں نے اکابر کی کئی ضخیم کتابوں کو افادہ عام کے لئے ترتیب نو کے ساتھ شائع کر کے کامیابی حاصل کی ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں بھی انھوں نے اور جناب مولانا محمود اعظمی ندوی صاحب کی ہمراہی میں پوری مشاقی سے اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا ہے اور حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے خطبات کو زیور طبع سے آراستہ کر کے انھیں افادہ و استفادہ کا سرچشمہ بنا دیا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ان مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۲ جمادی الثانی ۱۴۴۳

Dr. K. HABEEB AHMED
DIRECTOR
ORIENTAL RESEARCH INSTITUTE
MARINA CAMPUS
UNIVERSITY OF MADRAS
CHENNAI-600 005.

فہرست خطبات مجاہد (جلداول)

نمبر شمار	عناوین	صفحات
	﴿ ماہ محرم الحرام کے خطبات ﴾	
۱	تاریخ اسلامی اور سن ہجری کا آغاز	۱۱ ـ ۱۷
۲	شہادت حسینؓ انسانیت کیلئے ایک سبق	۱۸ ـ ۲۵
۳	اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد	۲۶ ـ ۳۲
۴	یوم عاشورہ اور عظمت شہادت	۳۳ ـ ۳۹
۵	سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی شہادت اور وحشی کا قبول اسلام	۴۰ ـ ۴۵
۶	تجارت کی اہمیت اور اصول وضوابط	۴۶ ـ ۵۳
۷	کسب حلال کی فضیلت اور سود کی خباثت	۵۴ ـ ۵۹
	﴿ ماہ صفر المظفر کے خطبات ﴾	
۱	عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی ولادت باسعادت	۶۰ ـ ۶۷
۲	ہجرت رسول ﷺ اسلام کی نشأۃ ثانیہ	۶۸ ـ ۷۶
۳	الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر (ایک فریضۂ واجبہ)	۷۷ ـ ۸۲
۴	امت اسلامیہ کی عظیم ذمہ داری فیصلۂ عدل وانصاف	۸۳ ـ ۸۹
۵	نماز کی روح خشوع وخضوع	۹۰ ـ ۹۴

نمبر شمار	عناوین	صفحات
٦	علامات قہر الٰہی اور اس کے اسباب وعوامل	٩٥ ـ ١٠١
٧	اسلام میں پردہ کی اہمیت اور ضرورت	١٠٢ ـ ١٠٩
	﴿ ماہ ربیع الأول کے خطبات ﴾	
١	(دعائے خلیل ونوید مسیحا ﷺ) سیرت مصطفیٰ درس ہے زندگی کیلئے	١١٠ ـ ١١٨
٢	ہمارے رسول ﷺ ایک بین الاقوامی پیغمبر	١١٩ ـ ١٢٤
٣	کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم بن کر (نبی رحمت کا پیغام)	١٢٥ ـ ١٣٢
٤	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (حسن وجمال کے پیکر نبیؐ)	١٣٣ ـ ١٤٠
٥	بعثت انبیاء اور اس کا مقصد	١٤١ ـ ١٤٦
٦	یوم جمعہ ـ فضائل ومسائل	١٤٧ ـ ١٥٦
٧	اذان کی مشروعیت کب اور کیسے ؟	١٥٧ ـ ١٦٣
	﴿ ماہ ربیع الثانی کے خطبات ﴾	
١	حضور اکرم ﷺ کی مکمل زندگی تاریخ کے آئینہ میں	١٦٤ ـ ١٧٣
٢	قرآن مقدس سراپا معجزہ	١٧٤ ـ ١٨٠
٣	خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ	١٨١ ـ ١٨٨
٤	اولیں پرستش نماز بود (نماز کی اہمیت اور فضیلت)	١٨٩ ـ ١٩٧
٥	جمعہ کے دن قبولیت دعا کی مبارک گھڑی	١٩٨ ـ ٢٠٦
٦	گناہ اور بدعملی معاشرے کا ناسور (اعتراف قصور کمال عبدیت)	٢٠٧ ـ ٢١٣
٧	جہنم اور عذاب جہنم کی ہولناک صورت حال	٢١٤ ـ ٢٢٠

نمبر شمار	عناوین	صفحات
	ماہ جمادی الأولی کے خطبات	
۱	عفو ودرگذر انبیائے کرامؑ کا محبوب عمل	۲۲۱ ـ ۲۲۶
۲	دعوت نوحؑ اور قوم کی سرکشی	۲۲۷ ـ ۲۳۳
۳	عبادت کی اصل روح اخلاص وللّٰہیت	۲۳۴ ـ ۲۳۹
۴	نمازوں کی پابندی اوراس کا استحضار	۲۴۰ ـ ۲۴۴
۵	صبر اور نماز۔توبہ واستغفار (مشکلات ومصائب کا حل اور علاج)	۲۴۵ ـ ۲۵۳
۶	مخلوقات عالم کی حقیقت اور بے ثباتی	۲۵۴ ـ ۲۶۰
۷	خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظمؓ	۲۶۱ ـ ۲۶۸
	ماہ جمادی الأخری کے خطبات	
۱	آپ ﷺ کے حقوق امت محمدیہ پر (حقوق النبی علی أمتہ)	۲۶۹ ـ ۲۷۶
۲	تبلیغ ودعوت امت مسلمہ کی اہم ذمہ داری	۲۷۷ ـ ۲۸۲
۳	روز قیامت اوراس کا ہولناک منظر	۲۸۳ ـ ۲۹۰
۴	خلوص نیت ہی عنداللہ مقبول ہے	۲۹۱ ـ ۲۹۷
۵	دور حاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی۔(اسباب وعلاج)	۲۹۸ ـ ۳۰۶
۶	خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ	۳۰۷ ـ ۳۱۵
۷	خلیفۂ چہارم حضرت علی مرتضیٰؓ	۳۱۶ ـ ۳۲۳

خطبہ جمعۃ المبارک

پہلا خطبہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ باللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۞ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدْ،وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّاِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّاللّٰہَ شَیْئًا ۞

اَمَّابَعْدُ!فَاِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کَلَامُ اللّٰہِ ، وَأَوْثَقَ الْعُرٰی کَلِمَۃُ التَّقْوٰی ، وَخَیْرَ الْمِلَلِ مِلَّۃُ إِبْرَاھِیْمَ ، وَأَحْسَنَ الْکُتُبِ ھٰذَاالْقُرْآنُ،وَأَحْسَنَ السُّنَنِ سُنَّۃُ مُحَمَّدٍ(ﷺ),وَأَشْرَفَ الْحَدِیْثِ ذِکْرُاللّٰہِ ،وَخَیْرَالأُمُوْرِ عَزَائِمُھَا،وَشَرَّ الأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا، وَأَحْسَنَ الْھَدْیِ ھَدْیُ الأَنْبِیَاءِ، وَأَشْرَفَ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّھَدَاءِ، وَأَعْمَرَّ الضَّلَالَۃِ الضَّلَالَۃُ بَعْدَ الْھُدٰی، وَخَیْرَ الْعِلْمِ مَا نَفَعَ ، وَخَیْرَالْھُدٰی مَا اتُّبِعَ، وَشَرَّالْعَمٰی عَمَی الْقَلْبِ، وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌمِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی، وَمَا قَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌ مِمَّا کَثُرَ وَأَلْھٰی، وَمَنْ یَغْفِرْ یَغْفِرِاللّٰہُ لَہٗ، وَمَنْ یَعْفُ یَعْفُ اللّٰہُ عَنْہُ ، وَمَنْ یَکْظِمِ الْغَیْظَ یَأْجُرْہُ اللّٰہُ، وَمَنْ یَصْبِرْ عَلَی الرَّزَایَا یُعْقِبْہُ اللّٰہُ بِإِحْسَانِہٖ، وَمَنْ یَعْرِفِ الْبَلَاءَ یَصْبِرْعَلَیْہِ، وَمَنْ لاَ یَعْرِفْہُ یُنْکِرْہُ ، وَمَنْ یَسْتَکْبِرْ یَضَعْہُ اللّٰہُ ، وَمَنْ یَبْتَغِ السُّمْعَۃَ یُسَمِّعِ اللّٰہُ بِہٖ،وَمَنْ یَنْوِالدُّنْیَا تُعْجِزْہُ ، وَمَنْ یُطِعِ الشَّیْطَانَ یَعْصِ اللّٰہَ،

وَمَنْ يَعْصِ اللهَ يُعَذِّبْهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِاُمَّةِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِاُمَّةِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِاُمَّةِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَسْتَغْفِرُ اللهَ لِيْ وَلَكُمْ ۞

دوسرا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَن يَّهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ ۞ وَنَشْهَدُ أَنْ لَآاِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَا مِثَالَ لَهُ وَلَا مَثِيْلَ لَهُ وَلَا مِثْلَ لَهُ ۞ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ۞ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدْ، وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهُ لاَ يَضُرُّ اِلاَّ نَفْسَهُ وَلاَ يَضُرُّ اللهَ شَيْئاً ۞ أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْم ۞ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمْ۞ إِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۞ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْن ۞ قَالَ النَّبِيُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ،

وَأَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُمَا، وَحَمْزَةُ اَسَدُ اللهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ ۞ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لاَّ تُغَادِرُ ذَنْبًا ،اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَاتَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ ۞ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ ، وَخَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ۞ وَالسُّلْطَانُ (الْعَادِلُ) ظِلُّ اللهِ فِيْ الْاَرْضِ مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللهِ فِى الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللهُ ۞ اِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۞ فَاذْكُرُوا اللهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَ اَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ وَاللهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۞ فقط والله اعلم

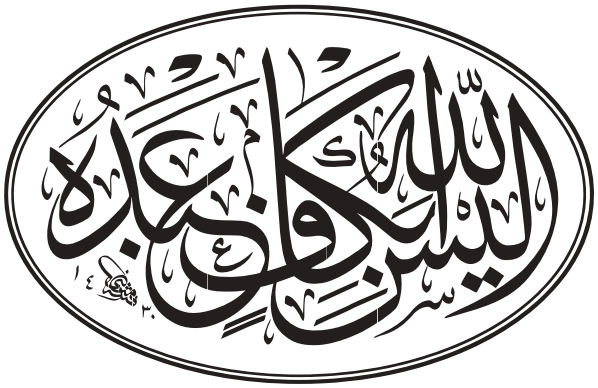

سن ہجری کا پہلا مہینہ ’’ محرم الحرام ‘‘

تاریخ اسلامی اور سن ہجری کا آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ، ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ﴾ (۱) ۔ صدق اللہ العظیم

حاضرینِ کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے، یہ سورۃ التوبہ کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔

’’ اللہ کے نزدیک مہینے تو صرف بارہ ہی ہیں یہ بات ازل سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے یعنی اس دن سے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا گیا ، ان بارہ مہینوں میں چار مہینے خاص طور پر قابل احترام ہیں یہ دین قیم ہے ، ذوالقعدہ ، ذوالحجہ ، محرم الحرام ، رجب المرجب ‘‘ ۔

بزرگان محترم ! اسلامی شریعت کا نیا سال اور محرم الحرام کا یہ پہلا جمعہ ہے

(۱)۔ [سورۃ التوبہ : پ ۱۰ / آیت ۳۶]

نہ کوئی رنج کا لمحہ کسی کے پاس آئے ۔۔ خدا کرے کہ نیا سال سب کو راس آئے

تاریخِ اسلامی اور سنِ ہجری کا آغاز کیسے ہوا ؟ اور کس وجہ سے ہوا؟۔

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم سیدنا عمر بن الخطابؓ کے زمانۂ خلافت میں اسلام دنیا کے اکثر و بیشتر حصّوں میں پہونچ گیا تھا ، دنیا کے تین حصّوں پر حضرت فاروق اعظمؓ کی اسلامی حکومت کا جھنڈا لہرا رہا تھا ، حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوکر ہر طرف کے حالات کی خیر و خبر خطوط کے ذریعہ لیتے رہتے تھے ۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسی اشعریؓ کو خط لکھا ،حضرت ابوموسی اشعریؓ نے جوابی خط میں تحریر فرمایا کہ امیر المؤمنین آپ کے خطوط و فرامین ہمارے پاس پہونچتے ہیں لیکن اس پر کوئی تاریخ نہیں ہوتی ۔

امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ کو اس وقت شدید احساس ہوا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب وملت ہے ، اس کی ایک مستقل تاریخ و سن کا ہونا ضروری ہے اسی کے پیش نظر مدینہ اور قرب و جوار کے علاقہ میں اعلان فرما دیا کہ امیر المؤمنین حضراتِ صحابہ کرامؓ سے مشورہ لینا چاہتے ہیں ، تمام صحابہ کرامؓ ۳۰ جمادی الثانی ۱۷ھ بروز جمعرات مسجد نبوی میں جمع ہوگئے ۔

امیر المؤمنینؓ نے اسلامی تاریخ وسن کی اہمیت پر ایک عظیم خطبہ دیا، اس وقت دنیا میں چار طرح کی تاریخیں مشہور ومعروف تھیں ۔

(۱) ۔ تاریخ قمری ،چاند کے حساب سے تاریخ دیکھنا (۲)۔ تاریخ عیسوی ، عیسائیوں کی تاریخ ،جس کو تاریخ شمسی سورج کے حساب سے تاریخ دیکھنا

یعنی موجودہ انگریزی تاریخ ، (۳)۔ تاریخ عبرانی ، یہودیوں کی تاریخ (۴)۔ تاریخ جولیانی Gregorian۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا : اسلام ایک عالمگیر مذہب وملت ہے ، اس کے مخاطب جہاں پڑھے لکھے افراد ہیں وہیں اَن پڑھ و جاہل عوام بھی ہیں ، شہر کے رہنے والے بھی ، گاؤں اور دیہات کے باسی بھی ہیں ۔

بہتر یہی ہے کہ چاند کے حساب کا انتخاب کیا جائے ، کیونکہ چاند کے اتار چڑھاؤ سے تاریخ کا پہچاننا آسان ہے بخلاف سورج کے کہ سورج ہر دن ایک ہی حال میں نکلتا ہے اس کے علاوہ خود رسول اکرم ﷺ بھی چاند کے حساب کو پسند فرماتے تھے ۔

تاریخ و سیر سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ تک چاند سے ہی تاریخ و ایام کی دریافت ہوتی تھی ، خود حق سبحانہٗ و تقدس تلاوت شدہ آیت میں چاند کے مہینوں کی تعداد بیان فرمارہے ہیں ۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ،

حضرات مفسرین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ ان بارہ مہینوں سے چاند کے بارہ مہینے مراد ہیں ، یہ بات ازل سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے ، کہ اللہ کے نزدیک سال میں بارہ مہینے ہیں بارہ مہینوں سے ایک سال مکمل ہوتا ہے يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ و الأَرْضَ ، یہ اس دن سے طے ہے جس دن

آسمان و زمین پیدا کئے گئے ۔

اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسلامی سال چاند کے حساب سے ہوگا ، اب بتلایئے اسلامی تاریخ کی ابتدا کہاں سے ہو ؟ ۔

بعض حضرات صحابہؓ نے فرمایا حضورِ اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے شروع ہو ، حضرت عمرؓ نے فرمایا : اس میں عیسائیوں کے ساتھ تشبہ ہے کہ ان کی تاریخ کی ابتداء حضرت عیسیٰ مسیح کی پیدائش سے شروع ہوتی ہے۔

بعض صحابہؓ نے فرمایا کہ جب آپ علیہ السلام کو نبوت ملی ، اس دن سے تاریخ اسلامی کی ابتداء ہو ، امیر المؤمنین نے فرمایا کہ نبوت کا ابتدائی زمانہ اسلام و مسلمانوں پر ظلم و ناانصافی کا زمانہ ہے، بعض صحابہؓ نے فرمایا کہ آپؐ کی وفات سے شروع ہو ، حضرت عمرؓ نے اس رائے کو بھی رد فرمادیا ، اور فرمایا آپؐ کی وفات حسرت آیات امت مسلمہ کے لئے حادثہ کبریٰ اور نقصانِ عظیم ہے ، اس سے تاریخ اسلامی کی ابتداء مناسب نہیں ، پھر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ نے خود فرمایا تاریخ اسلامی کی ابتداء ہجرت سے شروع ہو ، اس لئے کہ ہجرت ہی سے حق و باطل کے درمیان فرق و امتیاز قائم ہوا ، شعائر اسلام یعنی جمعہ اور عیدین کی نمازیں علی الاعلان ادا کی گئیں ، ہجرت ہی سے اسلام کو فتوحات ملیں ۔ (۱)

اب پھر سوال ہوا کہ اسلامی تاریخ کی ابتداء کس مہینے سے ہو ؟ بعض نے کہا

---

(۱) ۔[شرح السیر الکبیر ج/۴ ص/۶۳]

کہ رمضان سے اسلامی سال شروع ہو، خلیفہ راشد دامادِ رسول حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا ، جس مہینہ میں حضور نے ہجرت فرمائی اسی مہینہ سے اسلامی سال شروع ہو ، حضور اکرم ﷺ نے ربیع الاول کے مہینہ میں ہجرت فرمائی لیکن ہجرت کا ارادہ ماہ محرم ہی سے فرما چکے تھے ، اس لئے اسلامی تاریخ کے سال کی ابتداء محرم الحرام سے شروع ہو ۔(۱)

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ محرم کو نبی کریم ﷺ نے شھر اللہ المحرم یعنی محرم اللہ کا مہینہ قرار دیا ہے (۲) اس مہینہ تک عموماً حجاج کرام حج سے فارغ ہوکر اپنے اپنے وطن لوٹ آتے ہیں ۔

لہذا اسلامی سال کی ابتداء محرم الحرام سے ہونا طے پا گیا ، اس کے علاوہ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ، کہ سورۃ الفجر و الْفجْرِ وَ لَیَالٍ عَشْرٍ میں جو اللہ نے فجر کی قسم کھائی ہے وہ محرم کی پہلی تاریخ کی فجر ہے ، جس سے سال شروع ہوتا ہے (۳)۔

یہ ہے تاریخ اسلامی کی ابتدائی حقیقت ، اس آیت کے ضمن میں حضرات مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ چاند کے تاریخی حساب کا محفوظ رکھنا فرض کفایہ ہے۔ اگر ساری امت نے اس قمری حساب کو ترک کر دیا بھلا دیا تو سب کے سب گنہگار ہوں گے ، کتنے افسوس کا مقام ہے ہم میں کتنے مسلمان ایسے ہیں جن کو

(۱)۔[باب التاریخ فتح الباری ج ۳۔ص ۲۰۹ (۲)۔[عن ابی ھریرۃؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ أفضل الصیام بعد رمضان شھر اللہ المحرم ، و افضل الصلاۃ بعد الفریضۃ صلاۃ اللیل ۔ رواہ مسلم واللفظ لہ، وابوداود ، کتاب الصیام ، باب فی صوم المحرم، رقم الحدیث :۲۴۲۹ والترمذی والنسائی، ورواہ ابن ماجہ باختصار ذکر الصلاۃ ۔ الترغیب و الترھیب للمنذری ج ۲ص ۱۱۳۔۴ وفی روایۃ، فصم المحرم فانہ شھر اللہ ،نفس المرجع]۔(۳)۔[مختصر تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفجر ج ۳ص ۶۳۵]

اسلامی مہینوں کے نام تک یاد نہیں ، سن وسال تو دور کی بات ہے ۔

اگر دینِ اسلام کی عیدین و رمضان چاند کے حساب سے نہ ہوتے تو یقیناً قمری تاریخ کا نام ونشان تک ہم لوگ باقی نہ رکھتے ۔

لہذا ہر مسلمان مرد و عورت کو اس کا اہتمام کرنا چاہئے ، بعض نادان لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی سال کی ابتداء حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے ہوئی یہ غلط ہے اس لئے کہ اسلامی تاریخ کی ابتداء ۱۷ھ میں حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے ہوئی ، اور امام حسینؓ کی شہادت ۶۰ھ میں بروز جمعہ دس محرم زوال کے شروع وقت میں ہوئی ہے ۔

یاد رکھیئے محرم کی دسویں تاریخ یعنی عاشورہ کا روزہ حدیثِ رسول سے ثابت ہے ، حضور اکرم ﷺ عاشورہ کا ایک روزہ رکھا کرتے تھے ، حضرات صحابہؓ نے عرض کیا ، یارسول اللہ ﷺ عاشورہ کے دن ہم بھی روزہ رکھتے ہیں یہود بھی روزہ رکھتے ہیں، اس طرح ہماری اور ان کی مشابہت ہوتی ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا : فَاِذَا کَانَ العَامُ المُقْبِلُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ صُمْنَا یَوْمَ التَّاسِعِ (۱) ان شاء اللہ جب اگلا سال آئیگا تو ہم نویں تاریخ کو بھی روزہ رکھ لیں گے بجائے ایک کے دو روزہ رکھیں گے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

---

(۱)۔[عَن عبد اللہِ بنِ عباسؓ قَالَ حِیْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ عَاشُوراءَ وَ اَمَرَ بِصِیَامِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ یَوْمٌ یُعَظِّمُہُ الْیَھُوْدُ وَ النَّصَارٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِذَا کَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِنْشَاءَاللّٰہُ صُمْنَا الْیَوْمَ التَّاسِعَ قَالَ فَلَمْ یَاْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتّٰی تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ، رواہ مسلم ،کتاب الصیام، باب اَیّ یوم یصام فی عاشوراء ،رقم الحدیث:۱۱۳۴۔ و معارف الحدیث کتاب الصوم، رقم الحدیث: ۱۲۸ ۔ج ۴ / ص ۳۸۶]

فرماتے ہیں اگلے سال کا محرم آنے سے پہلے ہی آپ کی وفات ہوگئی۔
اس حدیث کی بنیاد پر علماء کرام لکھتے ہیں محرم کی دسویں تاریخ کے روزہ کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ رکھ لیں یا پھر دسویں کے ساتھ گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھ لیں۔

بس دعا کیجئے ربِ کریم ہمارے ان روزوں کو زیورِ قبولیت سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁ ❁ ❁

شہادت حسینؓ انسانیت کیلئے ایک سبق

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین .

أمابعد :۔ فأعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرینِ کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے ، یہ سورۃ البقرہ کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہ و تعالی ارشاد فرمارہے ہیں کہ '' جولوگ اللہ کے راستے میں قتل کردیئے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ،لیکن تم سمجھتے نہیں ، دوسری جگہ سورہ آل عمران میں ہے '' وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ '' ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کردیئے گئے ،انہیں مردہ نہ سمجھو ، وہ زندہ ہیں ،اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں ۔

حاضرینِ کرام ! اسلامی شریعت کا نیا سال اور محرم الحرام کا یہ دوسرا جمعہ ہے حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ محرم الحرام کی دسویں تاریخ جس کو یومِ عاشورہ کہتے ہیں اس دن روزہ رکھو اور اس کے ساتھ اگلے یا پچھلے دن کا اضافہ کرلو۔

(۱)۔[سورۃ البقرہ :پ۲/آیت ۔ ۱۵۴] ۔(۲)۔[سورۃ آل عمران :پ۴/آیت ۔ ۱۶۹]

اسی ماہ کی دسویں تاریخ عاشورہ کے دن سید الشہداء حضرت امام حسینؓ کی شہادت ہوئی، نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول سید الشہداء حضرت سیدنا حسینؓ کا نامِ نامی اسمِ گرامی حسین اور لقب سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ جنت کے نوجوانوں کے سردار، والد کا نام علی مرتضیٰؓ، والدۂ محترمہ فاطمۃ الزہراءؓ اور بڑے بھائی کا نام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ہے۔

رسولِ کریم ﷺ حجرۂ عائشہ میں تشریف فرما ہیں، آپ کی چچی حضرت ام فضلؓ گھبرائی ہوئی، خدمتِ نبوت میں حاضر ہوئیں، عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ فاطمہ کے جسم سے ایک کٹا ہوا ٹکڑا آپ کی گود میں رکھا گیا، رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چچی جان رَأَيْتِ خَيْرًا خواب مبارک ومسعود ہے، خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء کے یہاں بچہ پیدا ہوگا، ایک سال کے بعد تعبیر ظاہر ہوئی۔(۱)

رسولِ اکرم ﷺ صحابۂ کرام کے جلو میں تشریف فرما ہیں اطلاع ملی کہ حضرتِ فاطمہ کے یہاں ولادت ہوئی ہے، آپؐ فورا تشریف لے گئے، حضرتِ ام فضل نے کپڑے میں لپٹے ہوئے معصوم وحسین چاند جیسے حسین کو آپ ﷺ کی مبارک گود میں رکھا، تو آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا: چچی جان! یہ آپ کے خواب کی تعبیر ہے، پھر آپ نے سیدنا حسینؓ کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا، داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی۔

---

(۱)۔[المستدرک علی الصحیحین رقم الحدیث: ۴۸۱۸ ۔ البدایۃ و النہایۃ: ج ۶ ۔ص ۲۳۰]

سیدنا حسینؓ کتنے خوش قسمت انسان ہیں کہ آپ کے منہ میں جانے والی پہلی چیز لعابِ نبوت ہے ، کان میں سنائی دینے والی پہلی چیز صدائے نبوت ہے بدن حسین کا ہے ،گود نبی آخرالزماں کی ہے ، کان حسین کے،آواز نبی کی ، نام پروردگارِ عالم کا ۔

جس کے کانوں میں کملی والے نے اذان دی ہو اس کی نماز کیسے قضا ہو سکتی ہے؟ آپؐ پروانہ وار حسینؓ کو چوم رہے ہیں اور مسکراتے جا رہے ہیں کہ اچانک آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے چچی جان نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا معاملہ ہے ؟ فرمایا کہ: پہلے نواسہ کی ولادت پیشِ نظر تھی تو خوشی ومسرت سے سرشار تھا ،اب میدانِ کربلا سامنے ہے تو اشکبار ہوں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ آپ حسنؓ وحسینؓ سے محبت و شفقت فرماتے تھے ، ایک موقع پر سرورکائنات نے اپنے دونوں نواسوں کو اپنی گود میں اٹھا کر چوما پھر دعا کی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُحِبُّھُمَا (۱) الٰہی مجھے ان دونوں سے محبت ہے آپ بھی ان دونوں سے محبت فرمایئے اور جو ان دونوں کو محبوب رکھے تو بھی اس سے محبت فرما ۔

مسجد نبوی میں رسولِ اکرم ﷺ منبر رسول پر خطبہ دے رہے ہیں حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں۔ اِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ یَمْشِیَانِ وَ یَعْثِرَانِ

(۱)۔[رواہ الترمذی ۔ابواب المناقب، بابُ مَناقِبِ أبی محمد الحسن بن علی.....،رقم الحدیث:۳۷۶۹۔ و حدیث آخر ابواب المناقب ۔ رقم:۳۷۸۲ ۔ نفس المصدر]

اچانک دیکھا کہ خاندانِ نبوت کے دو چراغ حسنؓ وحسینؓ گرتے پڑتے اپنے نانا جان کی طرف آرہے ہیں ،رسولِ اکرم ﷺ سے رہا نہ گیا آپؐ خطبہ کے درمیان ہی میں فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَحَمَلَھُمَا (۱) منبر سے اتر کر ان دونوں کو اٹھالیا ۔

ایک موقع پر رسولِ اکرم ﷺ مسجد نبوی میں نماز کی حالت میں سجدہ میں ہیں حضرت حسینؓ کھیلتے ہوئے آئے آپ کی پشت مبارک پر چڑھ کر بیٹھ گئے ، واہ حسین تیری کیا شان ہے ، نبیؐ نے نماز لمبی کردی سجدہ لمبا کردیا کہ کہیں ننھے حسینؓ کو چوٹ نہ آجائے ، ایک موقع پر فرمایا اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ (۲) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں ۔

حضراتِ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ حضرتِ حسنؓ کا چہرہ حضورِ اکرم ﷺ سے مشابہ تھا اور بدن حضرتِ حسین سے ملتا جلتا تھا ۔(۳) ۔

حضرت امیر معاویہؓ کے بعد جب یزید تخت نشین ہوا اور خلافت کا اعلان کیا تو بڑے بڑے صحابہ کرام عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس ، ابوسعید خدریؓ اور حضرت حسینؓ وغیرہ نے یزید کو منصبِ خلافت کے لائق نہیں سمجھا۔

لہٰذا اہلِ مدینہ اور صحابہ کرامؓ نے سیدنا حسینؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی ادھر اہلِ کوفہ مسلسل خطوط کے ذریعہ حضرت حسینؓ کو بلا رہے تھے کہ آپ عراق تشریف لے آئیں تاکہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں سیدنا حسینؓ نے ارادہ بھی کرلیا ،

(۱)۔[رواہ الترمذی، ابواب المناقب، رقم الحدیث:۳۷۷۴](۲)[رواہ الترمذی ،باب المناقب، رقم الحدیث:۳۷۷۵]
(۳)[سیر اعلام النبلا بحوالہ جامع ترمذی ابواب المناقب، رقم الحدیث:۳۷۷۶۔۳۷۷۷۔وانظر رقم الحدیث: ۳۷۷۹]

لیکن بڑے بڑے صحابہ آپ کو بھیجنے پر تیار نہ تھے ، حضرت حسینؓ عراق جانے پر مصر تھے ، آخرکار رئیس المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباسؓ تشریف لائے اورفرمایا ، یَا بُضْعَۃَ الرَّسُوْل اے گلشنِ نبوت کے بہار لَا تَخْرُجْ وَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَأَظُنُّکَ سَتُقْتَلُ بَیْنَ نِسَائِکَ وَ بَنَاتِکَ

خدا کی قسم آپ کوفہ نہ جائیں اہلِ کوفہ کے دل آپ کے ساتھ ہیں تلواریں یزید کے ساتھ ہیں اگر آپ وہاں چلے گئے تو میں گمان کرتا ہوں ، کہ آپ کو آپ کی عورتوں اور بیٹیوں کے سامنے قتل کردیا جائے گا۔

لیکن نواسۂ رسول پر اپنے نانا کے دین کی حفاظت کا رنگ غالب تھا آخرکار رختِ سفر باندھ ہی لیا ، نانا جان کے روضہ پر صلاۃ وسلام کے لئے حاضر ہوئے ، بڑے دلگداز انداز میں صلاۃ وسلام پیش کیا ، خاندانِ نبوت کو ساتھ لیا اور روانہ ہوگئے ، مدینہ سے باہر تشریف لائے ، گنبدِ خضریٰ پر ایک خاموش نظر ڈالی ، ذرا تصور کیجئے سیدنا حسینؓ اس مدینہ سے جارہے ہیں ، جو مرکزِ رحمت ، چشمۂ رشد وہدایت ہے ، قبر رسول اکرم ﷺ ایک ایسی دولت ہے جو کرۂ ارض پر کہیں موجود نہیں ، اس مٹی کے ذروں پر تو کہکشاں بھی ناز کرتی ہے ، اس جگہ کے مقدر پر آفتاب و ماہتاب بھی فخر کرتے ہیں یہاں رہنا عبادت ہے ، لیکن سیدنا حسینؓ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو درس دے گئے کہ جب نبی کا دین خطرے میں ہو ، اسلام خطرے میں ہو ، حق و صداقت پر

---

(۱)۔[البدایۃ والنھایۃ ۔ ج ۸/ص ۱۶۳]

ظلم کا پہرہ ہو تو نبی کا روضہ چھوڑنا بھی عبادت ہے ، آخرکار جب عراق کے ایک میدان میں پہونچے تو پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے ، بتایا گیا کربلا ، فرمایا : کرب و بلا تکلیف اور مصیبت ۔

ادھر یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو حکم دیا کہ حسینؓ کے قافلہ کو کوفہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے ، آخر اسی میدان میں سات محرم کو ابن زیاد نے گھیر لیا ، خاندانِ رسول کا پانی بند کر دیا ، تین دن تک عورتیں اور بچے پانی کی پیاس سے تڑپتے اور سسکتے رہے ، دس محرم یعنی عاشورہ کے دن حضرت حسینؓ اونٹنی پر سوار ہوئے ، پھر ایک عظیم الشان خطبہ دیا۔

لوگو! میرا حسب ونسب یاد کرو سوچو میں کون ہوں ، اپنے گریبانوں میں منہ ڈالو ، کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں ، کیا علی و فاطمہ کا نورِ نظر نہیں ہوں ، کیا امیر حمزہؓ میرے چچا نہیں تھے ، کیا تم لوگوں نے رسولِ اکرمؐ کی یہ حدیث نہیں سنی ، سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الجَنَّةِ الحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ (۱) حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں ، اگر تمہیں یقین نہ ہو تو جاؤ جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے پوچھو ، ابو سعید خدریؓ سے پوچھو ، انس بن مالکؓ سے پوچھو ، کیا یہ باتیں تمہیں میرا خون بہانے سے روک نہیں سکتی ، خدا کی قسم اس وقت روئے زمین پر بجز میرے کوئی اور نبی کا نواسہ نہیں ہے ، اور تم لوگ مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو آخر میرا کیا قصور ہے ؟۔

(۱)۔ [رواہ الترمذی، ابواب المناقب، بَابُ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، رقم الحدیث: ۳۷۸۱ ۔ معارف الحدیث ،کتاب المناقب: ج۸ص۳۵۵]

حضرت حسینؓ کا یہ خطبہ اتنا پُراثر تھا کہ اگر پہاڑوں کو سنایا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے ، زمین کو سنایا جاتا تو زمین پھٹ جاتی ، بادلوں کو سنایا جاتا تو وہ اشکوں کی برسات بن جاتے ۔

لیکن دشمنوں کے سینہ میں دل نہیں تھا ،اقتدار کے نشہ میں چُور ظالموں نے ہلّہ بول دیا ،حسینی لشکر کے مٹھی بھر افراد کہاں تک مقابلہ کرتے ایک ایک کر کے سب شہید ہوتے گئے ، سیدنا حسینؓ لاش پر لاش اٹھا کر لاتے ، خیمہ میں رکھ دیتے ، بیویوں کو صبر کی تلقین کرتے ۔

آخر کار اٹھارہ برس کا علی اکبر ہاتھ میں تلوار اٹھا کر دشمنوں کو للکارتا ہے،علی اکبر جس کی رگوں میں فاطمہؓ کا خون تھا ، ہاتھ میں علیؓ کی تلوار تھی ، دشمنوں کی صفوں میں کھلبلی مچادی ، آخر اکیلا کب تک لڑتا تھک گیا دشمنوں نے گھیر لیا ، ایک کمبخت نے تلوار ماری ، سر تن سے جدا ہو گیا،سیدنا حسینؓ کی اہلیہ یہ منظر دیکھ کر بے قابو ہو گئیں ۔

تاریخ بڑے بڑے بہادروں کے کارناموں سے بھری پڑی ہے ،لیکن تاریخ میں حسینؓ جیسا بہادر نظر نہیں آتا جس کے سامنے پورا خاندان تہِ تیغ کر دیا گیا ہو، بیٹوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا گیا ، صرف سیدنا حسینؓ کا چھ ماہ کا ننھا منا بچہ علی اصغر رہ گیا ، سیدنا حسینؓ علی اصغر کو گود میں اٹھا کر لائے ، اور فرمایا ظالمو ! دشمنی تمہاری اور میری ہے اس معصوم نے کیا بگاڑا ہے یہ اولادِ رسول ہے ، یہ پیاس سے بلبلا رہا ہے اسے پانی کے دو گھونٹ دے دو ،

جواب میں دشمنوں نے تیر مارا اور معصوم علی اصغر کے حلق میں پیوست ہوگیا ، خون کا فوارہ چھوٹا ، ننھے شہید کے خون کو چلّو میں بھر کر آسمان کی طرف پھینکا اور فرمایا ۔

پروردگارا !دیکھ تیرے نبی کی اولاد کے ساتھ کیا ہورہا ہے، ننھے علی اصغر کی لاش زمین پر رکھ کر فرمایا ، پروردگارا یہ میری آخری قربانی قبول فرمالے ، یہ کہہ کر میدانِ کارزار میں اتر گئے ، پوری شجاعت کا مظاہرہ کیا دسیوں جہنمیوں کو جہنم رسید کیا آخر خود بھی شہید ہوگئے ایک بد بخت نے نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول کے سرِ اقدس کو بدنِ مقدس سے جدا کردیا مقدس جسم پر گھوڑے دوڑا دیئے گئے ۔

سید الشہداء سیدنا امام حسینؓ پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں انھوں نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو سبق دے دیا کہ خاندان تہِ تیغ ہوتا ہو ہوجائے ، اولاد کٹتی ہو تو کٹ جائے ، رنج و الم کے پہاڑ ٹوٹتے ہوں تو ٹوٹ جائیں ، لیکن نبی ﷺ کے دین پر آنچ نہ آنے پائے ۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

ربِ کریم ہمیں بھی وہ جذبۂ صادق نصیب فرما ، اوران کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما ۔ (آمین یاربَّ العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

الحمدللہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ، و صلوات اللہ و سلامہ علی اکرم الموجودات ، و علی آلہ واصحابہ الذین بلغوا اقصیٰ الغایات ۔
أمابعد :۔ فأعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ، ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾ (۱)
صدق اللہ العظیم

حاضرینِ کرام ! اسلامی شریعت کا یہ نیا سال اور محرم الحرام کا یہ تیسرا جمعہ ہے ، اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے ، یہ سورۃ التوبہ کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔
'' یہ بات ازل سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینے تو صرف بارہ ہی ہیں ، یہ بارہ مہینہ اس دن سے متعین ہیں جس دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا گیا ، ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے خاص طور پر قابل احترام ہیں ، یہی دین قیم ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ التوبہ: پ ۱۰/آیت ۳۶]

اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی نے چار مہینوں کو قابل احترام بتلایا ہے وہ چار مہینے کون سے ہیں حضور سرور کائنات ، فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک فصیح وبلیغ خطبہ دیا ، اس خطبہ میں اس آیت کی تشریح بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ۔

السَّنَۃُ اِثْنَا عَشَرَ شَھْرًا ، مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ، ثَلٰثٌ مُتَوَالِیَاتٌ ، ذُوْالقَعْدَۃ وَ ذُوْ الحِجَّۃ وَ المُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ (۱)۔

کہ سال پورے بارہ مہینوں کا ہوتا ہے ان میں چار مہینے قابل احترام ہیں، تین تو مسلسل ہیں ذوالقعدہ ، ذوالحجہ ، محرم اور چوتھا رجب المرجب ہے۔

محرم الحرام سے اسلامی سال شروع ہوتا ہے ، اسلام نے اس مہینے کو جو شرف وامتیاز بخشا ہے ، وہ کسی دوسرے مہینے کو نہیں بخشا ، اسلامی سال کو محرم سے شروع فرمایا ، محرم کو شھر اللہ یعنی اللہ کا مہینہ قرار دیا ۔

رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزہ محرم کے روزہ کو قرار دیا ، اسی محرم میں ایک ایسی تاریخ رکھی جس کو عاشورہ کہتے ہیں ۔

عاشورہ در اصل محرم الحرام کے دسویں دن کو کہتے ہیں ، اس دن کا نام عاشورہ کیوں رکھا گیا ، حضرت قطبِ ربانی محبوبِ یزدانی حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں ، کہ عاشورہ کو عاشورہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس دن روئے زمین پر دس عظیم الشان واقعات پیش آئے (۲)۔

---

(۱)۔[رواہ البخاری ، و ھو بعض الحدیث ۔ کتاب التفسیر ، رقم الحدیث : ۴۶۶۲]

(۲)۔[غنیۃ الطالبین : تالیف / شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسی جیلانیؒ ۔ اردو ترجمہ ص / ۴۵۶]

(۱) اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اللہ نے قبول کی (۲) اسی دن حضرت ادریسؑ کو بلند درجے تک پہونچایا (۳) اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری (۴) اسی دن حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے اور اسی دن حضرت ابراہیم کو اللہ نے اپنا خلیل و دوست بنایا (۵) اور اسی دن حضرت ابراہیم کو نمرود کی آگ میں چالیس دن رہنے کے بعد خلاصی ملی (۶) اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی (۷) اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو تاج وتخت عطا کیا گیا (۸) اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے (۹) اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے (۱۰) اور اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے فرعون سے نجات دی اور فرعون اپنی قوم سمیت غرق ہوا۔ (۱)

جب رسولِ کریم شفیعِ عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو دیکھا کہ وہاں کے یہودی روزہ سے ہیں ، آپ نے یہودانِ مدینہ سے دریافت فرمایا : مَاهٰذا الْيَوْمُ الَّذِیْ تَصُوْمُوْنَهٗ؟ یہ کیسا دن ہے کہ تم اس دن کے احترام میں روزہ رکھتے ہو ؟ یہودِ بے بہبود نے کہا : هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ ، ہمارے لئے یہ باعظمت دن ہے ، اَنْجَیٰ اللّٰهُ فيه مُوْسَیٰ وَ قَوْمَهٗ وَ غرَّقَ فِرْعَوْنَ وَ قُومَهٗ ، فَصَامَهٗ مُوْسَیٰ شُكرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَ اَوْلٰی بِمُوْسیٰ

---

(۱)۔[غنیۃ الطالبین : تالیف شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسی جیلانیؒ اردو ترجمہ: ص ۴۵۴/ ۔۴۵۹]

مِنْكُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَمَرَ بِصِيَامِهٖ . (۱)۔

یہ وہ باعظمت دن ہے جس دن اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون مردود کے پنجۂ ظلم و استبداد سے آزاد کیا اور فرعون اور اس کے حواریین کو بحر قلزم میں غرق کر دیا ، پس حضرت موسیٰؑ نے بطور شکرانہ اس دن روزہ رکھا لہٰذا ہم بھی ان کی اتباع میں روزہ رکھتے ہیں ۔

رسولِ کریم ﷺ نے یہود کے اس جواب کو سن کر حضراتِ صحابہؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ : فَنَحْنُ اَحَقُّ وَ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ اے یہود ! ہم تم سے زیادہ اس بات کے حقدار ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کی اتباع میں روزہ رکھیں ، پھر آپ ﷺ نے مدینہ کے قرب و جوار میں اعلان فرمایا کہ جو لوگ ابھی کچھ نہ کھائے ہوں وہ آج کے دن روزہ رکھیں ، اور جنہوں نے کچھ کھا پی لیا ہو وہ دن کے باقی حصہ میں کچھ نہ کھائیں ۔(۲)

ایک دن کا روزہ نہ رکھو بلکہ دو دن کا روزہ رکھو ، محرم الحرام کے یہ دو روزے ابتداء اسلام میں فرض تھے، جب رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے تو ان دو روزوں کو نفل قرار دے دیا گیا۔(۳) آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عاشورہ کا دن وہ دن ہے جس دن قیامت قائم ہوگی ۔(۴)

---

(۱)۔[رواہ البخاری ،کتاب الصوم ،باب صوم یوم عاشوراء ،رقم الحدیث : ۲۰۰۴ / ومسلم ،کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء ، رقم الحدیث :۲۶۵۸ ، ابوداود /۲۰۸۸] ۔ (۲)۔[رواہ البخاری ،کتاب الصوم، باب صوم عاشوراء ۔رقم الحدیث:۲۰۰۷] ۔ (۳)۔[رواہ البخاری، کتاب الصوم، باب صوم عاشوراء۔رقم الحدیث:۲۰۰۱ ۔۲۰۰۲]۔(۴)۔[غنیۃ الطالبین: تالیف شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ ، اردو ترجمہ: ص ۴۵۴/ ۔۴۵۹]

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدِرَتْ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ(۱)
ہاں اسی دن سورج کی روشنی ماند پڑ جائیگی ، ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے ، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح ہواؤں میں اڑتے پھریں گے ۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ، وَ اَخْرَجِتِ الْأَرْضُ اَثْقَالَهَا ۔(۲)
زمین پے در پے زلزلوں سے کانپ اٹھے گی ، آسمان لپیٹ دیا جائیگا ، زمین اپنے اندر کے بوجھ کو اگل دے گی ، یہ تمام کا تمام قیامت کے دن پیش آئے گا قیامت محرم کی دسویں تاریخ یومِ عاشورہ کو برپا کی جائے گی ، اور انسان اللہ کے حضور حاضر کیا جائیگا (۳) ۔

عام طور پر بعض نادان مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یومِ عاشورہ کی اہمیت اسلام میں نواسۂ رسول ، جگر گوشۂ بتول سیدنا حسینؓ کی شہادت کی وجہ سے ہے ، ایسا نہیں ہے ، ہاں اسی مہینہ میں حضرتِ حسینؓ میدانِ کربلا میں شہید کئے گئے یہ تاریخ کا وہ المناک واقعہ ہے جسے ہرگز بھلایا نہیں جا سکتا ۔

جس نواسہ کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا: کہ اے اللہ میں حسنؓ اور حسینؓ سے محبت رکھتا ہوں ، جو ان سے محبت رکھے تو ان سے محبت رکھنا ، اس نواسہ کو میدانِ کربلا میں بھوکا پیاسا رکھا گیا ، جس نواسہ کو اللہ کے رسول ﷺ نے سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (۴) کہا ہو ۔

---

(۱)۔[سورۃ التکویر: پ۳۰ آیت ۱۔۳] (۲)۔[سورۃ الزلزال: پ۳۰ آیت ۱۔۲]۔(۳)۔[غنیۃ الطالبین : تالیف شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسی جیلانیؒ اردو ترجمہ ص ۴۵۴/ ۴۵۹]۔ (۴)۔[رواہ الترمذی ،ابواب المناقب ، بَابُ اَنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، رقم الحدیث: ۳۷۸۱ ۔ معارف الحدیث: کتاب المناقب ج۸/ص ۳۵۵]

اس کو میدانِ کربلا میں ذلیل وخوار کیا گیا جس چہرے پر اللہ کے رسول ﷺ محبت سے بوسے دیا کرتے تھے، اس چہرے کو زخمی کیا گیا، وہ حسین جو دوسروں کو علم کے آبخورے دیا کرتا تھا اس کو پیاسا رکھ کر تڑپایا گیا ، یہ تاریخ کا وہ ہولناک باب ہے جسے بیان کرنا اور سننا ایک دل دہلا دینے والا عمل ہے ۔

روایات میں آتا ہے کہ جب رسولِ کریم ﷺ نماز کی حالت میں سجدہ میں مشغول ہوتے تو حضرت حسنؓ و حسینؓ آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے اور آپ اس وقت تک سجدہ سے سر نہ اٹھاتے جب تک کہ یہ دونوں خود آپؐ کی پیٹھ سے نہ اتر جاتے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے سر اٹھانے سے ان دونوں کو تکلیف پہونچ جائے (۱)۔

رسولِ کریم ﷺ نے جس نواسہ کا اتنا خیال کیا ہو اسی کے سامنے اس کے گھر والوں کو ذبح کیا گیا ، اہل بیت کا ننھا بچہ پیاس سے تڑپتا ہے ، حضرتِ حسینؓ اس بچہ کو لے کر پانی طلب کرنے جاتے ہیں ظالموں نے پیاس سے بلکتے بچہ پر تیر چلادیا ، بچہ کی بھلا کیا پیاس بجھتی اس کی زندگی کا چراغ بجھا دیا ، اہلِ بیت جو حضورِ پُرنور ﷺ کا نورانی خاندان تھا ، میدانِ کربلا میں تہِ تیغ کردیا گیا ، جو حادثہ کربلا کے نام سے تاریخ کا ایک المناک اور ناقابل فراموش حادثہ بن گیا۔

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول ۔ تڑپی ہے تجھ پہ لاشیں جگر گوشۂ بتول

---

(۱)۔سیر اعلام النبلاء : ج ۳/ص ۲۹۴ ۔ بحوالہ معارف الحدیث : کتاب المناقب و الفضائل ، ج ۸/۳۵۴]

بہرحال شہادتِ حسین تاریخ کا وہ سیاہ باب ہے جسے بھلایا نہیں جا سکتا ۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اللہ ہمیں بھی نسبت کا نور عطا فرمائے تا کہ ہماری آخرت ٹھیک ہو جائے ، اور اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے ۔

(آمین بجاہ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

یوم عاشورہ اور عظمت شہادت

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔

اُمابعد :۔ فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ، ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾(۱)

صدق اللہ العظیم

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ :قَالَ النَبِیُّ ﷺ :اَفْضَلُ الْصِیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ وَ اَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلَاةُ اللَّیْلِ۔(۲)

بزرگانِ محترم وبرادرانِ مکرم ! اس وقت میں نے سورۃ التوبہ کی ایک آیت کریمہ نیز ایک حدیثِ نبوی کی تلاوت کی ہے اس آیت میں حق سبحانہ و تقدس یوں ارشاد فرمارہے ہیں کہ

" اللہ کے نزدیک مہینے تو صرف بارہ ہی ہیں یہ بات ازل سے لوحِ محفوظ میں لکھی جا چکی ہے یعنی اس دن سے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا گیا ان بارہ مہینوں میں چار مہینے خاص طور پر قابل احترام ہیں وہ کون کون سے مہینے ہیں ، ذوالقعدہ ، ذوالحجہ و محرم الحرام ، اور چوتھا رجب المرجب یہ دین قیم ہے۔

(۱) ۔[سورۃ التوبہ : پ ۱۰ / آیت ۳۶] ۔(۲) ۔[رواہ مسلم والترمذی وابوداؤد و ابن ماجہ و اللفظ لہ باختصار ذکر الصلاۃ ۔ بحوالہ الترغیب والترھیب ، رقم الحدیث : ۱ ۔ الترغیب فی صیام شھر اللہ المحرم ، ج ۲ / ص ۱۱۳] ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا :رمضان کے روزوں کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا ہے،اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات والی نماز یعنی نماز تہجد ہے ۔

حاضرینِ کرام ! اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم الحرام شروع ہو چکا ہے اس مہینے کو اسلام نے جو شرف و امتیاز بخشا ہے وہ کسی دوسرے مہینے کو عطا نہیں کیا گیا ،حضورِ اکرم شفیع اعظم علیہ السلام نے اس مہینے کو شھر اللہ یعنی اللہ کا مہینہ قرار دیا ہے ، اسی مہینے کی دسویں تاریخ کو یومِ عاشورہ کہا جاتا ہے ، یہی وہ مبارک و متبرک دن ہے جس کے متعلق رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں: کہ میں نے حضورِ اکرم نورِ مجسم ﷺ کو کسی ایسے دن کے روزہ کی فکر میں اتنا اہتمام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جتنا کہ عاشورہ کے دن کے روزہ کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا۔(۱)

عاشورہ کیا ہے ،عاشورہ عشرہ سے ماخوذ ہے یعنی دسواں دن ،چونکہ محرم کا یہ دسواں دن ہے اس لئے اس کو عاشورہ کہا جاتا ہے ، قطبِ ربانی محبوبِ یزدانی حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''غنیۃ الطالبین'' میں تحریر فرماتے ہیں ،کہ یومِ عاشورہ کو عاشورہ اس وجہ سے کہتے ہیں ،کہ اس دن دس قسم کے عظیم واقعات اس روئے زمین پر رونما ہوئے۔ (۲)

---

(۱)۔[عن ابن عباسؓ قال: مَا عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَامَ یَوماً یَطْلُبُ فَضْلَهُ عَلَی الْاَیَّامِ اِلَّا هٰذَا الْیَوْمَ ، وَلَا شَهْراً اِلَّا هٰذَا الشَّهْرَ ، یَعْنِی رَمَضَانَ ۔رواہ مسلم،الترغیب،رقم الحدیث:۳۔ج ۲/۱۱۵]۔(۲)۔[غنیۃ الطالبین: تالیف،شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسی جیلانیؒ ۔اردو ترجمہ: ص ۴۵۴/ ۔۴۵۹]

ہاں یہ وہی دن ہے جس دن ابوالبشر حضرتِ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی ، ہاں یہ وہی متبرک دن ہے جس دن ابوالانبیاء حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اس کائنات میں اقوام و ملل کے ہادی و رہبر کی حیثیت سے پیدا ہوئے ، ہاں یہی وہ دن ہے جس دن حضرت ابراہیم کو اللہ نے اپنا دوست و خلیل بنا کر مقامِ خلت کا وہ تاجِ سربلند عطا کیا جو طبقۂ انبیاء میں کسی کو حاصل نہیں بجز ہادیٔ انس و جاں محمدِ مکی و مدنی کے ، ہاں یہی وہ دن ہے جس دن حضرت ابراہیمؑ کو نمرود کی آگ سے خلاصی ملی ، ہاں یہی وہ دن ہے جس دن حضرت ایوبؑ اپنی مہلک بیماری سے شفایاب ہوئے ، اور ہاں یہی وہ دن ہے جس دن حضرت سلیمانؑ کو ان کے ہاتھ سے نکلی ہوئی زمامِ حکومت دوبارہ نصیب ہوئی ، ہاں یہی وہ دن ہے جس دن حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے آزادی حاصل ہوئی ، اور ہاں یہی وہ دن ہے جس دن حضرت عیسیٰ دنیوی جسم و جان کے ساتھ آسمان پر اٹھا لئے گئے ۔

جب حضورِ اکرم فخرِ دوعالم علیہ الصلاۃ والسلام قریشِ مکہ کی ایذاء رسانیوں سے تنگ آکر مدینۃ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی تو مدینہ کے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ دس محرم کا خاص طور پر احترام فرماتے ہیں ، تو آپ نے ان یہودانِ مدینہ سے سوال کیا ، مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ تَصُوْمُوْنَهٗ ؟ یہ کیسا دن ہے کہ تم اس کے احترام میں روزے رکھتے ہو ؟ یہودیوں نے جواب دیا ۔ هٰذَا يُوْمٌ عَظِيْمٌ ، اَنْجَى اللّٰهُ فيه مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ وَ غرَّقَ فِرْعَوْنَ وَ

قُومَهٗ ، فَصَامَهٗ مُوْسَیٰ شُکرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَ اَوْلٰی بِمُوْسیٰ مِنْکُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَمَرَ بِصِیَامِهٖ (۱)۔ یہ بہت عظیم دن ہے ، یہی وہ دن ہے کہ جس دن خدائے قادروقہار نے حضرتِ موسیٰ اوران کی قوم کوفرعون کے پنجۂ ظلم سے نجات دلائی اورفرعون کواس کی فرعونیت اوررعیت کے ساتھ دریا برد کردیا ،پس حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے اس عظیم کامیابی پر بارگاہِ ایزدی میں اپنی جبین کو سربسجود کردیا ، اورشکرانہ کے طور پرایک روزہ رکھا ، یہی وجہ ہے کہ ہم بھی ان کی اتباع میں آج کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ ہاں اسی دن قیامت واقع ہوگی۔ یہ ہیں وہ دس عظیم واقعات جس کی وجہ سے اس دن کا نام یومِ عاشورہ رکھا گیا ۔

رسولِ کریم ﷺ نے یہود کے اس جواب کوسن کرحضراتِ صحابہؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ : فَنَحْنُ اَحَقُّ وَ اَوْلٰی بِمُوْسیٰ مِنکُمْ ۔

اے یہودیو ! ہم تم سے زیادہ اس بات کے حقدار ہیں کہ حضرت موسیٰ کی اتباع میں روزہ رکھیں ، پھر آپ نے مدینہ کے قرب وجوار میں اعلان فرمایا کہ جولوگ ابھی کچھ نہ کھائے ہوں وہ آج کے دن روزہ رکھیں ، اورجنہوں نے کچھ کھاپی لیا ہو ، وہ دن کے باقی حصہ میں کچھ نہ کھائیں ۔(۲)

---

(۱)[رواہ البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء ،رقم الحدیث :۲۰۰۴ و رواہ مسلم ،کتاب الصیام،باب صوم یوم عاشوراء ،رقم الحدیث :۲۶۵۸ ، ابوداود /۲۰۸۸ و معارف الحدیث کتاب الصوم ، رقم الحدیث:۱۲۶ ج ۴ ص ۳۸۵](۲)[عَن سَلَمَةَ بنِ الأَکوعِ قَالَ : أَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ أنْ'' أَذِّنْ فِی النَّاسِ : أَنَّ مَنْ کَانَ أَکَلَ فَلْیَصُمْ بَقِیَّةَ یَوْمِهٖ ، وَ مَنْ لَمْ یَکُنْ أَکَلَ فَلْیَصُمْ ، فَا نَّ الیَوْمَ یَوْمُ عَاشُوْرَا[رواہ البخاری: کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء ۔رقم الحدیث : ۲۰۰۷]

پھر ارشاد فرمایا : خَالِفُوا الیَھُوْدَ وَ النَّصَارٰی (۱) یہود و نصاریٰ سے ہر کام میں مخالفت کرو ، ایک دن کا روزہ نہ رکھو بلکہ دو دن کا روزہ رکھو ، محرم الحرام کے یہ دو روزے ابتداء اسلام میں فرض تھے، جب رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے تو ان دو روزوں کو نفل قرار دے دیا گیا۔

عام طور پر بعض نادان مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یومِ عاشورہ کی اہمیت اسلام میں نواسۂ رسول جگر گوشۂ بتول سیدنا حسینؓ کی شہادت پُر قیامت کی وجہ سے ہے ، یاد رکھئے ، یومِ عاشورہ کی فضیلت و اہمیت صرف شریعتِ اسلامیہ میں ہی نہیں بلکہ گذشتہ تمام شرائع کے اندر بھی موجود تھی، یہی وجہ ہے کہ جاہل و بے علم عوام اس مہینہ کو غم کا مہینہ قرار دے کر شادی بیاہ نیز دیگر خوشی و مسرت کے کام کو اس ماہِ محترم میں ناجائز تصور کرتے ہیں ، حالانکہ نہ محرم غم کا مہینہ ہے نہ محرم کی دسویں تاریخ غم کی تاریخ ہے۔

اگر شہادت ہی غم کی تاریخ ہے تو پھر یکم محرم کو غم کی تاریخ کیوں نہ کہا جائے اسی تاریخ میں تو حاملِ انصاف ، پیکرِ عدل و صداقت خلیفۂ راشد حضرت عمر بن خطابؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا ۔

ماہِ ذوالحجہ کو غم کا مہینہ کیوں نہ کہا جائے اسی مہینہ کی اٹھارہ تاریخ کو دامادِ رسول، صاحبِ حلم و حیا خلیفۂ راشد سیدنا عثمانؓ کی شہادت کا دردناک المیہ پیش آیا ،

---

(۱)۔[عن ابن عباس قال: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِصَوْمِ عَاشُوْرَاءَ یَوْمَ الْعَاشِرِ ۔وَ قَدْ اِخْتَلَفَ اَھْلُ الْعِلْمِ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ فَقَالَ بَعْضُھُمْ یَوْمُ التَاسِعِ وَ قَالَ بَعْضُھُمْ یَوْمُ الْعَاشِرِ ، وَ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ : صُوْمُوْا التَّاسِعَ وَ الْعَاشِرَ وَ خَالِفُوْا الْیَھُوْدَ ۔ رواہ الترمذی ۔ابواب الصوم ۔بَابُ مَا جَاءَ فِی عَاشُوْرَاءَ اَیُّ یَوْمٍ ھُوَ۔ رقم الحدیث :۷۵۵]

اتنا دردناک کہ جس نے اپنی زندگی میں سینکڑوں انسانوں کو اپنے کاندھے کا سہارا دیا تھا ، جب اس کا جنازہ اٹھتا ہے تو چار آدمی کاندھا دینے کو میسر نہ تھے ، ماہِ شوال کو غم کا مہینہ کیوں نہیں کہتے جس میں سید الشہداء عمِ رسولِ ہُدیٰ حضرت حمزہؓ کی شہادت کا وہ ہولناک حادثہ پیش آیا کہ خون کے آنسو رونے کو دل چاہتا ہے ، پھر کوئی مہینہ ایسا نہیں ہوگا جس کو خوشی کا مہینہ قرار دیا جائے ، یاد رکھئے حقیقت میں شہادت خواہ کسی کی ہو غم کی بات نہیں بلکہ راہِ حق کی شہادت تو خوشی و مسرت کا سودا ہے ، شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے ۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مؤمن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

فرمایا کہ میدانِ جنگ و جدال میں مؤمن لڑتا ہی شہادت کے لئے ہے نہ کہ دنیا کے مال و زر ، سلطنت و سطوت کے لئے ۔

شہادت وہ عظیم نعمت ہے ، حدیث شریف میں ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ شہیدوں کی ارواح پر نظرِ کرم ڈالیں گے تو سوال فرمائیں گے ان شہیدوں کی روحوں سے هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئاً اب جب کہ تم جنت اور جنت کی ہمہ قسم کی نعمتوں سے سرفراز ہو چکے ہو ، ایسی پُر رونق زندگی میں کیا کوئی ایسی خواہش ہے جس کی تکمیل تم چاہتے ہو ، یہ سوال تین مرتبہ فرمائیں گے ، تو شہداء کی روحیں عرض کریں گی ۔

يَا رَبّ نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّىٰ نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِکَ مَرَّةً اُخْرَىٰ(۱) ۔

اے بارِالٰہ ! ہمارے دل میں تو بس ایک ہی تمنا جاگزیں ہے کہ ہماری روحوں کو ہمارے ابدان میں لوٹا دیجئے ، پھر دنیا میں بھیج دیجئے ، تا کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ جامِ شہادت نوش کرکے امر ہوجائیں ۔

غرض شہادت وہ عظیم دولت ہے ، جس کی تمنا خود رسول اکرم شفیعِ اعظم ﷺ نے فرمائی ، جس کی تمنا حضرت عمرؓ اور خالد بن ولیدؓ نے فرمائی، ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ ہاں یہی وہ عشقِ صادق ہے کہ جان دے کر بھی یوں کہے :

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی ۔۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اب اللہ سے دعا فرمایئے اے اللہ ہمیں بھی اپنے اسلاف کے راستے پر چلنے کی توفیق نصیب فرما ، اور شہادت کی عظمت سے مالا مال فرما ۔

(آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁ ❁ ❁

---

(۱)۔[عَن انسؓ عَن النبيِّ ﷺ أنه قَالَ : مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوْتُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يُحِبُّ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا ، وَ اَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا ، اِلَّا الشَّهِيْدُ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ ، فَاِنَّهُ يُحِبُّ اَنْ يَرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ مَرَّةً ثَانِيَةً ۔ رواہ الترمذی ، ابواب فضائل الجہاد ، باب ما جاء فی ثواب الشہید ، رقم الحدیث: ۱۶۴۳ ۔صحیح مسلم: رقم الحدیث: ۱۸۸۴ ۔ج ۳ ۔ص ۱۵۰۳ ۔فتح الباری: رقم الحدیث: ۲۶۶۱ ۔ج ۶ ۔ص ۳۲ ۔الترغیب: رقم الحدیث: ۹۶۱ ۔ج ۲ ۔ص ۲۱۵]

سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی شہادت

اور وحشی کا قبول اسلام

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ۔ امّا بعد :۔

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ النحل کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' تمہیں جتنی تکلیف پہونچائی گئی ہے تم اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہو، اور اگر تم صبر کرو تو یہ بات صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے '' ۔

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب غزوۂ احد میں مسلمانوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا ، اور سید الشھداء حضرت حمزہؓ شہید کردیئے گئے ، حضرت حمزہؓ کو نہایت بے دردی سے شہید کیا گیا ، حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی اور ہندہ نے آپ کے ناک کان کاٹ ڈالے ، جگر ، کلیجہ چباڈالا،

---

(۱)۔[سورۃ النحل: پ۱۴ ۔ آیت ۱۲۶]

جب سید الشھداء حضرت حمزہؓ کی لاش مبارک پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے ، تو آپ کو بے انتہا تکلیف ہوئی ،آپؐ کے چہرۂ انور پر غضب و جلال کی سرخیاں نمایاں ہوگئیں ، آپ نے قسم کھائی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے ، جس طرح کا معاملہ میرے چچا حضرت حمزہ کے ساتھ کیا گیا ان کے بدلہ و انتقام میں میں ستر کافروں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کروں گا ۔

جوں ہی رسولِ اکرم ﷺ نے قسم کھائی جبرئیل امین عرش الٰہی سے آیتِ کریمہ لے کر نازل ہوئے ، وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ . (۱)۔

اے پیارے نبی ﷺ اگر آپ بدلہ لینا چاہیں تو آپ اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں جتنی آپ کو تکلیف پہونچائی گئی ہے ، ایک کے بدلہ آپ ستر کافروں کو نہیں مار سکتے ، لیکن وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ہاں اگر آپ صبر کریں تو یہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے ۔

حدیث شریف میں آتا ہے جوں ہی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی آپ علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا ، اے میرے صحابہ ! سن لو میں صبر کو اختیار کرتا ہوں اور اپنی قسم کو توڑتا ہوں، اب کسی سے بدلہ نہ لونگا پھر آپ نے قسم توڑنے کا کفارہ ادا فرمایا ۔(۲)

---

(۱)۔[سورۃ النحل : پ۱۴ ۔آیت ۱۲۶] ۔ (۲)۔ [مختصر تفسیر ابن کثیر۔ لمحمد علی الصابونی ۔ المجلد الثانی، تفسیر سورۃ النحل ۔ ص ۔۳۵۲۔۳۵۳]

پھر چند سال ہی گذرے تھے کہ رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں ، بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِلٰی وَحْشِی یَدْعُوْہُ اِلَی الاِسْلَامِ ، وحشی جو قاتل ہے حضرت حمزہؓ کا اس کے پاس رسول اکرم ﷺ نے ایک قاصد بھیجا ، وحشی کو دعوت ایمان دی ، وحشی نے پیغام بھیجا ، اے محمد بن عبداللہ ! آپ اس شخص کو دعوت ایمان دے رہے ہیں جس نے زنا کیا ہے ،جس نے شرک کیا ہے ، جس نے قتل کیا ہے ، حالانکہ آپ کا قرآن کہتا ہے وَ مَنْ یَفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا یُضَاعَفْ لَہُ الْعَذَابُ ، جس شخص نے ایسا کیا وہ اللہ کے یہاں مجرم ہے اس کو ڈبل عذاب دیا جائے گا ۔

وحشی حالتِ کفر میں قرآن کا حوالہ دے رہا ہے جس مذہب میں ان اعمال پر عذاب دیا جا رہا ہو کَیْفَ تَدْعُوْنِیْ اِلٰی دِیْنِکَ آپ مجھے اسلام کی طرف کیسے دعوت دے رہے ہیں ؟ وَ اَنَا قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ کُلَّہٗ ، میں نے تو یہ سارے گناہ کئے ہیں ۔

رب العالمین کی شانِ رحیمی دیکھئے وحشی کے جواب میں جبرئیل امین یہ آیت کریمہ لیکر فوراً نازل ہوئے ، اِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً اے پیارے نبیؐ ! آپ وحشی سے کہہ دیں اگر وہ توبہ کرلے اور ایمان لے آئے نیک عمل کرتا رہے تو میں اس کے ایمان کو اور اسلام کو قبول کرتا ہوں وحشی نے جب یہ آیت کریمہ سنی تو کہا ھٰذَا شَرْطٌ شَدِیْدٌ یہ تو بہت سخت شرط ہے

کیونکہ میں توبہ کرسکتا ہوں ،ایمان لاسکتا ہوں،لیکن وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا ساری زندگی نیک عمل کرتا رہوں یہ بڑی مشکل بات ہے ، لَعَلِّیْ لَا اَقْدِرُ عَلَیْہِ شاید یہ کام مجھ سے نہ ہوسکے ۔

ذرا تصور کیجئے اللہ سبحانہٗ وتعالی ایک ایسے بدترین مجرم کیلئے آیت پر آیت نازل کررہے ہیں ، مجرم نازنخرے دکھارہا ہے ، خدا کی رحمت مجرم کے نازنخرے برداشت کررہی ہے کرم تو کرم ہے ،کرم بالائے کرم کا مظاہرہ ہورہا ہے ، وحشی کے جواب میں آیت کا نزول ہوتا ہے ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَشَاءُ (۱) ، بے شک اللہ تعالی شرک کو معاف نہیں کریں گے شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں ، جس کیلئے چاہیں گے تو معاف کردیں گے ۔

وحشی کہنے لگا اس آیت میں گناہ کے مغفرت کی پکی گارنٹی Guarantee نہیں ہے، اگر اللہ تعالی چاہیں گے تو معاف کردیں گے ، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نہیں چاہیں گے تو معاف نہیں کریں گے ، فَلَا اَدْرِیْ یُغْفَرُ لِیْ اَمْ لَا ، پتہ نہیں اللہ تعالی مجھے معاف کرنا چاہیں گے یا نہیں ۔

پھر اللہ تعالی نے چوتھی آیت کریمہ نازل فرمائی ، قُلْ یٰا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ، اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۲)۔

---

(۱)۔[سورۃالنساء : پ۵۔آیت ۴۸ و۱۱۶] ۔ (۲)۔[سورۃالزمر: پ۲۴ ۔ آیت ۵۳]

یہ آیت کریمہ اتنی قیمتی ہے اتنی قیمتی ہے ، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول کریم شفیع عظیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا : مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ الدُّنْیَا بِھٰذِہِ الآیَۃِ ، یہ آیت کریمہ مجھے اتنی محبوب ہے اتنی محبوب ہے کہ اگر اس آیت کے بدلہ مجھے پوری کائنات مل جائے تو مجھے عزیز نہیں ۔ (۱)

اللہ تعالی فرماتے ہیں قُلْ یا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اے پیارے نبی ﷺ آپ میرے ان گناہگار بندوں سے فرمادیجئے جنھوں نے گناہ کرکے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ، تم میری رحمت سے مایوس نہ ہو ، اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ،یقیناً اللہ تعالی تمام گناہوں کو معاف کردے گا ، اب مشیت کی بھی قید نہیں کہ اللہ چاہیں گے تو معاف فرمائیں گے ورنہ نہیں ، بلکہ تم توبہ کروگے تو ہم ضرور تمہاری خطاؤں کو بخشیں گے ، ہم گناہ کو کیوں بخشتے ہیں ، آگے فرمایا گیا ، اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْم (۲) ، اس لئے کہ وہ اللہ بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے ۔

جوں ہی قاصدِ رسول یہ آیت کریمہ لے کر وحشی کے پاس پہونچا اور جوں ہی یہ آیت کریمہ پڑھی ، وحشی کی زبان سے نکلا فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ ، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا ، وحشی کہنے لگا نَعَمْ ھٰذَا یہ بہت ہی اچھی آیت ہے۔

---

(۱)[عَنْ ثَوْبَانَ مَولی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ یَقُوْلُ : مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ الدُّنْیَا بِھٰذِہِ الآیَۃِ" [قُلْ یا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ..الخ اَخرجہ الإمام اَحمد عن ثوبانؓ بحوالہ مختصر تفسیر ابن کثیر ۔محمد علی الصابونی ،المجلد الثالث ۔ص ۲۲۵] ۔(۲)۔[سورۃ الزمر: پ۲۴ ۔آیت ۵۳]

فَجَاءَ وَ اَسْلَمَ پھر وحشی دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرلیا۔
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم هٰذَا لَهٗ خَاصَّةً اَمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً ؟ یہ گناہوں کی بخشش کی خوشخبری حضرت وحشی کے لئے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کیلئے ہے ؟ ۔
رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : بَلٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً نہیں نہیں قیامت تک کے تمام مسلمانوں کیلئے اللہ کا یہ فضل عام ہے ۔ (۱)
بس دعا کیجئے رب کریم ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمادے ۔
(آمین بجاہ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین)
و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

☆☆☆

(۱)۔[اخرج الطبرانی و ابن مردویه و البیهقی فی شعب الایمان بسند لین عن ابن عباسؓ قال : بعث رسول الله ﷺ الی وحشی بن حرب قاتل حمزةؓ یدعو الی الاسلام فارسل الیه یا محمد، کیف تدعونی و انت تزعم ان من قتل او اشرک او زنی یلق اثاما مایضاعف له العذاب یوم القیامة و یخلد فیه مهانا (الفرقان ۶۹) و انا صنعت ذلک ، فهم تجد لی من رخصة فانزل الله ، الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا فأولئک یبدل الله سیئاتهم حسنات و کان الله غفورا رحیما(الفرقان ۷۰) فقال وحشی هذا شرط شدید الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا (الفرقان ۷۰) فلعلی لا اقدر علی هذا ، فانزل الله ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذلک لمن یشا(النساء ۴۸) فقال وحشی هذا أری بعد مشیئة فلا یدری یغفرلی ام لا هذا فانزل الله، یا عبادی الذی اسرفوا علی انفسهم الآیة۔ قال وحشی هذا فهم ، فأسلم . فقال الناس یا رسول الله انا اصبنا ما أصاب وحشی؟قال :بلی للمسلمین عامة .]
(الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور۔للحافظ جلال الدین السیوطی ۔ج ۷ ۔ص ۲۳۵ ۔ المعجم الکبیر للطبرانی ، ج ۱۱ ۔ص ۱۹۷)

تجارت کی اہمیت اور اصول وضوابط

اَلحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ وَحْدَہ لَا شَرِیْکَ لَہ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہ اَرْسَلَہٗ اِلٰی کَافَّۃِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْراًوَّدَاعِیًا اِلَیْہِ بِاِذْنِہٖ وَسَرَاجاً مُنِیْراً

امّا بعد :۔ فَاَعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حضرات سامعین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ النساء کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ جل وعلا ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" اے ایمان والو ! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر نہ کھاؤ ، ہاں البتہ کوئی تجارت ایک دوسرے کی رضامندی سے ہو تو کوئی حرج نہیں ، اور ایک دوسرے کو قتل نہ کرو ، بے شک اللہ تمہارے حق میں بڑا مہربان ہے " ۔

(۱)۔[سورۃ النساء :پ ۵ ۔آیت ۲۹]

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالی نے خاص طور پر تجارت کو ذکر فرمایا ہے ، ساتھ ہی تجارت کے وہ اہم ترین اصول وضوابط بیان فرمائے ہیں ، جو تجارت کی اصل روح ہیں ، جس پر آج ہمیں اور آپ کو عمل پیرا ہونے کی سخت ضرورت ہے ۔

تجارت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باقاعدہ قافلہ کے ساتھ تجارت کی غرض سے بصریٰ کا سفر فرمایا ہے ۔

مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے ،ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں ، اَنَّ اَبَا بَکْرٍ خَرَجَ تَاجِراً اِلٰی بَصْریٰ وَ مَعَهٗ نُعَیْمَانُ وَ سُوَیْبِطُ وَ کِلَاهُمَا بَدْرِیٌّ (۱) ۔ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بغرض تجارت بصریٰ کا سفر فرمایا ، اور آپ کے ساتھ دو بدری صحابی حضرت نعیمان اور سویبط رضی اللہ عنہما بھی تھے ۔

یہ ہوسکتا ہے کہ بعض حضرات کو اشکال ہو کہ تجارت تو حضور اکرم ﷺ نے بھی فرمائی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تجارت کو حضور کی سنت نہیں کہا جاتا ؟ ۔

بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سنت کہا جاتا ہے ، اس کی وجہ صاف

---

(۱)۔[رواہ مسند أحمد: عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ أُمِّ سَلْمَةَ ؓ '' اَنَّ اَبَا بَکْرٍ خَرَجَ تَاجِراً اِلٰی بَصْریٰ وَ مَعَهٗ نُعَیْمَانُ وَ سُوَیْبِطُ وَ کِلَاهُمَا بَدْرِیٌّ '' رقم الحدیث: ۲۶۷۲۹ ۔ج ۶ ۔ص ۳۱۶ ۔ وتهذیب الکمال ۔ج ۱۶ ۔ص ۲۷۶ ۔ السیرة الحلبیة ۔ج ۳ ۔ص ۴۴۳]

ظاہر ہے ، حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو تجارت کا سفر ملک شام کی طرف فرمایا ، وہ سفر نبوت سے پہلے کا سفر تھا ،نبوت کے بعد آپؐ کا کوئی تجارتی سفر مجموعۂ احادیث سے ثابت نہیں ہوتا ۔

بلاشک و شبہ آپ مصطفیٰ اور مجتبیٰ ہیں ، آپ کی زندگی بلاشک وشبہ ہمارے لئے نمونۂ عمل ہے آپؐ کی زندگی کا دامن چاہے نبوت سے پہلے کا ہو یا بعد کا آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہے ، لیکن شریعت کی نظر میں سنت اس عمل کو کہتے ہیں ،جس کو آپؐ نے نبوت ملنے کے بعد کیا ہو ۔

اس کے برخلاف حضرت صدیق اکبرؓ نے اسلام لانے سے پہلے بھی تجارت فرمائی اور اسلام لانے کے بعد بھی تجارت فرماتے رہے ، اسی لئے تجارت ، صدیقی سنت ہے ۔

حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت ہے جس کو احمد اور حاکم نے روایت کیا ہے ، انھوں نے اللہ کے رسول سے دریافت کیا ، اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟(۱) کون سی کمائی حلال و طیب ہے ؟ ارشاد فرمایا : سب سے پاکیزہ کمائی انسان کے ہاتھ کی مزدوری اور وہ تجارت ہے جو جھوٹ اور دھوکہ سے پاک ہو (۲) ۔

اسی طرح جامع ترمذی اور دیلمی نے حضرت علیؓ سے ایک عجیب وغریب

---

(۱)۔[عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍؓ قَالَ: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ : اَیُّ الْکَسْبِ أَطْیَبُ ؟ قَالَ : عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ ، وَ کُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ۔ رواہ أحمد ، والبزار ، بحوالہ الترغیب والترھیب ، کتاب البیوع وغیرھا ۔ رقم الحدیث: ۸ ۔ ج۲۔ص۵۲۳] ۔ (۲)۔[نفس المرجع و معارف الحدیث: کتاب المعاملات ، ج۷ص۴۸۴]

روایت نقل کی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کے بندے حلال روزی کی تلاش میں محنت و مشقت کرتے ہوں اور حلال روزی کیلئے تکلیف اٹھاتے ہوں۔ (۱)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالی نے تجارت کا جامع ترین اصول بیان فرمایا ہے ارشاد فرمایا: لاَ تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ(۲) حرام اور ناجائز طریقوں سے ،سود اور قمار کے ذریعہ سے، خیانت وبد دیانتی کے ذریعہ سے ایک دوسرے کا مال ہڑپ نہ کرو، بلکہ ایک دوسرے سے انتہائی امانت داری اور پوری دیانتداری کے ساتھ تجارت کرو ،پھر اس سے جو منافع تم کو ملے، وہ تمہارے لئے حلال ہے، تو تجارت کا پہلا اصول جو قرآن نے بیان کیا ہے ، وہ تجارت کی اصل جان ہے ،اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے مختلف احادیث میں تجارت کرنے کے آٹھ اصول بیان فرمائے ہیں، اگر ان پر ہم عمل پیرا ہوں تو پورا تجارتی ڈھانچہ ہمارے کنٹرول میں ہوسکتا ہے۔

اب ذرا توجہ فرمایئے ،حضور ختمی مرتبت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: سب سے پاکیزہ کمائی تاجروں کی کمائی ہے (۳) بشرطیکہ ان آٹھ اصولوں کی پابندی کرے۔

---

(۱)۔[رواہ الطبرانی فی الکبیر والسنن الکبری للبیہقی بحوالہ ۔الترغیب والترھیب ۔رقم الحدیث :۱۰۔ج ۲ /ص۵۲۴]

(۲)۔[سورۃ النساء :پ۵۔آیت ۲۹]۔(۳)۔[قال الماوردی: أصول المکاسب،الزراعۃ ،والتجارۃ،والصناعۃ، وأیھا أطیب؟ فیہ ثلاثۃ مذاہب ،مذھب الشافعی أن التجارۃ أطیب ، ولأ شبہ عندی أن الزراعۃ أطیب لأ نھا أقرب الی التوکل، قال النووی وحدیث البخاری صریح فی ترجیح الزراعۃ والصنعۃ لکونھما عمل یدہ لکن الزراعۃ أفضلھما لعموم النفع بھاللآدمی وغیرہ وعموم الحاجۃ الیھا ۔ [عینی ، ج ۱۱۔ص ۱۸۶]

(۱)۔ جب بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں ۔
(۲)۔ جب کبھی وعدہ کریں تو وعدہ کی خلاف ورزی نہ کریں ۔
(۳)۔ جب ان کے پاس امانت کی کوئی چیز رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں ۔
(۴)۔ جب کوئی سامان یا مال کسی سے خریدیں تو عام تاجروں کی طرح اس سامان کو بلا وجہ برا اور خراب نہ بتلائیں کہ یہ Reject مال ہے وغیرہ وغیرہ ، ہاں اگر واقعی خراب ہو تو خرابی ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔
(۵)۔ اور پانچواں یہ اصول بیان فرمایا : کہ جب اپنا مال فروخت کریں تو بے جا تعریف نہ کریں ، اگر واقعی خوبی ہو تو خوبی ظاہر کردی جائے ، اور اگر خرابی ہو تو خریدار کو بتلا دیا جائے کہ اس میں یہ خرابی ہے ۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معمولی شخصیت ان کی ذات بابرکات سے امت کا کون شخص ہوگا جو نا واقف ہو ، آپ کی ذات والاصفات محتاج تعارف نہیں ، فقہ حنفی کی بنیاد آپ کی ذاتِ اقدس سے ہوئی ، آپ علمائے احناف کے سرخیل اور حنفی مسلک کے میر کارواں ہیں ، آپ اپنے زمانے کے بڑے تاجر تھے ، کپڑے کی تجارت کرتے تھے ، یہ نہیں کہ صرف کوئی دکان یا شوروم ہو بلکہ بڑے بڑے کارخانے اور ملس تھے ایک مرتبہ ریشمی کپڑے کے ایک تھان میں کچھ نقص تھا ، بیچ میں کپڑا کچھ خراب ہوگیا تھا ، آپ نے Commission Agent سے کہا کہ دیکھو

جوبھی اس کپڑے کے تھان کوخریدے ، یہ عیب اور برائی ضرور بتا دینا اور کم ریٹ اور کم قیمت میں بیچنا ، یہ ہدایت Commission Agent کو دے کرآپ نے روانہ فرمادیا ، پھر جب کپڑا بیچ کر وہ Commission Agent حاضر ہوا ، تو آپ نے دریافت کیا اس ریشم کے خراب تھان کا کیا ہوا ؟ Commission Agent نے کہا میں نے اس کا عیب چھپا کر تھان چالیس ہزار دینار میں فروخت کردیا ، اس نے سوچا آج تو میری چالاکی اور ہوشیاری کوانعام دیا جائیگا اور میری اس چالاکی پر مجھے داد ملے گی، لیکن مورخ لکھتا ہے کہ آپ یہ سن کر کانپ اٹھے ، بدن پر کپکپی طاری ہوگئی اور ارشاد فرمایا ارے بدبخت ! تو نے یہ کیا کیا ؟ دھوکہ اور فریب سے یہ مال بیچ دیا حالانکہ حدیث میں ایسا کرنے کی سخت ممانعت آئی ہے ۔

آپ فوراً اٹھے اور چالیس دن تک اعلان کراتے رہے ، کہ ایسا ایک تھان جس میں عیب تھا ، جس نے خریدا ہو وہ اپنے پیسے واپس لے جائے ، جب چالیس دن تک کوئی نہ آیا تو وہ پورے تھان کی قیمت چالیس ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کردیئے ،کہیں ایسا نہ ہوکہ میرے پیٹ میں کوئی حرام چیز داخل ہو جائے ۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ان کے کاروبار و تجارت اور مال ودولت میں اتنی برکت دی ، اتنی برکت دی کہ تاریخ نگار لکھتے ہیں ، کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو ان کے خزانے میں چھپن کروڑ دینار موجود تھے ۔

اُس زمانہ میں چھپن کروڑ دینار کی کیا حیثیت رہی ہوگی ، اس سے آپ لوگ بخوبی واقف ہیں ۔

(٦)۔اور چھٹا اصول یہ بیان فرمایا کہ جب ادائیگی کا وقت آئے یعنی Payment دینے کا وقت آئے ، تو ٹال مٹول نہ کرے ۔

(٧) اور ساتواں اصول یہ بیان فرمایا کہ جب کسی سے روپیہ لینے کا وقت آئے Payment لینے کا وقت آئے تو اس کو بلا وجہ تنگ نہ کرے ، بلکہ اگر وہ مجبور اور بے بس ہو تو اس کو مہلت دے ، اگر موجود ہونے پر بھی نہ دے تو اس سے شدید تقاضا کرنا جائز ہے ۔

(٨)۔ ایک حدیث پاک میں آٹھویں اصول کے متعلق ارشاد فرمایا ، مسلمانو ! قرض لینے سے بچو ، کیونکہ وہ رات کے وقت رنج و فکر پیدا کرتا ہے ، اور دن کو ذلت و خواری میں مبتلا کرتا ہے ۔

یہ وہ تجارتی اصول و ضوابط ہیں جن کو یورپی تاجروں نے بزنس پالیسی Business Policy سمجھ کر اپنایا تو ان کی تجارتیں آج آسمان کی بلندیوں پر ہیں اور شب و روز وہ آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں بلکہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں ، اور ہم نے ان اصولوں کو مذہبی پابندی اور اسلامی بندش سمجھ کر چھوڑ دیا تو آج منہ کی کھانی پڑ رہی ہے ۔

مسلمانو ! اگر تم نے اپنی تجارتوں کو ان آٹھ اصولوں پر گامزن کرلیا،

تو تم دنیا میں بھی چاند و سورج کی طرح چمکنے لگو گے اورآخرت میں اس بشارت کے مستحق ہوگے کہ ۔

ارشادفرمایا حضورعلیہ السلام نے کہ التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَاءِ(۱) ،سچا تاجر جوامانت دار ہو، وہ قیامت کے دن حضرات انبیاء علیہم السلام اورشھداء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا ۔

ایک دوسری روایت میں فرمایا : التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ تَحْتَ ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ القِيَامَةِ (۲)، جس دن سورج سوا نیزہ پر ہوگا ،گرمی کی تمازت سے ہر شخص سایہ ڈھونڈتا ہوگا بجز عرش کے سایہ کے کوئی دوسرا سایہ موجود نہ ہوگا اس دن سچا تاجر اللہ کے عرش کے سایہ میں کھڑا ہوگا ۔

اورجو بدترین تاجر ہیں ان کے متعلق ارشاد فرمایا اِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّاراً، اِلَّا مَنِ اتَّقَىٰ اللّٰهَ وَ بَرَّ وَ صَدَقَ (۳) قیامت کے روز وہ تاجر جو اپنے قول میں جھوٹا اور دغاباز ہوگا وہ گناہگاروں اور فاجروں کے صف میں کھڑا ہوگا ۔

بس دعا کیجئے اے اللہ ہمیں بدترین تاجر بننے سے حفاظت فرما اور ایمان دار تاجر بننے کی توفیق نصیب فرما ۔ (آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

(۱)۔[رواہ الترمذی، باب ما جاء فی التجار و تسمیۃ النبی ﷺ ایاھم ، رقم الحدیث : ۱۲۰۹]
(۲)۔[رواہ لأصبہانی وغیرہ : بحوالہ الترغیب والترھیب ۔ ۳۶۵/۲]۔(۳)۔[رواہ الترمذی ، باب ما جاء فی التجارۃ و تسمیۃ النبی ﷺ ایاھم ، رقم الحدیث: ۱۲۱۰ ۔مشکوۃ المصابیح ۲۴۴/۱]

کسبِ حلال کی فضیلت اور سود کی خباثت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

امّا بعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ اذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (۱)

آمنتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ مَولانَا الْعَظِیم وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَ الشَّاکِرِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے وہ سورۃ الجمعہ کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" جب جمعہ کی نماز ہوجائے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا رزق تلاش کرو ، اور اللہ کا ذکر جتنا ہوسکے کرتے رہو ، تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ " ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے روزی حاصل کرنے اور مال کمانے کی اجازت دی ہے ، اسلام نے مال کمانے اور روزی حاصل کرنے کے سلسلہ میں دو اہم باتوں کو ضروری قرار دیا ہے۔

(۱)۔ نمبر ایک یہ کہ انسان خود کمائے خود محنت و مزدوری کرے،دوسروں

---

(۱)۔[سورۃ الجمعۃ :پ۲۸ ۔ آیت۱۰]

پر بوجھ نہ بنے ۔

(۲)۔نمبر دو یہ کہ جو بھی کمائے حلال کمائے اور مکمل طور پر حرام سے بچا جائے۔

اسلام کا موقف و منشا یہ ہے کہ مومن و مسلمان خواہ ایک سوکھی روٹی کھائے لیکن وہ روٹی حلال کی ہو ، حرام کی نہ ہو ۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے حضرات انبیاء علیہم السلام سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحاً (۱)۔

اے رسولو ! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو ۔

اس آیت کریمہ میں حلال کھانے کا جو حکم حضرات انبیاء کو دیا گیا وہی حکم ایک دوسری آیت میں تمام مسلمانوں کو دیا جا رہا ہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (۲) ۔

اے ایمان والو ! ہم نے جو رزق تم کو دیا ہے اس میں پاک و طیب چیزیں ہی کھاؤ ۔

حضور خاتم الأنبیاء علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا : طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ (۳)۔ جس طرح نماز روزہ زکوٰۃ و حج فرض ہیں ، اسی طرح حلال کمانا بھی ایک فرض ہے ۔

---

(۱)۔[پ۱۸سورۃ المؤمنون آیت ۵۱] ۔(۲)۔[پ۲سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۲] ۔ (۳)۔[سنن البیہقی الکبری ، رقم الحدیث: ۱۱۷۵۔ ج ۶ ۔ص ۱۲۸۔ شعب الایمان: ۸۷۴۱ ۔کشف الخفاء : ج ۲ ص ۱۰۲ ۔ سیر أعلام النبلاء ۔ج ۱۵۔ص ۴۲۲]

جولوگ صنعت وحرفت ، کاروبار و تجارت میں حلال و حرام کا بالکل خیال نہیں کرتے ، جائز وناجائز سب جمع کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں ،ان کے لئے انتہائی سخت وعیدیں ہیں ۔

مخبر صادق علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشادفرمایا : لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِّیَ بِالْحَرَامِ (۱) ، وہ جسم وبدن جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوسکتا جس کی پرورش مالِ حرام سے ہوئی ہو ۔

ذرا تصور کیجئے کتنی سخت ڈانٹ اور وعید ہے،اس کے بعد بھی ہمیں ہوش نہ آئے اور ہم حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز کے بغیر کمانے میں مشغول رہیں، تو ہمارا ہی نقصان اور خسارہ ہے،اس دنیا کی چندروزہ زندگی میں آرام کی خاطر آخرت کے ابدی اور ہمیشہ ہمیش رہنے والے نقصان کو برداشت کرنا کہاں کی عقلمندی ہے ؟ یہ تو سراسر خسارہ اور گھاٹے کی بات ہے ۔

آج اگر ہم اپنے سماج اور معاشرہ پر نظر ڈالیں اور زندگی کے کسی بھی شعبہ کو دیکھیں چاہے وہ صنعت وحرفت ہو یا کار و بار و تجارت ، غرض ہمارا پورا معاشرہ پوری تجارتی برادری سود اور حرام میں مبتلا ہے ۔

حضور اکرم ﷺ نے بالکل سچ فرمایا تھا : یَأتِیْ عَلٰی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِیْ الْمَرأُ مَا اَخَذَ: أَ مِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ (۲) ۔

---

(۱)۔[عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِّیَ بِحَرَامٍ رواہ ابویعلی والبزار، و الطبرانی فی الأوسط والبیہقی، وبعض اسانیدھم حسن بحوالہ الترغیب والترھیب، لایدخل الجنۃ جسدغذی بحرام ،رقم الحدیث:۲۴ ج۲ص۵۵۳] (۲)۔[عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: یَأتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ.....الخ الترغیب والترھیب، رقم الحدیث:۱۶ ۔ج۲ص۵۵۰۔ و رواہ صحیح البخاری ۲۷۶۔۲۷۹]

قیامت کے قریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کو اس بات کی پرواہ تک نہ ہوگی کہ میں نے جو کمایا ہے وہ حرام طریقہ سے کمایا ہے یا حلال طریقہ سے ۔

بلاشک و شبہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے بارے میں آپؐ نے پیشین گوئی فرمائی تھی ، آج سود کی ہر جگہ بھرمار ہے ، سود کہیں انشورنس و بیمہ Insurance کی شکل میں ہے تو کہیں لون اور فائنس کی شکل میں۔

حالانکہ یہی وہ سود ہے جس کی حرمت ونحوست کے بارے میں قرآن کریم کی دس آیتیں نازل ہوئیں ، اور حضور اکرم ﷺ کی چالیس احادیث ایسی ہیں ، جس میں سود کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے ۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا :

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰت وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ (۱) ،اللہ تعالی سود گھٹاتے ہیں اور صدقات وخیرات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالی کسی کفر کرنے والے اور گناہ کرنیوالے کو پسند نہیں کرتے۔

مفسرین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کے ضمن میں سود کا گھٹانا اور صدقات وخیرات کا بڑھانا دنیا وآخرت دونوں اعتبار سے ہے ، آخرت کے اعتبار سے یوں کہ سود خور کو اس کا مال ذرہ برابر بھی آخرت میں کام نہیں

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ :پ۳ ۔ آیت ۲۷۶]

آئیگا ، بلکہ الٹا اس پر وبالِ جان بن جائیگا ، اور دنیا کے اعتبار سے یوں کہ سود جس مال میں ملتا ہے وہ مال تو خود ہلاک ہوتا ہی ہے ، اور ساتھ ساتھ دوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دیتا ہے ۔

آج ہم مشاہدہ کر رہے ہیں کہ کل جن کی زندگی عیش وعشرت سے بھرپور تھی وہ آج فقر وفاقہ اور غربت میں گرفتار ہیں ، کل جو کروڑپتی اور ارب پتی کہلاتے تھے وہ آج پائی پائی کے محتاج ہیں ۔

حضرت معمر رضی اللہ عنہ مشہور تابعی فرماتے ہیں ۔

'' سود لینے پر چالیس سال نہیں گذرتے کہ ان کے مال وتجارت میں گھاٹا آجاتا ہے ، اور ایسا گھاٹا کہ بڑے بڑے لوگوں کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیتا ہے '' ۔

ارشاد فرمایا گیا : يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۱) ۔ اے ایمان والو ! ڈرو اللہ سے اور سود کا مابقیہ چھوڑدو اگر تم مؤمن ہو، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (۲) ، اگر تم سود سے باز نہ آئے اور سود لینا نہ چھوڑا تو تم تیار ہوجاؤ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے ۔

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ کسی بھی بڑے سے بڑے گناہ کیلئے خواہ زنا ہو یا چوری ڈکیتی ، قتل و غارتگری ہو یا شراب نوشی ، کسی بھی گناہ کیلئے

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ : پ۳ ۔آیت ۲۷۸] ۔ (۲)۔[سورۃ البقرۃ : پ۳ ۔آیت ۲۷۹]

اتنی سخت وعید نہیں سنائی گئی ، لیکن سود کے لین دین پر فرمایا گیا: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (۱)۔

اگر تم سود سے باز نہ آئے اور سودی لین دین نہ چھوڑا تو تمہارے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے ۔

بھلا بتلایئے تو سہی، اللہ رب کائنات سے مقابلہ کی کس کے اندر طاقت ہو سکتی ہے ، جب خدا کی ذات ہمارے مقابلہ پر ہو تو پھر ہماری بربادی میں کیا شک و شبہ ہوسکتا ہے ۔

افشاء دل مؤمن پہ ہے یہ راز معاش ۔ خلوت میں کرے غور ہر انسان اے کاش
حصے تو عبادت کے ہیں گو سات مگر ۔ سب سے افضل ہے حلال روزی کی تلاش

رب کریم سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہمیں سودی لین دین سے حفاظت فرمائے اور ہمارے بھائی جو اس میں ملوث ہیں انھیں اس سے جلد از جلد بَری فرمائے۔

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ۔ پ ۳۔آیت :۲۷۹]

سن ہجری کا دوسرا مہینہ ’’ صفر المظفر ‘‘

عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی ولادت باسعادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَلطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے وہ سورۃ ال عمران کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

’’یاد کیجئے وہ وقت جبکہ جبرئیل نے کہا، اے مریم اللہ تعالیٰ تمہیں بشارت دیتے ہیں اپنے ایک کلمہ کی جو من جانب اللہ ہوگا، اس کا نام ولقب مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا، دنیا وآخرت میں با وقار ہوگا، اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا ‘‘۔

اللہ ذوالجلال کی ذات وہ ذات ہے جو ہر چیز پر قادر ہے، کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں جس پر اللہ کا حکم وفرمان نہ چلتا ہو ۔

---

(۱)۔[سورۃ آل عمران: پ۳ ۔ آیت ۴۵]

حضرات علمائے کرام تحریر فرماتے ہیں :

انسان کا دنیا میں پیدا ہونا چار طریقوں سے ممکن ہے ، ایک یہ کہ انسان پیدا ہو مرد و عورت کے ذریعہ سے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے ، دوسری صورت یہ کہ انسان مرد و عورت کے بغیر پیدا ہو تو اللہ تعالی حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے اپنی قدرت سے پیدا فرمایا ، تیسری صورت یہ ہے کہ انسان پیدا ہو صرف مرد کے ذریعہ تو اللہ نے اپنی قدرت سے حضرت آدمؑ کے بائیں پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا ، چوتھی اور آخری صورت یہ ہے کہ انسان پیدا ہو صرف عورت کے ذریعہ سے جب اس پر اپنی قدرت کو ظاہر کرنے کا موقع آیا تو اللہ جل و علی نے حضرت مریمؑ کے پیٹ سے حضرت عیسی مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمایا ۔

حضور سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں کہ شہر نجران کے چند یہودی و عیسائی علماء حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا ، اے محمد بن عبداللہ ہم نے سنا ہے تم اپنے آپ کو نبی آخر الزماں کہتے ہو ، اگر تم واقعۃً اللہ کے نبی اور اس کے رسول ہو تو ذرا ہمارے سوال کا جواب دیجئے ، ہمارا سوال یہ ہے کہ حضرت عیسی مسیح کے بارے میں تم کیا کہتے ہو ؟

سوال کا منشا یہ تھا حضرت عیسیٰؑ کی شخصیت بنی اسرائیلیوں کے درمیان ایک متنازع فیہ شخصیت تھی ، یہودی حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کے منکر تھے تو عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور ان کی والدہ حضرت مریم کو اللہ کی بیوی

کہتے تھے ، یعنی تثلیث کے قائل تھے۔

آپ علیہ السلام نے کوئی جواب نہیں دیا ، وحی الٰہی نازل ہوئی ۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ مِنَ الْمُقَرَّ بِیْنَ(۱)۔

اس کے علاوہ قرآن کریم کی بے شمار آیات کریمہ حضرت عیسی ومریم علیہما السلام کے بارے میں نازل ہوئیں ہیں ، خود قرآن حکیم میں ایک سورۃ ہے جس کا نام سورۂ مریم ہے ، جس کے اندر حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام کے تفصیلی حالات بیان کئے گئے ہیں ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سب سے آخری نبی اور رسول ہیں، روئے زمین پر تمام انبیاء علیہم السلام میں صرف دو نبی ایسے ہیں جن کو بچپن میں ہی نبوت سے سرفراز کیا گیا ، ایک حضرت یحیٰ علیہ السلام ہیں ، اور دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش حضور اکرم ﷺ سے چھ سو سال پہلے ہوئی ۔

حضرت مریمؑ نہایت زاہدہ عابدہ متقی و پرہیز گار خاتون تھیں، اپنے خالو حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت و نگرانی میں پرورش پائیں ، جب سن بلوغ کو پہونچیں ، پہلے حیض کے غسل سے فارغ ہوئی ہی تھیں کہ فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا (۲)، ہم نے اپنا روحانی نمائندہ

---

(۱)۔[سورۃ آل عمران : پ۳ ۔آیت/ ۴۵]۔(۲)۔[سورۃ مریم : پ۱۶ ۔آیت ۱۷]

جبرئیل امین کو انسانی شکل میں مریمؑ کے پاس بھیجا ، حضرت مریمؑ فطری شرم وحیا سے ایک اجنبی کو دیکھ کر گھبرا گئیں ، قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا(۱) ، کہنے لگیں اے اجنبی انسان! تجھ سے بچنے کیلئے میں اللہ رب رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں ، اگر تجھے ذرہ برابر بھی خدا کا خوف ہے تو تو یہاں سے چلا جا ۔

جبرئیل امینؑ نے کہا : اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا (۲) ، میں کوئی اجنبی آدمی نہیں بلکہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا قاصد ہوں ، میرا تمہارے پاس آنا اس لئے ہوا ہے تا کہ میں تم کو ایک نیک و صالح لڑکا عطا کروں ۔

حیرت و استعجاب کی انتہا نہ رہی، حضرت مریم کہنے لگیں قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَکُ بَغِیًّا(۳) ، مجھے بچہ کیسے پیدا ہوسکتا ہے ؟ حالانکہ کسی انسان نے آج تک مجھے چھوا تک نہیں ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں ۔

قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ(۴) ، جبرئیل امین نے کہا : یہ سلطانِ کائنات کا حکم ہے ، تیرے بچہ ہوگا وہ بھی بن باپ کے ہوگا ، قدرتِ الٰہی اسباب کی محتاج نہیں ، اسباب اس کے محتاج ہیں ۔

---

(۱)۔[سورۃ مریم : پ۱۶ ۔آیت ۱۸]۔(۲)۔[سورۃ مریم : پ۱۶۔آیت ۱۹]

(۳)۔[سورۃ مریم :پ۱۶۔آیت ۲۰]۔(۴)۔[سورۃ مریم:پ۱۶۔آیت ۲۱]

بس حکمِ الٰہی کے مطابق حضرت جبرئیل امین نے ایک پھونک ماری ،حمل قرار پا گیا ، جب وضع حمل کا وقت آیا تو ایک طرف عزت و ناموس کی فکر دامن گیر ہے تو دوسری طرف نہایت پریشان ومضطرب ، جب لوگ میرے پاس بچہ دیکھیں گے تو تہمتیں لگائیں گے ،عصمت کی دھجیاں اڑائیں گے ، اس خیال سے کہنے لگیں ۔

یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَ کُنْتُ نَسِیًّا مَّنْسِیًّا(۱) ، اے کاش اس سے پہلے میں مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا تو کیا ہی اچھا ہوتا ۔

اتنے میں ھاتف غیبی نے آواز دی ۔

فَنَادٰھَا مِنْ تَحْتِھَا اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا(۲) ۔

اے مریم ! تو فکر نہ کر قدرتِ الٰہی کا تماشہ دیکھ، تیرے پروردگار نے تیرے نیچے پانی کا چشمہ جاری کردیا ، اس درخت کو ہلا تازہ کھجوریں اطمینان سے کھاتی رہ ، جب لوگ تجھ سے بچہ کے بارے میں سوال کریں تو کہہ دے میں نے آج بات نہ کرنے کا روزہ رکھا ہے ۔

فَقُوْلِیْ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا (۳) ۔

جب حضرت مریمؑ حضرت عیسیٰ کو گود میں لے کر قوم کے درمیان آئیں ، تو لوگوں نے کہا :

---

(۱)۔[سورۃ مریم : پ۱۶ ۔آیت ۲۳]۔(۲)۔[سورۃ مریم : پ۱۶۔آیت ۲۴]

(۳)۔[سورۃ مریم :پ۱۶ آیت ۲۶]

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا
اے ہارون کی بہن ، نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی ، یہ تو نے کیا کیا ؟ حضرت مریم نے خاموشی سے بچہ کی طرف اشارہ کردیا ، مطلب یہ تھا کہ اس کا جواب بچہ دیگا ۔
قوم کے افراد کہنے لگے قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا(۲)، دودھ پیتے بچہ سے ہم کیا بات کریں، یکا یک اس محترم ومکرم بچہ نے آغوش مادر سے پکارا، قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتَابَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا(۳) لوگو سن لو! میں اللہ کا ایک بندہ ہوں ، مجھے انجیل جیسی مقدس کتاب اور نبوت سے سرفراز کیا گیا ہے ، یہ منظر دیکھ کر ساری قوم حیران و ششدر رہ گئی۔
حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں ، چار بچے ایسے ہیں جنھوں نے دودھ پینے کی حالت میں لوگوں سے بات کی ہے ، ایک حضرت جریج کی پاکدامنی پر گواہی دینے والا بچہ ، دوسرا یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی پر گواہی دینے والا بچہ ، تیسرا فرعون کی لڑکی کی نوکرانی کا بچہ جس نے فرعون کی لڑکی کو کفر سے ڈرایا ، چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے ہوکر دعوت و تبلیغ فرماتے رہے ، اور حضرت عیسی علیہ السلام کو انجیل مقدس عطا کی گئی ،آج روئے زمین پر اس انجیل کا نام ونشان بھی نہیں ہے ،اس وقت دنیا میں چار انجیلیں مشہور ہیں ۔

(۱)۔[سورۃ مریم :پ۱۶ ۔آیت ۲۸] ۔ (۲)۔[سورۃ مریم :پ۱۶ ۔ آیت۲۹]
(۳)۔[سورۃ مریم :پ۱۶ ۔ آیت۳۰]

(۱)۔انجیل مرقس (۲)۔انجیل متی (۳)۔انجیل لوقا (۴)۔انجیل یوحنا
لیکن ان چاروں انجیلوں کے مطالعہ سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ کی وہ کتاب نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، بلکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگردوں کی تصنیف کردہ کتابیں ہیں جس میں حضرت عیسیٰؑ کی سوانح حیات اوران کی ہدایات وارشادات کا تذکرہ ہے ۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوسولی پر چڑھانا چاہا توقدرتِ الٰہی نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا ، جس وقت حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت آپ غیر شادی شدہ تھے ، اورآپ کی عمر مبارک ۳۳ سال کی تھی (۱)۔

حضورسرورکائنات علیہ السلام نے ارشادفرمایا :

اِنَّ عِیْسَیٰ لَمْ یَمُتْ وَ اِنَّہٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (۲) ،
اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک حضرت عیسیٰ کا نزول زمین پر نہ ہوجائے ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرموت نہیں آئی بلکہ وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ،قیامت کے قریب وہ تمہاری طرف آئیں گے ، دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دمشق Damascus کی جامع مسجد کے مینارۂ بیضاء پراتریں گے ۔

---

(۱)۔[تفسیرجلالین]۔(۲)۔[رواہ مسلم : ۴۰۱/۲۔ تفسیر الطبری : ج ۳۔ ۲۸۹ ۔ الدر المنثور۔ج۲ ۔۲۲۵]

۴۵ سال تک زندہ رہیں گے ، شادی ہوگی اولاد ہوگی ، دجال کو قتل کریں گے ، فتنہ یاجوج وماجوج کا قلع قمع کریں گے ، پھر آپ کا انتقال ہوگا ، اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درمیان دفن کئے جائیں گے ۔

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

فَأَقُوْمُ أَنَا وَ عِيْسىٰ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ (۱) ، جب قیامت قائم ہوگی اس وقت میں اور عیسیٰ ایک ہی قبر سے اٹھیں گے ۔

بس دعا کیجئے اللہ رب العزت ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق دے ، اور ایمان پر خاتمہ بالخیر فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[عَن عَبد اللّٰهِ بنِ عمروٍؓ قَالَ قَالَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عِيْسٰى بْنُ مَرْيَمَ اِلى الأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَ يُوْلَدُ لَهٗ وَ يَمْكُثُ خَمْساً وَّ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيْ فِي قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ۔ رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفا ۔ بحوالہ معارف الحدیث باب علامات قیامت ، رقم الحدیث :۹۳ ۔ ج ۸ ص ۱۳۰ السیرۃ الحلبیۃ : ج ۱ ۔ ص ۳۱۴ ۔ تفسیر القرطبی : ج ۱۶ ۔ ص ۱۰۶ ۔ تفسیر الطبری : ج ۳ ۔ ۲۹۱]

ہجرتِ رسول ﷺ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ

اَلْحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہ

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَ اَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَ جَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا السُّفْلٰی وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَ اللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴾ (۱)

بزرگانِ محترم وبرادرانِ مکرم ! اس وقت جس آیتِ کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے ، یہ سورۂ توبہ کی ایک آیتِ کریمہ ہے اس آیتِ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں ۔

'' اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہ کرو گے تو نہ کرو، اللہ خود ہی کافی ہے اور اس نے آپ کی مدد اس وقت فرمائی جب کہ آپ کو مشرکین نے مکہ سے نکال دیا تھا جب کہ آپ دو آدمیوں میں دوسرے تھے، جس وقت وہ دونوں غار میں تھے تو آپ اپنے یارِ غار سے یوں فرما رہے تھے، تم کچھ غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

---

(۱)۔ [سورۂ توبہ : پ ۱۰ / آیت ۴۰]

پس اللہ نے آپؐ کے قلب پر اپنی سکینت کو نازل کیا اور آپ کو ایسے لشکروں کے ذریعہ قوت دی جن کو بظاہر تم نے نہیں دیکھا ، اور اللہ تعالی نے کافروں کی تدبیر کو فیل کر دیا ،اور بول بالا تو اللہ ہی کا رہا،اور اللہ غالب حکمت والا ہے''۔

دنیا میں حق کی آواز بلند کرنا کتنا مشکل کام ہے یہ ان سے پوچھئے جو اس راہ کے راہی ہیں جنھوں نے کلمۂ حق کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا ، جان کو جان اور مال کو مال نہ سمجھا ، بچوں کو یتیم اور بیویوں کو بیوہ کرانا گوارہ کرلیا مگر کلمۂ حق پر آنچ نہ آنے دی ، یہ دنیا بڑی ظالم ہے ، یہ دنیا حق وصداقت کی آواز کو آسانی سے برداشت نہیں کرتی ، یہ ظالم وجابر دنیا اور اس دنیا میں بسنے والے ظالم وجابر افراد اہلِ حق کو آگے بڑھتا اور صدائے حق کو پھلتا دیکھ نہیں سکتے

جب حضورِ اکرم نبیِ خاتم ﷺ نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا : یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا(۱) اے لوگو! تم سب کی بہتری اسی میں ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہ ہونے کا اقرار کرلو ، جب محمد عربی رسولِ امیؐ نے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدائے دلنشیں بلند کی ، تو وہ لوگ جو دلِ حق پرست اور گوشِ حق نیوش رکھتے تھے انھوں نے اس آواز پر لبیک کہا ،

---

(۱)۔[رواہ البخاری ۔ ربیعہ بن عبادؓ کہتے ہیں : میں نے نبی کریمؐ کو بازار عکاظ اور ذی المجاز میں دیکھا لوگوں سے یہ فرماتے تھے: یَا اَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا اور ایک بھینگا شخص آپ کے پیچھے پیچھے یہ کہتا پھرتا تھا یہ شخص صابی یعنی بے دین اور جھوٹا ہے اور یہ کہنے والا آپ کا چچا ابولہب تھا ۔ یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے،اور طبرانی میں بھی مُنیب غامدیؓ سے مروی ہے ۔المعدرک علی الصحیحین: رقم الحدیث: ۴۲۱۹ ۔ج ۲ ۔ص ۶۶۸ ۔صحیح ابن خزیمۃ: رقم الحدیث : ۱۵۹ ۔ج ۱ ۔ص ۸۲ ۔ صحیح ابن حبان:: ج ۱۴ ۔ص ۵۱۸]

اور دامنِ اسلام سے وابستہ ہو گئے ۔

مگر وہ لوگ جن کے دل کفر وضلالت کی تاریکیوں سے مانوس تھے ،جنھیں اجالا نہیں اندھیرا پسند تھا ، جو حق و راستی کی آواز تک سننا پسند نہ کرتے تھے وہ بوکھلا اٹھے ، اور اس صدائے ایمانی کو دبانے کی کوشش شروع کردی ۔

حضورِ اکرم نبی خاتم ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کو جو ذہنی اور جسمانی تکلیفیں کفار نے دیں ان کا حساب وکتاب ہی کیا وہ تو یہ بھی برداشت نہ کر سکے کہ اہلِ حق کا وجود مکہ میں باقی رہے ۔

چنانچہ قریش مکہ نے اپنے پارلیمنٹ ہاؤس میں جس کا نام دارالندوہ تھا تمام سردارانِ قریش کو جمع کیا ،جس میں نجد کا تجربہ کار شیطان انسانی شکل میں شریک ہوا،اور حضورِ اکرم نبی رحمتؐ کے بارے میں بات چلی ، ایک نے کہا کہ محمد کو پکڑ کر طوق وزنجیر میں جکڑ کر قید کردو ، بوڑھا نجدی شیطان بولا نہیں یہ ٹھیک نہیں ہے،محمد کے قید ہونے کی خبر جوں ہی مسلمانوں کو ملے گی وہ اسے چھڑا لے جائیں گے ،کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا ، آخر کار ابوجہل نے کہا کہ محمد کو اس طرح قتل کیا جائے کہ قریش کے ہر خاندان سے ایک ایک فرد لیا جائے ، اور سب مل کر نبی اکرمؐ کے گھر کا محاصرہ کریں اور محمد کو سب مل کر قتل کردیں ، اس طرح الزام کسی ایک خاندان پر نہیں آئیگا ، اور مسئلہ بھی حل ہوجائیگا ، بنو عبدمناف جو محمد عربی ﷺ کا قبیلہ ہے اس میں اتنی طاقت و قوت نہیں ہے کہ وہ پوری قوم سے لڑائی مول لے ۔

اِدھر زمین والے اس ذاتِ اقدس کے قتل کی سازش کررہے تھے جس کی زندگی ساری انسانیت کے لئے مجسم رحمت تھی ، جو عرش والے کا محبوب وحبیب تھا۔ اُدھر عرش والے کی حفاظت تھی اِدھر فرش والوں کی عداوت تھی عرش والے کو کب منظور ہوتا کہ اپنے محبوب کے خلاف سازش ہوتے ہوئے دیکھے، جبرئیل امین کو حکم ہوا جاؤ میرے محبوب کو اطلاع دو ، کہ ہم نے تم کو زمین والوں کے لئے سامانِ رحمت بنا کر بھیجا تھا لیکن یہ زمین والے خود تمھارے لئے سامانِ زحمت ثابت ہورہے ہیں ۔

جبرئیلِ امین دربارِ رسالت مآب میں پا بہ لرزاں حاضر ہوتے ہیں اب آیتِ کریمہ کا نزول ہوتا ہے ، وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۔ (۱)

اور جب کافرین آپ کے سلسلہ میں بڑی بڑی خفیہ تدبیریں کررہے تھے کہ آپ کو قید کیا جائے یا قتل کردیا جائے یا وطن سے جلاوطن کردیا جائے ، وہ لوگ تو اپنی تدبیر کررہے تھے اور اللہ تعالی اپنی تدبیر فرما رہے تھے ، سب سے بہتر تدبیر کرنے والا اللہ تعالی ہی ہے ۔

سازش کی اطلاع مل چکی ہے ، ادھر اللہ کی جانب سے اجازت ہوچکی کہ آپ مدینہ منورہ ہجرت فرمالیں ، ۲۷ صفر کی رات کو اچانک قریشِ مکہ نے

---

(۱)۔ [سورۃ الانفال : پ/۹ آیت/۳۰]

نبی رحمت کے گھر کا محاصرہ کرلیا ، اور ہر سردار کی بس ایک ہی خواہش تھی کہ نعوذ باللہ میں محمد کا سر قلم کرنے کے لئے پہلا وار کروں ، بیتِ نبوت کا محاصرہ کرنے کے لئے ایک دو نہیں بلکہ علامہ حلبیؒ سیرتِ حلبیہ میں تحریر فرماتے ہیں ، وهُمْ مِائَةُ رَجُلٍ مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْش وہاں تو ایک دو نہیں ، بلکہ قریش کے سو بہادر سردار تھے ۔ (۱)

باہر کفار اپنی طاقت و قوت پر نازاں ، اور اندر اللہ کا نبی اپنے خدا کی طاقت پر نازاں ہے، وہ اپنی تلواروں کی چمک دمک اور اس کی تیزی پر فخر کر رہے ہیں ، ادھر نبی رحمت حضرت علیؓ سے کہہ رہے ہیں ، اے علی ! میرے پاس مکہ کے مشرکین کی چند امانتیں رکھی ہیں تم ان کو صبح واپس کر دینا ، ادھر دروازے کے باہر موت انتظار میں کھڑی ہے ،ادھر الصادق الأمین موت سے بے پرواہ حضرت علیؓ سے کہہ رہے ہیں کہ امانت والوں کو امانتیں واپس کر دینا ، سبحان اللہ ! کیا شان تھی اس نبی رحمت ﷺ کی ۔

آج اس نبی کے ماننے والوں کا یہ حال کہ امانتیں کھا جانا اور امانتیں غصب کر لینا اور امانت سے صاف انکار کر دینا ، یہ ہمارا شیوہ ہے، بڑے افسوس کا مقام ہے،

مسلمانو !دم تو بھرتے ہو اس نبی رحمت کے غلام ہونے کا دم تو بھرتے ہو اس سے محبت کا لیکن ہمارا کیا حال ہے صرف زبانی محبت ہمیں نجات نہ دے گی بلکہ اس کی لائی ہوئی شریعت اور ان کی سنتوں پر عمل کر کے دکھلائیں گے تو وہ محبت

---

(۱)۔[السیرۃ الحلبیۃ ۔ الجزء الثانی ۔ الصفحۃ :۱۹۴]

دراصل محبت ہوگی اور وہی باعث نجات ہے ۔

اب حضورِ اکرمؐ گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں ، چاروں طرف سخت پہرہ پرندہ پر نہیں مار سکتا ، ایسی حالت میں کیسے نکلا جا سکتا ہے، حکم ہوتا ہے مٹی پھینک دو ، مٹی تم پھینکو گے اندھا ہم کریں گے، اگر نقصان پہونچانے والے چاروں طرف ہوں تو ڈر کس بات کا بچانے والا بھی ہر طرف موجود ہے ، لَا مُوجُوْدَ فِیْ الْکَوْنَیْنِ وَ لَا مَقصُوْدَ اِلَّا ھُوَ حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ سرکارِ دو عالمؐ نے مجھے اپنے بستر پر سبز چادر دے کر لٹا دیا اور ارشاد فرمایا : ذرا فکر نہ کرنا کوئی شخص تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا (۱)، حضرت علیؓ کی شجاعت و بہادری پر قربان جایئے ،کہ ان ننگی اور سوتی ہوئی تلواروں کے سایہ میں انتہائی میٹھی نیند سوتے رہے ، اور اللہ کا نبی خدا کی حفاظت وحمایت میں باہر نکلا اور دل کے اندھوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے ، شَاھَتِ الْوُجُوہُ اور سورۂ یٰس پڑھتا ہوا صاف نکل گیا ، اسی کو قرآنِ عظیم نے کہا ہے :۔

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (۲) ، رات کی تاریکی میں حضورِ اکرم ﷺ حضرت ابوبکرؓ کو ان کے مکان سے لے کر مدینہ کی جانب ہجرت کر رہے ہیں ۔

وہ ارض مکہ جس کے ذرہ ذرہ پر نبی رحمت کی بے شمار یادیں ثبت تھیں ، حضورِ اکرم نبی رحمتؐ اس شہر سے ہجرت فرما رہے تھے ، جو روئے زمین کا

---

(۱)۔[عیون الاثر ج ۱ ۔ ص ۱۷۹] ۔ (۲)۔[سورہ لأنفال : پ ۹ آیت ۱۷]

سب سے مقدس شہر تھا ،اس سرزمین سے ہجرت فرمارہے تھے جہاں خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لئے سب سے پہلے خدا کا گھر بنا تھا،وہی سرزمین جو آپ کی اور آپ کے آباءواجداد کی آماجگاہ تھیں،ان گلیوں سے ہجرت کررہے تھے جہاں آپ نے اپنے بچپن اور جوانی کی چالیس سالہ بہاریں دیکھی تھیں، کس دکھ اور درد کے ساتھ ہجرت کی ہوگی ، ذرا تصور تو کیجئے ۔

حضورِ اکرمؐ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ کی آبادی سے جوں جوں لمحہ بہ لمحہ دور ہوتے جارہے ہیں ، اورفراق و جدائی سے بدن کانپ رہاہے ، اور زبان لڑکھڑاتی ہوئی حرمِ کعبہ اور بلد حرام سے بڑی حسرت ویاس سے کہہ رہی ہے ،

مَا اَطْیَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبَّکِ اِلَیَّ وَ لَوْ لَا اَنَّ قَوْمِیْ أَخْرَجُوْنِیْ مِنْکِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکِ(۱) ،اے شہر مکہ تو کتنا اچھا شہر ہے،اور مجھے کتنا عزیز ہے اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تجھے چھوڑ کر کسی اور جگہ ہرگز نہ جاتا۔

لیکن حق کے راستہ میں کانٹے ضرور بچھتے ہیں قربانیاں ضرور دینی پڑتی ہیں، مکہ چھوڑ کر مدینہ جانا ظاہر بیں نگاہوں کے لئے اسلام اور مسلمانوں کی شکست تھی ،گویا مسلمان بالکل بے وقار و بے حیثیت ہو چکے ہیں، اورانہیں ان کے گھر میں بھی پناہ نہ ملی مگر حقیقت میں یہ ہجرت اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا پیش خیمہ تھی،اس شجرۂ طوبیٰ کے اور زیادہ برگ وبار لانے کے موسم بہار کا اعلان تھی۔

---

(۱)۔[عن ابن عباس قالؓ: قال رسول اللہ ﷺ لمکۃ :مَا اَطْیَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَ اَحَبَّکِ اِلَیَّ وَ لَوْ لَا اَنَّ قَوْمِیْ أَخْرَجُوْنِیْ مِنْکِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکِ رواہ الترمذی :عن ابن عباس مرفوعًا باب فضل مکۃ ، رقم الحدیث: ۳۹۲۶]

یہ ہجرت اس بات کی اطلاع تھی کہ اب اہلِ حق نئے عزم وارادہ کے ساتھ میدانِ عمل میں اتریں گے، اور کامیابی ان کے قدم چومے گی ،اور دنیا دیکھ لے گی کہ جنہیں لاچار ومجبور سمجھا گیا ، جن کی راہیں مسدود کی گئیں وہ کہاں سے کہاں تک پہونچ گئے ۔

اِدھر کافر خوش تھے کہ اب مسلمانوں کا اور اسلام کا خاتمہ ہوگیا،اُدھر مسلمان زبانِ حال سے یوں کہہ رہے تھا۔

مصائب سے الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

واقعۂ ہجرت ہمیں اس بات کا سبق دیتا ہے کہ انسانوں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ، بلکہ کاتبِ تقدیر کے چاہنے سے سب کچھ ہوا کرتا ہے ،اسی کو کسی شاعر نے بڑے ہی اچھے انداز میں کہا ہے ۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

حضورِ اکرم نبی رحمت ﷺ ۲۷ / صفر کو مکہ سے روانہ ہوکر ۸ / ربیع الاول کو قبا نامی مقام پر پہنچے ، اور وہاں پر اسلام کی سب سے پہلی مسجد کی بنیاد رکھی جس کا ذکر قرآن میں اس طرح کیا گیا ہے لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى الْتَقْوَىٰ (۱)۔

۱۲ / ربیع الاول جمعہ کے دن مدینہ میں داخل ہوتے ہیں ، یہی وہ دن ہے

---

(۱)۔ [سورۃ التوبہ :پ/۱۱ آیت/۱۰۸]

اور یہی وہ تاریخ ہے جس دن روئے زمین پر اسلام کا سب سے پہلا جمعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ۔

جس دین کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے، ہجرت اسلام کے خاتمہ کا دن نہیں تھا بلکہ ہجرت ہی نے اسلام کے جھنڈے کو سر بلند کیا ، هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْن (۱) وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا، تا کہ اس دین کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کر دیں چاہے کافروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے ۔

وہ شمع کیا بجھے گی جسے روشن خدا کرے ۔ فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے

اب دعا کیجئے کہ اے اللہ ہم سب کو حقیقی اور سچا پکا مسلمان بنا دے ،

اور دین حق پر چلنے والا بنا دے ۔

(آمین بجاہ سید المرسلین محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین)

﴿ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ

❁ ❁ ❁

---

(۲)۔ [سورۃ الصف : پ/۲۸۔آیت/۹]

الأمر بالمعروف و النہی عن المنکر

(ایک فریضۂ واجبہ)

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم ۔ أمابعد :

فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَوْ آمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خيراً لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

برادرانِ اسلام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۂ ال عمران کی ایک آیت کریمہ ہے، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" تم ایک بہترین امت ہو جو لوگوں کے نفع کیلئے نکالی گئی ہو ، تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اگر یہود و نصاریٰ ایمان لے آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے ، ان میں بعض تو ایمان لے آئے ، اور اکثر تو فاسق ہی رہے " ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس امت کو خیرامۃ یعنی بہترین

(۱)۔[سورہ ال عمران :پ۴ ۔آیت: ۱۱۰]

امت قرار دیا ہے ،حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنی بھی امتیں گذری ہیں ان تمام امتوں میں سب سے افضل و اشرف امت امتِ محمدیہ کو قرار دیا گیا ۔

بہترین امت ہونے کا خطاب کیوں دیا گیا ، وجہ ظاہر ہے کہ فرمایا گیا ، تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ تم نیک کاموں کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔

حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر ، نیک کاموں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا یہ کام خالص حضرات انبیاء والا کام ہے ، اسی کام کو انجام دینے کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء اس کائنات میں تشریف لائے ، جب اس سلسلہ کی آخری کڑی حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری ہو چکی تو بابِ نبوت یعنی دروازۂ نبوت بند کر دیا گیا ، اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آ سکتا ، دروازۂ نبوت تو بند کر دیا گیا ، لیکن امورِ نبوت یعنی نبوت والا کام بند نہیں کیا گیا ۔

ارشاد فرمایا : نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ، لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ (۱) میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے ، چونکہ اللہ رب العزت نے نبوت مجھ پر تمام کر دی ، ورنہ حضرت عمر بن خطابؓ کے اندر ایسی صلاحیتیں اور ایسی خوبیاں موجود ہیں جو ایک نبی اور ایک

(۱)۔[رواہ الترمذی ،باب المناقب، بَابُ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ، رقم الحدیث:۳۶۸۶ ۔ ۳۵۸۶ ۔ ۳۶۱۹ مسند الشامیین ۱۶۷۶۴/۔مسند أحمد: ج ۴۔ص ۱۵۴۔معارف الحدیث کتاب المناقب قم الحدیث :۱۴۸۔ج ۸/ص ۲۰۴]

رسول کے اندر ہوا کرتی ہے، انہیں صلاحیتوں کو اللہ رب العزت نے اس امت کے مخصوص افراد پر تقسیم فرمادیا تا کہ یہ امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام انجام دے سکے ، اسی کی طرف قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے ۔

وَ لْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۱) ، اس امت میں ایک جماعت کا ایسا ہونا ضروری ہے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں اور نیک کاموں کا حکم کریں ، اور برائیوں سے روکیں جو لوگ یہ کام کریں یہی لوگ کامیاب ہونگے ۔

حجۃ الوداع کا زمانہ ہے ، حضور اکرم شفیع اعظم علیہ الصلوۃ والتسلیم ارکانِ حج کی ادائیگی میں مصروف ہیں میدانِ عرفات ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے ، آپ اپنی اونٹنی جس کا نام قصواء تھا اس پر کھڑے ہوکر اپنی زندگی کا آخری خطبہ دے رہے ہیں اس خطبہ میں آپ نے دعوت و تبلیغ کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَلاَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ(۲) ۔

---

(۱)۔[سورہ آل عمران :پ۴ ۔آیت۱۰۴] ۔ (۲)۔[عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اَوْسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ فَقَالَ : يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ ، وَ اِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ ، اَلا لَافَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ ، وَ لَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ ، وَ لَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ ، وَ لَالأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوَى ، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ، اَلا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا : بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، رواہ البیہقی بحوالہ الترغیب ج ۳ص۶۱۲ رواہ مسلم و البخاری بحوالہ معارف الحدیث کتاب الحج ۔رقم الحدیث: ۱۶۹۔ج ۲ص ۴۲۷۔۴۲۸]

اے مسلمانو ! دین کامل طور پر میں نے تم تک پہنچا دیا ہے ، جو لوگ اس وقت حاضر ہیں ان پر لازم ہے وہ دوسروں تک اس دین کو پہنچائیں ، ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے : مَنْ رَأیٰ مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ(۱)۔

تم میں سے جو شخص کسی ناجائز امر کو ہوتے ہوئے دیکھے اگر اس پر قدرت ہو تو اس کو قوتِ بازو سے بند کردے ، اگر اتنی طاقت و قدرت نہ ہو تو زبان سے اس ناجائز چیز کو روکے ، اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کو برا جانے یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے ۔

رازدارِ نبوت حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں : کہ ایک مرتبہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر محسوس کیا ، حضور اکرم ﷺ نے کسی سے کوئی بات چیت بھی نہ کی ، میرے حجرے سے سیدھے منبر پر تشریف لے گئے ، پھر ارشاد فرمایا ، یٰا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَکُمْ مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ(۲)۔

اے مسلمانو ! اللہ رب العزت تمہیں حکم دیتا ہے ، امر بالمعروف اور نہی عن

---

(۱)۔[رواہ مسلم، کتاب الایمان باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان ،رقم الحدیث:۱۷۷ ۔ورواہ الترمذی وابن ماجہ والنسائی،بحوالہ الترغیب والترهیب ۔کتاب الحدود۔ الترغیب فی الأمر بالمعروف و النهی عن المنکر ۔رقم الحدیث:۱۔ج۳ص ۲۲۳ ۔وفی روایۃ: و لیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل] ۔

(۲)۔[رواہ البخاری ، و قال: هذا حدیث حسن ، باب ما جاء فی الأمر بالمعروف و النهی عن المنکر ،رقم الحدیث: ۲۱۶۹]

المنکر کرتے رہو ، حضور اکرم ﷺ نے قسم کھا کر ارشادفرمایا : اگرتم نے یہ کام چھوڑدیا ، تو یاد رکھو تم دعا مانگوگے تمہاری دعائیں قبول نہ کی جائیں گی ،تم سوال کروگے سوال پورا نہ کیا جائے گا ،تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد طلب کروگے میں تمہاری مدد نہیں کرونگا (۱)۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں ، فرماتے ہیں ، مسلمانو ! تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ، ورنہ اللہ تعالی تم پر ایسے ظالم بادشاہوں کو مسلط کردیگا ، جو تمہارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور تمہارے بچوں پر رحم نہ کرے ، اس وقت تمہارے علماء اور بزرگانِ دین دعائیں کریں گے ان کی دعائیں قبول نہ ہونگی ، تم اپنے دشمن کے خلاف مدد چاہوگے تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔ (۲)

مسلمانو ! آج روئے زمین پر ہر مسلمان کی زبان پر یہی رونا ہے ، پورے عالم کے مسلمانوں نے اپنے دشمن کے خلاف مدد کی دعائیں کیں ، نمازوں میں قنوتِ نازلہ کا اہتمام کیا گیا ، لیکن دعائیں اپنا رنگ نہیں دکھلا رہی ہیں ، وجہ ظاہر ہے آج امت اپنے عظیم فریضہ کو اپنے قدیم عمل کو بھول چکی ہے تو اللہ نے بھی ہمیں بھلادیا ، آج ہماری نظریں دنیا اور دنیا کی شان و شوکت اور عظمت پر ٹھہر گئیں ،تو خالق کائنات نے اپنی نظر کرم ہم سے ہٹالی۔

---

(۱)۔[الترغیب والترھیب ۔ کتاب الحدود و غیرھا ۔ رقم الحدیث: ۲۹ ۔ ج ۳ ۔ ص ۲۳۳]۔(۲)۔[عن النبی ﷺ قال : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَامُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ أَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ أَنْ یَبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَاباً مِنْہُ ثُمَّ تَدْعُوْنَہٗ فَلَا یَسْتَجِیْبُ لَکُمْ ، رواہ الترمذی ،کتاب الفتن ، باب ما جاء فی الأمر بالمعروف و النھی عن المنکر، رقم الحدیث: ۲۱۶۹ ۔ رواہ الترغیب والترھیب ۔ کتاب الحدود ۔رقم الحدیث:۱۳ ۔ج ۳ ۔ص ۲۲۷]

صحیح فرمایا الصادق الأمین علیہ الصلوۃ والتسلیم نے جب میری امت کی نظر میں دنیا بڑی چیز نظر آنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت وعظمت اس کے دل سے نکل جائیگی، جب امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے گی ، تو وحی کی برکات سے محروم ہوجائیگی ، جب آپس میں گالی گلوج کرنے لگے گی تو اللہ کے نظر سے گر جائیگی۔ (۱)

بس دعا کیجئے اللہ رب العزت ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا صحیح حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر فرمائے۔

(آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، وَ تُبْ عَلَیْنَا یَا مَوْلَانَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ، وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

❁❁❁

(۱)-[عن أبی هریرةؓ قال قال : رسولُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا عَظَّمَتْ أُمَّتِیْ الدُّنْیَا نُزِعَتْ مِنْهَا هَیْبَةُ الاِسْلاَمِ وَ اِذَا تَرَکَتِ الأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ حُرِمَتْ بَرَکَةَ الْوَحْیِ وَاِذَا تَسَابَّتْ أُمَّتِیْ سَقَطَتْ مِنْ عَیْنِ اللّٰہِ . کذافی الدرالمنثور ،اخرج الحکیم والترمذی : ج۳ ص۱۲۷]

امت اسلامیہ کی عظیم ذمہ داری

(فیصلۂ عدل وانصاف)

اَلحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ ۔

امّابعد : فَاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا ، وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ، اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعاً بَصِیْراً ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! تلاوت کردہ آیت جو سورۃ النساء کی ہے ، اس میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کے پاس پہونچادو ، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو ، بے شک اللہ تم کو بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے ، بے شک اللہ بڑا سننے والا ، بڑا دیکھنے والا ہے '' ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے جن دو احکام کو ذکر فرمایا وہ اسلامی معاشرہ اور اسلامی مذہب کی جان ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ النساء : پ۵ ۔آیت ۵۸]۔وفی الحدیث [أد الأمانة الی من ائتمنک ، و لا تخن من خانک] أخرجہ ابن أبی حاتم عن ابن مسعودؓ موقوفاً ۔وھو مع جمیع الأمانات الواجبۃ علی الانسان ۔تفسیر ابن کثیر : ج ا ص ۴۰۵]

پہلا حکم تو یہ بیان فرمایا : اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوْا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا ، امانتیں امانت والوں کے پاس پہنچا دو ، اس میں خیانت و بد دیانتی نہ کرو ۔

دوسرا حکم جو اس آیت میں بیان فرمایا وہی میرا موضوع ہے ، اللہ تعالی ارشاد فرمارہے ہیں ، وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ جب لوگوں کے درمیان تم فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو یہ حکم مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لئے دیا گیا ہے ۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں نہ کوئی اونچ نیچ ہے نہ فرقہ بندیاں ہیں ، وہ تو ایک ایسا عالمگیر اور ہمہ گیر مذہب ہے کہ خود قرآن کریم کا ارشاد ہے : یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (۱) اے لوگو ! ہم نے تم سب انسانوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں اور قبیلوں میں اس وجہ سے نہیں بانٹا کہ تم ایک دوسرے پر فخر کرو بلکہ یہ خاندان اور قبیلے اس لئے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ، کہ یہ شخص فلاں خاندان سے ہے اور وہ شخص اس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے ۔

حضور اکرم ، نبی رحمت علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا : اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَذْھَبَ عَنْکُمْ نَخْوَۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ وَ تَعَظُّمَھَا بِالْآبَاءِ (۲) ۔

(۱)۔[سورۃ الحجرات : پ۲۶ ۔آیت۱۳]۔ (۲)۔[السیرۃ النبویۃ ۔ج ۵۔۷۳۔السیرۃ الحلبیۃ ۔ج ۳۔ ص۴۹۔ تاریخ الطبری: ج ۲۔ص ۱۶۱۔البدایۃ والنھایۃ : ج ۴۔ص ۳۰۱ ۔ زاد المعاد: ج ۱ ص ۴۲۴]

اللہ رب العزت نے جاہلیت کے فخر و غرور کو ختم کردیا ہے ، النَّاسُ کُلُّکُمْ بَنُوْ آدَمْ وَ آدَمُ مِنْ تُرَابٍ (۱) ، لوگو ! جان لو تم سب کے سب حضرت آدم کی اولاد ہو ، اور جان لو کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی ، جس طرح مٹی ایک حقیر چیز ہے پیروں سے روندی جاتی ہے اسی طرح تم اللہ کے نزدیک ایک حقیر چیز ہو اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ(۲)

ہاں یہی حقیر چیز جب اس میں تقویٰ و طہارت پرہیز گاری و خداترسی پیدا ہوجاتی ہے تو وہ بجائے حقیر ہونے کے اللہ کی نظر میں عزیز ترین بن جاتی ہے ۔

ایک موقع پر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلَی عَجَمِیٍّ وَ لَا لِعَجَمِیٍّ عَلَی عَرَبِیٍّ وَ لَا لِأَحْمَرَ عَلَی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلَی اَحْمَرَ(۳) عربی کو عجمی پر عجمی کو عربی پر کالے کو گورے پر گورے کو کالے پر کوئی امتیاز نہیں ، اسلام وہ مذہب و ملت ہے جس نے ایک ہی صف میں محمود کو بھی کھڑا کیا اور اس کے غلام ایاز کو بھی ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز ۔۔ نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک دور ہے ، قبیلۂ مخزوم کی لڑکی جس کا نام فاطمہ تھا اس سے چوری سرزد ہوگئی ، جب شہادت کی بنیاد پر چوری ثابت ہوگئی تو رسولِ رحمت ﷺ نے حکم دیا کہ اس لڑکی کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے۔

قبیلہ مخزوم کے بڑے لوگوں نے میٹنگ کی کہ اگر ہمارے قبیلے کی لڑکی کا

---

(۱)۔[زادالمعاد : ج/۱ ص ۴۲۴] (۲)۔[سورۃ الحجرات :پ۲۶۔آیت ۱۳] ۔

(۳)۔[الترغیب والترھیب :حدیث ۴۳۷۱/۔حیاۃ الصحابہ ۴۰۸/۳]

ہاتھ کٹ گیا تو ہماری ناک کٹ جائیگی، ہماری عزت خاک میں مل جائے گی، اس لئے حضور اکرم ﷺ سے سفارش کی جائے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! قبیلہ مخزوم کی لڑکی کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ اس پر کوئی جرمانہ عائد کردیں وہ جرمانہ ہم ادا کرنے پر تیار ہیں ۔

لیکن یہ سفارش حضور اکرمؐ سے کون کرتا ،حضرت اسامہؓ جو حضور اکرمؐ کے بہت چہیتے اور لاڈلے تھے ان سے کہا کہ آپ حضور اکرم ﷺ سے سفارش کریں ، حضرت اسامہؓ نے سوچا کہ میرے ہاتھ سے کسی کا بھلا ہوجائے تو اس میں کیا حرج ہے ۔

حضرت اسامہؓ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! قبیلہ مخزوم کے لوگ بےحد بیقرار ہیں بےحد پریشان ہیں وہ چاہتے ہیں کہ فاطمہ مخزومیہ پر کوئی جرمانہ عائد کردیں ، چوری کے بدلہ میں اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے ۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ سن کر '' فَغَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم '' حضور اکرم ﷺ غصہ میں بھر گئے ، چہرۂ انور پر جلال کی سرخیاں نمایاں ہوگئیں فَقَالَ : يَا اُسَامَةُ أَ تَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ(۱)

تیری یہ جرأت کہ تو اللہ کے حکم میں آڑ بنتا ہے، میں تجھ سے پیار کرتا ہوں، شفقت کا معاملہ کرتا ہوں، اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اللہ کے حدود میں تو

(۱)۔[رواہ البخاری ،باب کراھیة الشفاعة فی الحد...رقم الحدیث:۶۷۸۸ وانظر ۲۶۴۸۔۳۷۳۲۔ وصحیح المسلم ،کتاب الحدود ، باب قطع السارق الشریف وغیرہ ، رقم الحدیث:۱۶۸۸۔]

روڑے اٹکائے ،فوراً منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا'' وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ سَرَقَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ یَدَھَا ''(۱) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے یہ قبیلہ مخزوم کی بیٹی فاطمہ ہے ، خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ یعنی فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی اور چوری ثابت ہوجاتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹنے سے دنیا کی کوئی طاقت مجھے روک نہیں سکتی تھی۔

حضرت اسامہؓ لرز اٹھے اور عرض کیا ، اے اللہ کے رسول میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ، یہ ہے وہ اسلام جس نے ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کیا ، یہ نہیں کہ صرف مسلمان بلکہ کافر ومشرک یہودی وعیسائی سب اسلام کی صف میں ایک نظر آتے ہیں ۔

فاروق اعظم حضرت سیدنا عمر بن خطاب مدینہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک قبطی عیسائی حاضر خدمت ہوا عرض کیا ، اَیُّھَا الْاَمِیْرُ قَدْ ظَلَمَ عَلَیَّ اِبْنُ الْاَمِیْرِ ، امیر المؤمنین میں مصر کا رہنے والا ہوں آپ کے گورنر حضرت عمرو بن العاصؓ کے بیٹے نے مجھ پر ظلم کیا ہے ، میرے اوپر چابک مارے ہیں ، میں نے سنا ہے کہ محمد کے غلام انصاف پرور ہوتے ہیں ، انصاف کی امید لے کر آیا ہوں ۔ (۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے ، اور فرمایا اس وقت تک کوئی دوسرا کام نہیں کرونگا جب تک کہ تمہیں انصاف نہ مل جائے ، حضرت محمدؒ بن مسلمہ

(۱)[رواہ البخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، رقم الحدیث: ۳۴۷۵ ۔ ومسلم کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیرہ، رقم الحدیث: ۱۶۸۸] (۲)۔[ملاحظہ ہو کتب تاریخ وسیرت عمر بن الخطاب (عربی) الفاروق علامہ شبلی (اردو)]

کوحکم دیا کہ تیز رفتار گھوڑا لے کر مصر جاؤ اور حضرت عمرو بن العاص کو عمرؓ کا پیغام دیدینا کہ تمہیں اور تمہارے بیٹے کو مدینہ یاد کررہا ہے، پیغام ملتے ہی فوراً حضرت عمرو بن العاصؓ اپنے بیٹے کے ساتھ مدینہ حاضر ہوئے ۔

حضرت عمرؓ کی عدالت میں مصر کے گورنر حضرت عمروؓ بن العاص اور ان کا لڑکا کھڑا ہے حضرت عمرؓ نے اس قبطی عیسائی کو بلایا اور کہا کہ اپنی شکایت بیان کر۔

قبطی عیسائی نے کہا ، اے امیر المؤمنین ! مصر کے ایک میدان میں گھوڑوں کی ریس تھی ، میرا گھوڑا ذرا چست و چالاک تھا ، وہ گورنر کے بیٹے کے گھوڑے سے آگے نکل گیا ، اس جرم کی وجہ سے گورنر کے بیٹے نے مجھ پر کوڑے برسائے ہیں ۔

حضرت عمرؓ نے کہا : اے گورنر کے بیٹے ،تم نے اولادِ آدم کو کب سے غلام سمجھنا شروع کردیا ، حالانکہ کملی والے نے ہمیں سکھلایا تھا کہ ہر انسان فطرۃً آزاد پیدا ہوتا ہے ، اسلام نے تو غلامی کی زنجیریں توڑی ہیں۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنے بیٹے کو دیکھا بیٹے نے سر جھکالیا ، اور عرض کیا مجھ سے غلطی ہوگئی تھی ، حضرت عمروؓ بن العاص نے اپنا درّہ یعنی اپنا کوڑا حضرت فاروق اعظمؓ کو دیا ، اور فرمایا امیر المؤمنین میرے چابک سے میرے بیٹے کو سزا دیجئے ، حضرت عمرؓ نے فرمایا ، اے عمروؓ بن العاص اگر آپ کے چابک سے سزا دینی ہوتی تو مصر کی عدالت میں دیتے ، سن لو ، عمر کی اس عدالت میں چابک عمر کا ہوگا ، ہاتھ اس عیسائی کے ہونگے اور پیٹھ

تیرے لال کی ہوگی ، اپنا چابک اس قبطی عیسائی کو دیتے ہوئے فرمایا : اِضْرِبْهُ كَمَا ضَرَبَكَ وَ اخْذُلْهُ كَمَا خَذَلَكَ مارو اس کو جیسے اس نے مارا ، اور ذلیل کرو اس کو جیسا اس نے تمہیں ذلیل کیا ، اب آسمان نے وہ منظر دیکھا اور تاریخ نے لکھا کہ مصر کے گورنر کے بیٹے کی پیٹھ پر اس قبطی عیسائی کے ہاتھ سے کوڑے پڑ رہے تھے۔(۱)

تاریخ آگے کہتی ہے کہ جب کوڑے کی تعداد ختم ہوئی وہ قبطی عیسائی چیخ کر کہتا ہے بلاشک و شبہ محمد کے غلام انصاف پرور ہیں ، اے امیر المؤمنین مجھے بھی اس آقا کا غلام بنا لیجئے جس کی غلامی نے آپ کو عدل و انصاف کے گُر سکھائے ہیں فوراً کہہ اٹھا ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ ۔

یہ ہے اسلام میں حضرت فاروق اعظم کا عدل و انصاف جس کی نظیر کسی قوم میں نہیں مل سکتی ، یہی وجہ ہے کہ انگریز مؤرخین نے لکھا ہے کہ اگر اسلام کو ایک اور عمرؓ مل جاتا تو دنیا میں اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب باقی نہ رہتا ۔

اب اللہ سے دعا کیجئے کہ اے اللہ ہمیں بھی عدل و انصاف کرنے کی توفیق عطا فرما ۔ (آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

(۱)۔ [ملاحظہ ہو کتب تاریخ و سیرت عمر بن الخطابؓ (عربی) ۔ الفاروق (اردو) علامہ شبلی نعمانیؒ]

نماز کی روح خشوع وخضوع

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمابعد: قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ،الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرینِ کرام ! اس وقت میں نے سورۃ المؤمنون کی دو آیت کریمہ تلاوت کی ہے ،ان آیاتِ کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتقدس نے مومن ومسلمان کی ایک خاص صفت کو بیان فرمایا ہے جس کی آج ہمیں اور آپ کو ضرورت ہے، ارشاد فرمایا گیا : قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ، وہ مومن ومسلمان فلاح پا گئے ، ان مومن و مسلمان کے لئے کامیابی مقدر ہے الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ جو اپنی نمازوں کے اندر خشوع و خضوع کو پیدا کرتے ہیں ۔

خشوع و خضوع کا مطلب کیا ہے ؟ حضرات علماء کرام تحریر فرماتے ہیں ، خشوع وخضوع کی تین قسمیں ہیں ،(۱)۔اعتقادی خشوع (۲)۔ظاہری خشوع (۳)۔باطنی خشوع ۔ اعتقادی خشوع تو یہ ہے کہ انسان جب نماز پڑھے تو محض اللہ کو خوش کرنے کی نیت سے پڑھے ،لوگوں کو دکھلانے اور

---

(۱)۔[سورۃ المؤمنون :پ ۱۸ ۔آیت ۱ ۔۲]

نمازی کہلانے کے لئے نہ پڑھے ۔

اورظاہری خشوع یہ ہے کہ اس کے تمام اعضاءِ بدن پر سکون اوراطمینان طاری ہو، یہ نہیں کہ نماز میں کھڑا ہے کبھی کوری نگاہ سے اِدھر دیکھ لیا کبھی اُدھر دیکھ لیا ، بلکہ ظاہری اعتبار سے جسم پر ایسا سکون طاری کرلے کہ دیکھنے والا یہ سمجھنے پر مجبور ہوجائے کہ یہ آدمی نہیں بلکہ ستون ہے، یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ کے اندر یہ خصوصیت تھی ، روایات میں آتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو ایسے پُرسکون ہوجاتے تھے کہ پرندے آپ کو ستون سمجھ کر آپ کے سر پر بیٹھ جاتے تھے ، ارشادفرمایا رسول کریم شفیع عظیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ رب العزت اس بندے کی طرف برابر متوجہ رہتے ہیں لیکن جب بندہ نماز میں اِدہر اُدہر دیکھنے لگتا ہے تو اللہ تبارک و تعالی اس بندے سے اپنی توجہ ہٹا لیتے ہیں ۔

ایک موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے، آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهٗ (۱)۔ اگر اس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء و جوارح میں سکون اور ٹھہراؤ ہوتا۔

---

(۱)۔[رواہ مصنف عبدالرزاق للصعانی ج ۲/۲۶۷۔فتح الباری شرح البخاری لابن رجب کتاب الصلاۃ ج ۵/۱۷۹۔ قد افلح المؤمنون ۔۔۔الخ ۔روی أنہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی رافعا بصرہ إلی السما ءفلما نزلت رمی ببصرہ نحو مسجدہ وأنہ رأی رجلا یعبث بلحیتہ،فقال:لَوْ خَشَعَ قَلْبُ هٰذَا لَخَشَعَتْ جَوَارِحُهٗ ۔الترغیب۔ج ۱ ۔ص ۵۲۴ ۔ فی الھامش ۔ حلیۃ الأ ولیاء، ج ۱۵۔ص ۲۳۰ ۔سنن البیہقی الکبری : برقم: ۳۳۶۵ ۔ ج ۲۔ص ۲۶۵۔ تفسیر القرطبی، ج ۱۲،ص ۱۰۳]

مسجدِ نبوی میں رسول اکرمؐ تشریف فرما ہیں، ایک صحابی رسول خلاد بن رافعؓ تشریف لائے، انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا آپ نے جواب دیا پھر فرمایا: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ جاؤ دوبارہ نماز پڑھو، تم نے صحیح ڈھنگ سے نماز نہیں پڑھی، وہ صحابی گئے دوبارہ نماز ادا کی پھر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے، آپؐ نے پھر وہی فرمایا: اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ جاؤ پھر نماز صحیح طریقہ سے پڑھو، تین مرتبہ ایسا ہی ہوا، تیسری مرتبہ وہ صحابی رسولؐ کہنے لگے۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! مجھے اس سے اچھی نماز پڑھنا نہیں آتی، آپ ہی سکھلا دیجئے کہ میں نماز کیسے پڑھوں۔

آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا: جب تم نماز کا ارادہ کرو اچھی طرح سے وضو کرو، پھر قبلہ رخ ہو کر تکبیر کہو پھر قرآن کا جو حصہ تمہیں یاد ہو پڑھو، پھر رکوع کرو تمہارا یہ رکوع نہایت اطمینان سے ادا ہو، پھر جب سجدہ میں جاؤ تمہارا یہ سجدہ پورے سکون و اطمینان سے ہو، غرض ہر ہر رکن کو پورے اطمینان سے ادا کرو (۱)۔

تیسری قسم باطنی خشوع یہ ہے کہ جب آدمی تمام چیزوں کو چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کی توجہ نہ دوکان کی طرف ہو نہ تجارت اور مکان کی طرف ہو الغرض دنیا کی کسی بھی تعلق رکھنے والی چیز کی طرف نہ ہو۔

---

(۱)۔[رواہ البخاری، بَابُ وُجُوْبِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا۔رقم الحدیث: ۷۵۷ومسلم ج۱ ص۱۷۰]
(اور حدیث بالا میں مذکور صحابی رسول کا نام نامی خلاد بن رافعؓ ہے)

دل ودماغ اللہ رب العزت کے حضور سراپا توجہ بنا ہوا ہو پوری نماز میں یہ تصور ہو کہ میں شہنشاہِ کائنات احکم الحاکمین کے دربار میں کھڑا ہوا ہوں ، یہ بڑا نازک موقع ہے ۔

امام قرطبی المالکیؒ فرماتے ہیں حدیث شریف میں ارشاد فرمایا رسول کریم ﷺ نے '' ایک روز حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے اور سامنے آپ کے فرزند حضرت یوسف علیہ الصلاۃ و السلام جو چھوٹے بچے تھے سو رہے تھے کہ اچانک حضرت یوسف علیہ السلام کے خراٹے کی آواز سنائی دی ، حضرت یعقوب علیہ السلام نماز تہجد میں مشغول ہیں ،خراٹے کی آواز سن کر حضرت یعقوبؑ کی توجہ تھوڑی دیر کے لئے حضرت یوسفؑ کی طرف ہوگئی ، اسی طرح دوسری مرتبہ خراٹے کی آواز آئی، حضرت یعقوبؑ دوبارہ یوسفؑ کی طرف تھوڑی دیر کے لئے متوجہ ہوگئے ، پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا ۔

اللہ رب ذوالجلال کو حضرت یعقوبؑ کا عین نماز کی حالت میں حضرت یوسفؑ کی طرف توجہ فرمانا پسند نہ آیا ۔

فرمایا اللہ رب ذوالجلال نے اے فرشتو ! قسم ہے میرے عزت وجلال کی میں یعقوب کی ان دونوں آنکھوں کو بے نور کردونگا اندھا کر دونگا ، جن آنکھوں سے اس نے میرے غیر کی طرف توجہ کی ہے ، اور جس کی طرف توجہ کی یعنی یوسف کو مدتِ دراز تک یعقوب سے جدا کردونگا ۔

آخر یہی ہوا حضرت یوسف علیہ السلام چالیس سال تک حضرت یعقوب علیہ السلام سے دور کر دیئے گئے ، حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں حضرت یعقوب علیہ السلام اتنا روئے اتنا روئے کہ دونوں آنکھوں کی بصارت و بینائی چلی گئی ۔

ذرا تصور کیجئے ! کتنا نازک معاملہ ہے ،بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونا پھر وہاں کھڑے ہوکر دوسروں کی طرف توجہ کرنا ،اور ہماری نمازوں کا کیا حال ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَایَتَخَشَّعْ اس شخص کی نماز نماز نہیں جس کی نماز میں خشوع وخضوع نہ ہو(۱)۔

آپ علیہ الصلاۃ و السلام نے ارشاد فرمایا : یَاتِیْ عَلَی النَّاسِ زِمَانٌ یُصَلُّونَ وَ لَا یُصَلُّونَ (۲) ۔

قیامت کے قریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ لوگ نماز پڑھیں گے لیکن ان کی نمازیں خشوع و خضوع سے خالی وعاری ہونگی ۔

بس اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہماری نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا کرے ، اور اس کی ہمیں بالدوام کوشش کرنے کی توفیق دے۔

(آمین ثم آمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

☆☆☆

---

(۱)۔[رواہ الدیلمی عن ابی سعید الخدریؓ رقم الحدیث : ۷۹۳۵ ۔ ج ۵ ۔ص ۱۹۵]

(۲)۔[طبقات الحنابلۃ لابن ابی یعلی ، باب رسالۃ الصلوۃ ۔ ج ۱ ۔ ص ۱۴۱]

علاماتِ قہرالٰہی اوراسباب وعوامل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً مُوَافِیاً لِنِعَمِہٖ مُکَافِیاً لِمَزِیْدِہٖ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَعْدُ۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید،

فاَ عوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ وَ مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الأنفال کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" اے محمدؐ! اللہ تعالی اس امت پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں فرمائیں گے جب تک کہ آپ کا وجود باقی ہے ، اور جب تک یہ استغفار کی کثرت کرتی رہے گی ، عذاب میں مبتلا نہ ہوگی " ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالی نے اس امت کے لئے دو بشارتیں سنائی ہیں ، پہلی بشارت تو یہ ہے کہ جب تک نبی آخرالزماں محمد عربی ﷺ کا وجود بابرکت اس امت میں موجود ہے اللہ رب العزت اس امت

---

(۱)۔[سورۃ الأنفال : پ۹ ۔آیت/۳۳]

پر عذابِ الٰہی نازل نہ فرمائیں گے ، یہ امت حوادثات کا شکار نہیں ہوگی ۔

حضور اکرم ﷺ کو اس دنیا میں ہمیشہ ہمیش رہنا نہیں تھا ، اس لئے اللہ سبحانہٗ و تقدس امت کی حفاظت کیلئے دوسری بشارت دیتے ہیں ۔

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ، جب تک یہ امت توبہ و استغفار کی کثرت کرتی رہے گی اس پر بلائیں نازل نہ ہوگی ، اور حوادثات کا شکار نہیں ہوگی ۔

لیکن اگر ہم دورِ حاضر کا جائزہ لیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ آج اگر دنیا کے طول وعرض میں جو قوم قدم قدم پر حوادثات کی شکار ہے ، وہ مسلم قوم ہے وہ مسلمانوں کی جماعت ہے وجہ ظاہر ہے کہ توبہ و استغفار ہم سے چھوٹ گیا ہم برائیوں میں مبتلا ہو گئے ۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت علیؓ سے ایک حدیث اپنی کتاب جامع ترمذی میں نقل فرمائی ہے ، ارشاد فرمایا رسولِ کریم شفیع عظیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے

اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ جب میری امت پندرہ قسم کی برائیوں میں مبتلا ہو جائیگی تو سمجھ لینا کہ اب امت کی خیر نہیں ، آسمان سے تسلسل کے ساتھ بلاؤں اور مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہو جائیگا عذابِ الٰہی اور قہرِ خداوندی نازل ہونا شروع ہو جائیں گے ۔

حضرات صحابہؓ نے عرض کیا وَ مَا هُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اے اللہ کے رسول ﷺ وہ برائیاں کون کون سی ہیں ۔

رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: اِذَا کَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلاً (۱) جب مالِ غنیمت کو اپنا مال سمجھا جانے لگے ،حضور اکرمؐ کے زمانہ میں خلفائے راشدین و صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں جہاد کے ذریعہ مالِ غنیمت ملتا تھا اس زمانہ کی سب سے بڑی برائی مالِ غنیمت میں چوری کرنا تھا تو فرمایا جب قوم کے مال کو اپنا مال سمجھا جانے لگے ۔

و الأَمَانَةُ مَغْنِمًا (۲) ، جب امانت میں خیانت کرنے لگیں،دوسروں کے مال کو بے دھڑک خرچ کیا جانے لگے ، ذرا تصور کیجئے ، آج کون سا دور ہے باپ کو بیٹے پر اعتماد نہیں ،بیٹے کو باپ پر اعتماد نہیں ، بھائی کو بھائی پر اعتماد نہیں ، جب ایسا دور آجائے تو امت کی خیر نہیں ۔

وَ الزَّکوٰۃُ مَغْرِمًا(۳) جب زکواۃ دینا بھاری معلوم ہونے لگے، وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ (۴) وَ عَقَّ اُمَّهٗ (۵)وَ بَرَّصَدِیْقَهٗ(۶)وَ جَفَا اَبَاهٗ (۷) ، جب انسان اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے ، ماں کی نافرمانی کرنے لگے ، دوستوں کے ساتھ ہمدردی کرنے لگےاور باپ کے ساتھ سختی کرنے لگے ۔

وَ ارْتَفَعَتِ الاَصْوَاتُ فِیْ الْمَسَاجِدِ (۸) جب مسجدوں میں آوازیں بلند ہونے لگیں اور مساجد کی بے حرمتی ہونے لگے ۔

وَ کَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ (۹) ہاں جب قوم کا نمائندہ ، قوم کا لیڈر سربراہِ مملکت ، قوم کا ذلیل ترین انسان ہو ،علم و اخلاق کے اعتبار سے عقل و فضل کے اعتبار سے ، تو اس امت کی خیر نہیں ۔

جامع ترمذی کی روایت ہے، جب تمہارے درمیان تین باتیں پائی جائیں گی ، تو تمہارے لئے اس روئے زمین پر زندہ رہنا مرنے سے بہتر ہوگا ۔

ارشادفرمایا : اِذَا کَانَ اُمَرَاؤُکُمْ خِیَارَکُمْ جب تمہارے لیڈر تمہارے سربراہ تم میں سے عمدہ لوگ ہونگے ، وَ اَغْنِیَاءُکُمْ اَسْخِیَاءَ کُمْ تمہارے مالدار لوگ سخی وفیاض دل ہونگے ، وَ اُمُوْرُکُمْ شُوْرَیٰ بَیْنَکُمْ اورتمہارے آپس کے معاملات باہم مشورے کے ذریعہ سے ہوتے ہوں۔

اگر یہ تین چیزیں تمہارے اندر پائی جاتی ہیں فَظَھْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ مِنْ بَطْنِھَا تو زمین کے اوپر کا حصہ نیچے والے حصہ سے بہتر ہوگا ، تو اس دنیا میں جینا بہتر ہوگا مرنے سے ، یہ خیر کا دور ہوگا ۔

اس کے برخلاف جب تین چیزیں پائی جائیں تو اس روئے زمین پر زندہ رہنے سے مرنا بہتر ہوگا، وَ اِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمْ شِرَارَکُمْ جب تمہارے لیڈر قوم کے ذلیل ترین انسان ہوں ، وَ اَغْنِیَائُکُمْ بُخَلاءَ کُمْ،جب تمہارے مالدار بخیل انسان ہوں ، وَ اُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَاءِ کُمْ جب تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد کردیئے جائیں، تو ارشادفرمایا : فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ مِنْ ظَھْرِھَا،(۱) جب یہ تین باتیں پائی جائیں تو زمین کا نچلا حصہ اوپر والے حصہ سے بہتر ہوگا روئے زمین پر مرنا جینے سے بہتر ہوگا ، یہ شر کا دور ہوگا ۔

---

(۱)۔[رواہ الترمذی : باب مَتٰی یَکُوْنُ ظَھْرُ الْاَرْضِ خَیْراً مِنْ بَطْنِھَا ، وَ مَتٰی یَکُوْنُ شَراً ۔ رقم الحدیث:۲۲۶۶ ۔ و الترغیب والترھیب: ۲۵۹/۳ ۔ مشکوۃ الصابیح : ۴۵۹]

وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ (۱۰) جب ایسا دور آ جائے کہ آدمی کی عزت اس کے فتنہ اور شر سے بچنے کیلئے کیا جائیگا جھوٹی تعریفیں کی جائیں گی، تا کہ اس کے فتنہ سے حفاظت ہو جائے تو سمجھ لو کہ آسمانی بلائیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی وَ شُرِبَتْ الْخُمُوْرُ (۱۱) شراب عام ہو جائیگی وَ لُبِسَ الْحَرِيْرُ (۱۲) ، مردوں کو عورتوں کا لباس پسند ہونے لگے لگا عورتیں مردوں کا لباس زیب تن کریں گی ، ریشم کا لباس پہنا جانے لگے ۔

امام طبرانیؒ نے المُعْجَمُ الکبیر میں ۲۱۶۰۸ حدیثیں بیان فرمائی ہیں ان میں سے حدیث نمبر ۷۸۲۶ پر حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے نقل کی ہے ارشاد فرمایا محمد عربی ﷺ نے اَرْبَعٌ لُعِنُوْا فِیْ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ وَ اَمَّنَتْ عَلَيْهِمْ الْمَلَائِكَةُ چار انسان ایسے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالی ان پر دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتے ہیں اور فرشتے ان پر آمین کہتے ہیں۔

نمبر (۱)۔ رَجُلٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ ذَكَرًا وَ اَنَّثَ وَ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ وہ مرد جس کو اللہ نے مرد بنایا لیکن اس نے دنیا والوں کے سامنے اپنے آپ کو عورت کی شکل میں پیش کیا عورتوں کی مشابہت اختیار کر لی عورتوں جیسے لباس پہننے لگا۔

نمبر (۲)۔ وَ مَرْاَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ اُنْثٰى فَتَذَكَّرَتْ وَ تَشَبَّهَتْ بِالرِّجَالِ وہ عورت جس کو اللہ نے عورت بنایا اس نے مردوں کی مشابہت اختیار کر لی مردوں جیسے لباس پہن لیا ۔ نمبر (۳)۔ وَ رَجُلٌ يُؤْذِیْ الْاَعْمٰى اور وہ آدمی جو اندھے کو غلط راستہ بتلائے یا اس کو تکلیف پہنچائے ۔

نمبر(۴)۔ وَ رَجُلٌ حَصُوْرٌ چوتھا وہ آدمی جو باوجود نکاح کے قابل ہونے کے نکاح نہ کرے ، تجرد کی زندگی گذارے ، ان چاروں پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہوتی ہے اورفرشتے اس لعنت پر آمین کہتے ہیں (۱)۔

وَ اتُّخِذَتْ الْقِيَانُ (۱۳) وَ الْمَعَازِفُ (۱۴) جب ایسا دورآجائے کہ ناچنے والی رنڈیوں کے ناچ دیکھنے کا شوق پیدا ہوجائے،گانے باجے عام ہوجائیں۔

ولَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ اَوَّلَهَا (۱۵) کہ جب بعد کے لوگ پچھلے لوگوں کی برائیاں کرنے لگیں ،آج کے ماڈرن نام نہاد علماء صحابہؓ و اسلافِ امت پر کیچڑ اچھالنے لگیں ،جب یہ پندرہ قسم کی برائیاں امت میں عام ہوجائیں۔

فَلْيَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزلزلةً وَخَسْفًا وَمَسْخاًوَقذفاً.

تو تم انتظار کرو تیز وتند آندھی کا،زلزلوں کی تباہ کاریوں کا،تمہارے چہرے بگاڑ دیئے جائیں گے،تم زمین میں دھنسادیئے جاؤگے ، اورآسمان سے پتھروں کی بارشیں ہونگی،قہرِ الٰہی اورغضبِ الٰہی بلاؤں اورمصیبتوں کی شکل میں اس تسلسل سے نازل ہونگی جیسے تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جانے پر تسبیح کے دانے یکے بعد دیگرے نکلنے لگتے ہیں وَ آيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ (۲)۔

---

(۱)۔[رواہ الترغیب والترھیب ،أربعۃ لعوافی الدنیاوالآخرۃ۔رقم الحدیث:۵۔ج۳ص۱۰۵۔ورواہ الطبرانی من طریق علی بن یزیدالالھانی ، وفی الحدیث غرابۃ ۔المعجم الکبیرللطبرانی ، رقم الحدیث : ۷۸۲۶] ۔

(۲)۔ [رواہ الترمذی ، وقال حدیث غریب،بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلَامَةِ حُلُوْلِ الْمَسْخِ وَ الْخَسْفِ، رقم الحدیث: ۲۲۱۰ ۔ ۲۲۱۱]

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَ مُصِیْبَاتِھَا

بس دعا کیجئے رب کریم ان تمام برائیوں سے ہم سب کی پوری پوری حفاظت فرمائے اور توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁

[عَنْ اَبِی ھُرَیرَۃَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَاکَانَتْ اُمَرَاؤُکُمْ خِیَارَکُمْ وَ اَغْنِیَاؤُکُمْ سُمَحَاءَکُمْ وَ اُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَھْرُالْاَرْضِ خَیْرٌلَکُمْ مِنْ بَطْنِھَا،وَ اِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ شِرَارَکُمْ وَ اَغْنِیَاءُکُمْ بُخَلَاءَکُمْ وَ اُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَائِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَکُمْ مِنْ ظَھْرِھَا۔ الترمذی۔ابواب الفتن۔رقم الحدیث:۲۲۶۶]

[عَن علی بن ابی طالبؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِیْ خَمْسَ عَشْرَۃَ خَصْلَۃً حَلَّ بِھَا الْبَلَاءُ)) قِیْلَ : وَ مَا ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ : ((اِذَا کَانَ الْمَغْنَمُ دُوَلًا ، وَ الْاَمَانَۃُ مَغْنَماً، وَ الزَّکَاۃُ مَغْرَماً ، وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ زَوْجَتَہٗ وَ عَقَّ اُمَّہٗ ، وَ بَرَّ صَدِیْقَہٗ وَ جَفَا اَبَاہُ ، وَ ارْتَفَعَتْ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ ، وَ کَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَھُمْ ، وَ اُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ ، وَ شُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَ لُبِسَ الْحَرِیْرُ ، وَ اتُّخِذَتْ الْقِیَانُ وَ الْمَعَازِفُ ، و لَعَنَ آخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَوَّلَھَا ، فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحاً حَمْرَاءَ ، اَوْ خَسْفاً وَ مَسْخاً رواہ الترمذی۔کتاب الفتن۔رقم الحدیث:۲۲۱۰] ... [و فی روایۃ أخریٰ عن ابی ھُریرۃؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا ، وَ الاَمَانَۃُ مَغْنَماً ، وَ الزَّکَاۃُ مَغْرَماً ، وَ تُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ ، وَ اَطَاعَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَہٗ ، وَ عَقَّ اُمَّہٗ و اَدْنٰی صَدِیْقَہٗ وَ اَقْصٰی اَبَاہُ ، وَ ظَھَرَتْ الْأَصْوَاتُ فِیْ الْمَسَاجِدِ، وَ سَادَ الْقَبِیْلَۃَ فَاسِقُھُمْ ،وَ کَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَھُمْ ، وَ اُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَۃَ شَرِّہٖ ، وَ ظَھَرَتْ الْقَیْنَاتُ وَ الْمَعَازِفُ ، وَ شُرِبَتِ الْخُمُوْرُ ، وَ لَعَنَ آخِرُ ھٰذِہِ الْأُمَّۃِ اَوَّلَھَا فَلْیَرْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِکَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَ زَلْزَلَۃً وَ خَسْفاً وَ مَسْخاً وَ قَذْفاً ، وَ آیَاتٍ تَتَابَعَ کَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْکُہٗ فَتَتَابَعَ۔ رواہ الترمذی۔کتاب الفتن۔رقم الحدیث:۲۲۱۱]

اسلام میں پردہ کی اہمیت اور ضرورت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْآخَرِیْنَ وَ اَصْحَابِہِ الْکَامِلِیْنَ.

اَمابعد : قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ المجید و الفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ، ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الأحزاب کی ایک آیت ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے پیارے نبی ! آپ اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی چادریں گھونگھٹ کی طرح اپنے اوپر لٹکا لیا کریں تاکہ ان کی پہچان ہوجائے کہ یہ شریف زادیاں ہیں ، پھر انہیں ستانے کی کوئی ہمت نہ کرسکے گا ، اور اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا مہربان ہے '' ۔

واقعہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو اور حضورِ اکرم ﷺ کو منافقین

(۱)۔ [سورۃ الأحزاب :پ ۲۲ ۔آیت / ۵۹]

کی طرف سے ہمیشہ دو طرح کی تکلیفیں پہنچا کرتی تھیں ، ایک یہ کہ منافقین خواہ مخواہ مسلمانوں کو پریشان کرنے کے لئے جھوٹی خبریں ROMER پھیلایا کرتے تھے کہ فلاں لشکر مدینہ پر حملہ کرنے والا ہے ، اور فلاں لشکر مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے ، اس سے مسلمانوں اور آپ علیہ السلام کو پریشانی ہوتی تھی ،دوسری تکلیف منافقوں کی طرف سے مسلمانوں کو یہ پہنچتی تھی کہ منافق لوگ سرِ بازار بیٹھ کر مسلمانوں کی باندیوں کو چھیڑا کرتے تھے ، آوازیں کستے تھے ، اور کبھی کبھی باندی کے شبہ میں کسی مسلمان شریف اور آزاد عورت کو بھی ستاتے تھے ، جس کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچتی تھی تو اللہ سبحانہٗ وتعالی نے آیت کریمہ نازل فرمائی ۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ، ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (۱) ۔

اے پیارے نبی ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی ازواجِ مطہرات کو اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ جب وہ کسی خاص ضرورت سے گھر کی چہار دیواری سے نکلیں تو اپنے اوپر ایک بڑی سی چادر ڈال لیں تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ یہ شریف زادیاں ہیں ، پھر ان کو کوئی چھیڑنے کی ہمت نہیں کرے گا ۔

---

(۱)۔[سورۃ الأحزاب: پ۲۲۔آیت: ۵۹] قال ابن عباسؓ: أمر الله نساء المؤمنين اذا خرجن من بيوتهن في حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤوسهن بالجلابيب و يبدين عيناً واحدةً۔(تفسیر ابن کثیر)]

اسلام میں پردہ باختلافِ روایت ۳ھ یا ۵ھ میں فرض ہوا ، قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے پردہ کے متعلق سات آیاتِ کریمہ نازل فرمائی ہیں ، چار آیتیں سورۃ الأحزاب میں اور تین آیتیں سورۃ النور میں، اور حضور اکرم ﷺ کی ستر احادیث شریفہ پردہ سے متعلق آئی ہیں ۔

اسلام نے مسلمان عورتوں کو نامحرم مردوں سے (جن سے کسی بھی وقت نکاح ہو سکتا ہے) پردہ کرنے کو ضروری قرار دیا ہے ۔

حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کون مقدس ہوسکتا ہے ، ساری امت کی عورتیں آپ کی روحانی بیٹیاں ہیں اور آپ معصوم عن الخطا ہیں ، گناہ کا تصور و خیال تو کیا ، وسوسہ بھی آپؐ کے دماغ مبارک میں نہیں آ سکتا ، لیکن آپ علیہ السلام کے متعلق حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہیں ، کہ ایک عورت کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں کوئی خط پیش کرنا تھا تو پردہ کے پیچھے سے پیش کیا ۔

حضور پُرنور علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے متعلق قرآن نے اعلان کیا ، وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ حضور ﷺ کی ساری ازواج مطہرات امت کے سارے مردوں اور عورتوں کی مائیں ہیں ۔

اس کے باوجود قرآنِ کریم نے انہیں بھی صاف حکم سنایا : وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى ، اپنے اپنے گھروں میں رہیں اگر کسی ضرورت کی وجہ سے باہر نکلنا پڑے تو قدیم زمانے کی طرح

بے پردہ بن سنور کر نہ نکلیں ۔

ارشاد فرمایا اے مسلمانو ! اگر تمہیں آپ علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے کوئی سامان لینا ہے ، یا کوئی چیز مانگنی ہے تو قرآن کہتا ہے، فَاِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَاب ، تو پردہ کی رعایت کرتے ہوئے پردہ کے پیچھے سے مانگو ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہؓ دربارِ رسولِ اکرمؐ میں حاضر تھیں دروازہ کی کنڈی بجی ،آپ نے دریافت فرمایا ،کون ہے؟ جواب آیا کہ عبداللہ بن مکتوم حاضری کی اجازت چاہتا ہے،حضرت عبداللہ بن مکتوم مسجد نبوی کے دوسرے موذن ہیں اور آپ نابینا تھے ، آپ علیہ السلام نے حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ سے فرمایا کہ پردہ کرلو ، حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا ، یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ! اے اللہ کے حبیب ،کیا عبداللہ بن مکتوم نابینا اور اندھے نہیں؟ جب یہ اندھے ہیں تو پھر ہمیں کیسے دیکھ سکیں گے؟ رسولِ رحمت نے ارشاد فرمایا ، بے شک وہ نابینا ہیں تمہیں نہیں دیکھ سکیں گے،لیکن تم تو اندھی نہیں ہو ،کیا تم ان کو نہیں دیکھ سکتیں ؟(۱) ۔

---

(۱)۔[عَن نَبهان مولی أم سلمةؓ: أنه حَدّثَهُ : أنّ أمّ سلمةؓ حَدّثَتْهُ : أنّها كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ مَيْمُوْنَةؓ ، قَالَتْ : فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ أقْبَلَ اِبْنُ أمّ مَكْتُوْم ، فَدَخل عَلَيْهِ وَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِحْتَجِبَا مِنْهُ ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَلَيْسَ هُوَ أعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا ، وَ لَا يَعْرِفُنَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَفَعَمْيَاوَانِ أنْتُمَا ، أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ ؟))

رواہ الترمذی ۔ ابواب الأدب۔ رقم الحدیث :۲۸۷۸]

یاد رکھئے جس طرح نامحرم مرد کو نامحرم عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے ، اسی طرح نامحرم عورت کو نامحرم مرد کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی مبارک مجلس تھی آپ نے موجود تمام صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا : اَیُّ شَیءٍ خَیْرٌ لِلْمَرْأَةِ ؟ عورت کے لئے کیا چیز بہتر ہے تمام صحابہ کرامؓ خاموش رہے ، نبی کریم ﷺ نے بھی خاموشی اختیار فرمائی ، حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجلس کے بعد میں گھر پہنچا، تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا ، اَیُّ شَیءٍ خَیْرٌ لِلْمَرْأَةِ ؟ عورت کے لئے سب سے بہتر اور عمدہ چیز کیا ہے ، عورت کا بہترین زیور کیا ہے ؟ قربان جایئے حضرت فاطمہؓ کے جواب پر ،حضرت فاطمہؓ نے جواب دیا ، لَا یَرَیْنَ الرِّجَالَ وَ لَا یَرَوْنَهُنَّ عورتوں کا سب سے بہترین زیور یہ ہے ، کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد ان کو دیکھیں ۔

حضرت علی مرتضیٰؓ ارشاد فرماتے ہیں ،کہ میں نے رسولِ رحمت ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمہؓ کا یہ جواب نقل کیا تو حضور ختمی مرتبت ﷺ نے سن کر بے انتہا خوشی کا اظہار فرمایا ، اور فرمایا صَدَقَتْ اِنَّهَا بُضْعَةٌ مِنِّیْ ، فاطمہ تو میری لختِ جگر ہے اس نے بالکل سچ کہا (۱)۔

حضرت فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنھا جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں ، ان کی زندگی کے حالات امت کی ماؤں اور بہنوں کے لئے نمونہ ہیں ۔

---

(۱)۔[معارف القرآن : تصنیف حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ۔ جلد ہفتم / صفحہ ۲۱۶]

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ پردہ کا اتنا پاس و لحاظ فرمایا کرتی تھیں کہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنا جنازہ تیار کرلیا تھا، حضور علیہ السلام کے دور میں میت کو لے جانے کے لئے صرف ایک تختہ ہوتا تھا ، اس پر میت کو رکھ کر قبرستان لے جاتے تھے ، حضرت فاطمہؓ نے اپنے جنازہ کے اوپر کھجور کی ٹہنی کی مدد سے ایک گول محراب بنا کر اس تختہ کو ڈھک دیا ، جیسا کہ آج کل ہمارے یہاں کا جنازہ ہوتا ہے ، تا کہ فاطمہؓ کے مرنے کے بعد بھی کسی اجنبی مرد کی نظر بدن پر تو کیا بدن کی ساخت پر بھی نہ پڑے۔

پھر آپ نے وصیت فرمائی کہ میری میت جب قبر میں اتاری جائے تو قبر کے چاروں طرف چادر تان دی جائے تا کہ وہاں بھی پردہ کی مکمل پابندی ہو(۱)۔

اس کے برخلاف آج ہماری ماؤں اور بہنوں کا کیا حال ہے ، ہر شخص بخوبی جانتا ہے ہماری بہو بیٹیاں اسلامی پردہ کی کتنی پابندی کرتی ہیں ، مسلمان عورتوں نے آج بے پردہ بازار میں پھرنا ، نامحرموں کے سامنے اپنے بدن کی نمائش کرنا ، بن ٹھن کر پارکوں میں گھومنا شیوہ بنالیا ہے اور آج ہماری غفلت اور لاپرواہی کی وجہ ہے کہ آج ہماری معصوم بچیاں ایسے اسکول اور کالج میں پڑھتی ہیں جن کا یونیفارم گھٹنے تک ہے ، سر پر دوپٹہ اور اوڑھنی کا تو کیا، کہنا سینہ کا دوپٹہ بھی غائب ہوگیا پھر اس پر یہ کہ ایسے ایسے باریک وخستہ کپڑے پہن کر نکلنا جس سے پورا بدن چیخ چیخ کر گناہ کی دعوت دیتا ہو، مسلمانو !

---

(۱)۔ [بحوالہ نِسَاءٌ فِيْ ظِلِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ : ص ۳۴۸ ـ ۳۴۹]

کیا تمہیں اللہ کے رسول کا یہ فرمان نہیں پہونچا ، نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ (۱) قیامت کے قریب ایک زمانہ ایسا آئیگا ، عورتیں ایسے باریک کپڑے زیب تن کریں گی جن سے ان کا کپڑا پہننا اور نہ پہننا دونوں برابر ہوگا ،دوسروں کو گناہ کی طرف مائل کرنے والی ہونگی،اور خود بھی گناہ کی طرف مائل ہونگی، ایسی عورتوں کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی ۔

مسلمانو ! ذرا غور کرو کیا ہم اپنی بہن بیٹیوں کو ، بیوی بچوں کو جہنم بھیجنے کی تیاری نہیں کررہے ہیں۔

ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (۲) تم سب کے سب نگراں ہو ، تمہارے گھر والوں کے بارے میں تمہارے ماتحتوں کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا ، میدانِ محشر میں یہ ہماری بیویاں اور ہماری بیٹیاں گریبان پکڑ کے ہم سے سوال کریں گی یہ میرا باپ تھا ، یہ میرا بھائی تھا ، یہ سارے گھر کا بڑا تھا ،اس کے سامنے ہم نے سب کچھ کیا لیکن اس نے ہمیں نہیں روکا ، یاد رکھو ، خوب یاد رکھو ۔

الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ (۳) عورت چھپانے کی

---

(۱)۔[نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا، صحیح مسلم ، باب جهنم اعاذنا الله منها ، ۱۹۰/۱۷ بشرح النووی]۔

(۲)۔[رواه البخاری ، وهو بعض الحديث ، باب الجمعة فی القریٰ و المدن ،رقم الحديث : ۸۹۳] ۔

(۳)۔[رواه الطبرانی فی الأوسط ورجاله رجال الصحیح بحواله الترغیب،ج ۱ص ۲۲۶ ۔و رواه الترمذی ،بحواله معارف الحديث،کتاب المعاشرة والمعاملات ، رقم الحديث : ۳۱۸ ج ۶/ص ۳۲۶ ۔ مختصر تفسیر ابن کثیر ۔ لمحمد علی الصابونی ۔ المجلد الثالث ۔ص ۴۸۲]

چیز ہے جب یہ باہر نکلتی ہے شیطان اس کو برائی پھیلانے کا ذریعہ بنالیتا ہے ، ابھی وقت ہے سنبھل جاؤ ، اپنی عورتوں کو لگام دو ، اور کان کھول کر سن لو ، حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ، جس قوم کی عورتوں میں بے حیائی اور فحاشی اور بے پردگی عام ہو جائے ، وہ قوم تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ، اس کا تباہ ہونا یقینی اور لازمی ہے ۔

اللہ رب العزت ہم سب کی حفاظت فرمائے اور ہماری عورتوں میں اسلامی پردہ کو دوبارہ زندہ فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، وَ تُبْ عَلَیْنَا یَا مَوْلَانَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ، وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

❁ ❁ ❁

بے پردگی سے متعلق اکبر الہ آبادی کی رباعی ملاحظہ ہو:۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں ۔ اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا ۔ کہنے لگیں کہ عقل پر مردوں کے پڑ گیا

سن ہجری کا تیسرا مہینہ '' ربیع الاول ''

دعائے خلیل ونوید مسیحا ﷺ

سیرت مصطفیٰ درس ہے زندگی کیلئے

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی اَھْلِھَا ۔

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُوْ اللّٰہَ وَ الْیَوْمَ الْآخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْراً ﴾ ۔ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرینِ کرام ! اس وقت میں نے سورۃ الاحزاب کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' جولوگ اللہ سے ملاقات پر یقین رکھتے ہیں اور یومِ آخرت کی فکر رکھتے ہیں اور اللہ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے '' ۔

حاضرین کرام ! حضرت عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اس روئے زمین پر نبی بنا کر مبعوث کئے گئے ، مورخین کے مطابق ۳۳ سال کی عمر میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اللہ رب العزت کی قدرت سے آسمان پر اٹھالئے گئے ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان میں اٹھائے جانے کے بعد پونے چھ سو سال کی طویل مدت میں پوری دنیا کفر وضلالت اور ظلم و جہالت

(۱)۔ [سورۃ الأحزاب :پ ۸۲ / آیت ۲۱]

کی تاریکیوں میں ڈوب چکی تھی ۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام کی مقدس و منور تعلیمات انسانوں کے ذہن و دماغ سے مٹ چکی تھی ، اور ان کی مقدس تعلیمات کی جگہ شرک و بدعت ، الحاد و بے دینی اور رسوم و رواج نے لے لی تھی ۔

یہودیوں نے حضرت موسیٰؑ کی تعلیم کو ٹھکرا دیا تھا یہودیوں کے پیغمبر حضرت عزیر علیہ السلام نے توریت کو بغیر دیکھے دوبارہ لکھ دیا تو اس معجزہ کی وجہ سے یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ یعنی اللہ کا بیٹا کہنے لگے تھے ، عام عیسائی حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے ، تو عرب کے عیسائی ایک ہاتھ آگے بڑھ کر حضرت مریم کو اللہ کی بیوی اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔

قوم یہود کے علماء و مشائخ لوگوں سے پیسہ لے کر اللہ کی مقدس کتاب توریت کے احکام بدل دیتے تھے گویا اللہ کی نافرمانی اور اللہ کی سرکشی قوم یہود کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی ، اسی وجہ سے یہودیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سانپ اور سانپ کا بچہ کہتے تھے ۔

ذرا تصور کیجئے جس قوم کو اللہ کا نبی سانپ اور سانپ کا بچہ کہے، وہ قوم اللہ کی کتنی نافرمان ہوگی ، اس کی بربادی میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

آتش پرست مجوسی آگ اور سورج کو اپنا خالق و مالک سمجھتے تھے ، اور اپنی سگی بہن اور بیٹی سے شادی کو جائز سمجھتے تھے ۔

قوم عرب جو اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کہتی تھی ان کا یہ حال تھا کہ روئے زمین کی وہ کون سی برائی تھی جو ان میں نہیں تھی ، وہ خانۂ خدا جس کی تعمیر خدائے واحد کی عبادت کے لئے کی گئی تھی ، تین سو ساٹھ بتوں کا مسکن بن گیا تھا ۔

کسی کا نام عزیٰ تھا کسی کو لات کہتے تھے
ہبل نامی بڑے بت کو بتوں کا باپ کہتے تھے

کوئی عزیٰ نامی بت کی پوجا میں مصروف ، تو کوئی لات نامی بت کی عبادت میں غرق ، شراب و جوا ان کی عادت بن گئی تھی ، چوری اور ڈاکہ زنی ان کا شیوہ بن گیا تھا ، قتل و غارت گری ان کا شعار بن گیا تھا ، ظلم و ستم بہادری کی علامت بن گئی تھی ، عورت کو جینے کا حق نہیں تھا ، بچی پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے تا کہ کوئی ان کا داماد نہ بنے ، داماد بن جانا ان کے لئے کلنگ تھا ، وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ (۱) حیوانیت کا ایسا ننگا ناچ ہو رہا تھا کہ آسمان بھی شرمانے پر مجبور ہو جاتا تھا ۔

آخر کار اللہ رب کریم کو انسانیت پر رحم آ گیا خاندانِ قریش میں حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کی زوجہ محترمہ حضرت آمنہ کے یہاں امید بر آتی ہے ، اللہ کا حبیب و محبوب نبی آخر الزماں حضرت آمنہ کے پیٹ میں مرحلۂ تخلیق سے گذر ہی رہے ہیں کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ، کیا پتہ تھا کہ وہ ذاتِ اقدس

---

(۱)۔[سورۃ النحل پ ۱۴ ۔ آیت/ ۵۸]

جوآگے چل کر یتیموں کا سہارا ،غموں کا مداوا اور بیواؤں اور مسکینوں کی دوا بننے والا تھا ، آج وہ خود یتیم ہوگیا ،آپ کے والد حضرت عبداللہ وقتِ موعود پر اللہ کے دربار میں طلب کر لئے گئے۔

وہ شام کیا شامِ دلنواز تھی جو اس صبح کے آمد کی خبر دے رہی تھی جس میں نبیوں کا امام ، رسولوں کا سرتاج پیدا ہونے والا تھا ، وہ صبح کیسی جانفزا صبح تھی جو نویدِ بہار لے کر آئی کہ غریبوں کا والی، یتیموں کا مولیٰ، ہادیوں کا ہادی ،روشنی کا پیغمبر ،ظلمتوں کا پردہ دریعنی حضرت خاتم الانبیاء حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہو چکے ہیں ، وہ رسولِ محترم جس کی دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے یوں مانگی ، رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَ یُزَکِّیْهِمْ (۱)

جس رسولِ محترم کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ روح اللہ نے یوں دی تھی ، وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَاتِیْ مِنْ بَعْدِهِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ(۲)اس وقت کو یاد کرو جب حضرت عیسیٰ ابنِ مریم نے بنی اسرائیل سے یوں کہا ، اے بنی اسرائیل میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوکر آیا ہوں ، میں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اس کا نام نامی احمد ہوگا ۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ: پ۱۔آیت/۱۲۹]۔(۲)۔[سورۃ الصف : پ۲۸ ۔آیت ٦]

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا ۔۔ دعائے خلیل ونویدِ مسیحا

موسم بہار تھا ربیع الاول کی ۸ یا ۱۲ تاریخ تھی اپریل کا مہینہ اور پیر کا دن تھا صبحِ صادق کے چار بج کر بیس منٹ ہوئے تھے کہ اس زندگانی نے اس کائنات میں آنکھیں کھولیں ، جس کی زندگی کے بارے میں قرآن یوں کہتا ہے ، لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱) کہ تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے ، اس رسولِ امی نے آنکھیں کھولیں جس کی بارے میں حدیث قدسی نے کہا ، لَوْلَاکَ لَمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اگر محمد کی پیدائش مقصود نہ ہوتی تو کائنات کو بھی پیدا کرنے کی ضرورت نہ تھی ، اس نبی مرسل نے آنکھیں کھولیں جس کے بارے میں عرش سے منادی کرائی جارہی ہے وَ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ (۳) کہ ہم نے سارے عالم کے لئے تمہیں رحمت بنا کر بھیجا ہے، جس کے اخلاق و عادات کی قرآن گواہی دیتا ہے اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِيْمٍ (۴) آپ کے اخلاق بہت ہی اعلی ہیں آپ کی پیدائش گویا اس بات کا اعلان تھی کہ اب کفر وشرک کی سیاہی کافور ہونے والی ہے ظلمتوں کا سیاہ دور اپنی موت آپ مرنے والا ہے، دنیا نورِ الٰہی سے جگمگانے والی ہے ،موسمِ خزاں رخصت ہوا چاہتا ہے موسمِ بہار کی آمد آمد ہے ۔ آپ علیہ السلام ایسے وقت میں دنیا میں تشریف لا رہے ہیں جہاں ہر طرف

---

(۱)۔[سورۃ الأحزاب: پ۲۱ ۔آیت :۲۱] ۔(۲)۔[قال القاری فی الموضوعات الکبیر: هٰذَا حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ لٰكِنَّ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ، حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ سے فرمایا: کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو نہ پیدا کرتا ۔بحوالہ نشر الطیب ،ص ۹۔حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا]
(۳)۔[سورۃ الأنبیاء : پ۱۷۔آیت: ۱۰۷]۔(۴)۔[سورۃ القلم : پ۲۹ ۔آیت ۴]

تاریکی ہی تاریکی ہے ، انسان انسان کے خون کا پیاسا ہے ، آپ ﷺ ایسے حالات میں آنکھ کھول رہے ہیں جہاں جہالت خود اپنے آپ سے شرماتی ہے ، یہی وجہ ہے کہ حضرات علمائے کرام اس کو دورِ جہالت نہیں بلکہ مبالغہ کے ساتھ دورِ جاہلیت قرار دیتے ہیں ۔

گویا حضور سرورِ کائنات ﷺ کو اس بگڑی ہوئی انسانیت کو سیدھے راستے پر لانا تھا ، کسی انسان کو بگاڑنا آسان ہے لیکن بگڑے ہوئے انسان کو انسان بنانا بڑا مشکل کام ہے ، ذرا تصور کیجئے کتنا بڑا مشکل کام تھا ۔

آپ ابھی بچے ہیں بچپن کی عمر کھیل کود کی ہوا کرتی ہے لیکن تاریخ کے اوراق اٹھا کر دیکھئے آپ بچپن کی حالت میں بھی کھیل کود سے دور ہیں ، ایک طرف خاموش بیٹھے سوچ بچار ، غور و فکر میں مصروف ہیں ۔

آپ جب جوان ہوتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ پوری انسانیت اپنے خالق سے کٹ کر مخلوق کی عبادت میں مصروف ہے ، چاروں طرف حیوانیت کا ننگا ناچ ہو رہا ہے ، آپ ﷺ اس گندے ماحول کو چھوڑ کر مکہ سے دور غارِ حرا میں یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے ہیں ۔

ماہِ ربیع الاول کی ۸ تاریخ تھی اور پیر کا دن تھا ، جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ کو اللہ رب العزت نے باقاعدہ نبوت کا عظیم تاج عنایت فرمایا ، اب آپ کو کھل کر میدان میں آنا تھا ، حق و باطل میں امتیاز کرنا تھا ، جو مخلوق کی عبادت میں مصروف تھے ان کو خالق سے جوڑنا تھا ۔

وحیِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں پر اسلام کو پیش کرنے کا حکم ہوتا ہے ۔

اب وقت آچکا تھا کہ خدائے واحد کی وحدانیت کا علی الاعلان ڈنکا بجایا جائے، مکہ مکرمہ میں ایک خاص عادت تھی جس کو بھی کوئی اہم اور ضروری بات کہنی ہوتی وہ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوکر سفید چادر ہلاتا تھا ، لوگ سفید چادر کو دیکھ کر جمع ہوجاتے تھے اسی عادت کے مطابق حضور سید الانبیاء علیہ السلام کوہِ صفا پر تشریف لے گئے ، آپ نے اپنی سفید چادر کو ہلانا شروع کیا ، مکہ والوں نے دیکھا آج وہ ہاتھ چادر ہلا رہا ہے جس کی امانت و دیانت کی قسمیں کھائی جاتی ہیں، سارے لوگ جوق در جوق جمع ہو گئے ۔

اب سارا مجمع حضور پُرنور کی حسین وجمیل صورت کو تک رہا ہے ، آج مکہ کی پوری دنیا اس انتظار میں ہے کہ نہ جانے محمد عربی کی زبانِ فیض ترجمان سے کیسے پھول نکلیں گے سارا مجمع گوش برآواز ہے ،یکا یک لبہائے نبوت میں جنبش ہوتی ہے اللہ کا مقدس رسول مکہ کے رہنے والوں سے دریافت کرتا ہے ، اے اہلِ مکہ ! هَلْ وَجَدْتُمُوْنِیْ صَادِقًا اَمْ کَاذِبًا ، اے اہل مکہ میں نے اپنی زندگی کے چالیس سال تمہارے درمیان گزارے ہیں ، تم نے مجھے خلوت میں آزمایا ،جلوت میں آزمایا ، انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی بھی تم نے دیکھی تم نے خوشیوں میں بھی مجھے دیکھا اور غموں میں بھی دیکھا ، میری ساری زندگی تمھارے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح ہے ، هَلْ وَجَدْتُمُوْنِیْ صَادِقًا

اَمْ کَاذِبًا حاضرین نے کہا : اے عبداللہ کے یتیم اور آمنہ کے لال ہم نے تجھے بار بار آزمایا اور جب بھی آزمایا مَا رَأَیْنَا فِیْکَ اِلَّا صِدْقًا لیکن آپ میں ہمیں سچائی کے سوا کچھ نہیں ملا ، آپ صادق ہیں آپ امین ہیں ، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اب فرمایا : فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ، تو یہ سمجھو کہ میں تم کو ایک سخت عذاب سے ڈرانے اور آگاہ کرنے آیا ہوں جو بالکل تمہارے ہاتھوں کے سامنے ہے ، یہ سنتے ہی مجمع پر خاموشی چھا گئی ، لیکن ابولہب نے کہا : تَبًّا لَکَ لِسَائِرِ الْیَوْمِ أَ لِھٰذَا جَمَعْتَنَا ، سارے دن تمہارے لئے تباہی و بربادی ہو ، صرف یہی کہنے کیلئے تم نے ہمیں بلایا تھا (۱)۔

کتنا عجیب سانحہ ہے کہ چالیس سال تک جس شخصیت سے بے انتہا محبت تھی اسی کی اتنی سخت مخالفت کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دعوتِ اسلام کا برملا اور بلاخوف وخطر اعلان کرنا شروع کیا ، اور ان کے معبودانِ باطل کی مذمت کرنی شروع کی تو یہ بات ان کو بہت بری لگی ، اور وہ سب آپ کی مخالفت پر کمربستہ اور متحد ہوگئے ، دشمنی اور ایذا رسانیوں کا آغاز ہوگیا ،

---

(۱)۔[عَن بنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ عَلَی الصَّفَا فَنَادیٰ یَا صَبَاحَاہُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَیْہِ قُرَیْشٌ فَقَالَ : اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ،أَرَأَیْتُمْ لَوْ أَنِّیْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ مُمَسِّیْکُمْ أَوْ مُصَبِّحَکُمْ أَ کُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِیْ ، فَقَالَ اَبُوْ لَھَبٍ : أَ لِھٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَکَ ۔ رواہ الترمذی : ج ۲/۱۷۴ ۔ صحیح البخاری ۔رقم الحدیث :۴۹۷۱۔۴۹۷۲۔ السنن الکبری ۔رقم الحدیث: ۱۱۷۱۴۔ ج ۶،ص ۵۲۶۔تفسیر القرطبی ۔ج ۱۴۔۳۱۲]

ایک دوسرے کو آپ کی مخالفت اور دشمنی پر آمادہ کرتے ، اس طرح قریش کے ہاتھوں مسلمانوں پر مظالم بڑھتے گئے تا آنکہ آپ کو وطنِ عزیز سے ہجرت کرنے پر مجبور ہونا پڑا ۔

مگر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم صبر اور استقامت کے پہاڑ تھے آپ کی ثابت قدمی کی یہ حالت تھی کہ آپ ان تمام آلام ومصائب اور تکلیفوں کو سہتے مگر نیکی کے راستے کو نہ چھوڑتے تھے جو آپ کا اصلی کام اور مشن اور اولین مقصد تھا ۔

اللہ رب العزت ہم سب کو آپ ﷺ کی پوری زندگی سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے ۔

سچ ہے ..... سیرتِ مصطفیٰ درس ہے زندگی کیلئے ۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

☆☆☆

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁

ہمارے رسول ﷺ ایک بین الاقوامی پیغمبر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ صَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ ۔

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ قُلْ یا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الاعراف کی ایک آیت کریمہ کا حصہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی ارشاد فرما رہے ہیں ’’ اے پیارے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو ! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں ،، ۔

حضرات مفسرین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سب سے بڑی اور سب سے عظیم و جلیل خصوصیت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو سارے عالم کی طرف ہادی و رسول بنا کر بھیجا ۔

جس طرح اللہ رب الجلال رب العالمین ہیں ، اسی طرح خدا کا یہ مقدس ومحترم رسول رحمۃ للعالمین ہے ، سارے عالم کیلئے رحمت ہے۔

---

(۱)۔[سورۃ الاعراف :پ ۹ ؍آیت ۱۵۸] .

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے انبیاء و رسل اس کائنات میں تشریف لائے ، کوئی کسی قوم کا نبی بنکر آیا ، کوئی کسی علاقہ و خطہ کا نبی بنکر آیا ۔

حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو رسول اکرم ﷺ کے بعد سب سے بڑے نبی اور صاحبِ شریعت ہیں ان کے لئے بھی قرآن نے یہ کہہ دیا ۔ ''وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسیٰ بِاٰیٰتِنَا اِلیٰ فِرْعُوْنَ وَ مَلَاْئِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْن''۔(۱)

تحقیق کہ ہم نے حضرت موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کی فوج کی طرف بھیجا ، پس موسیٰؑ نے اعلان کیا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں ۔

لیکن حضور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ و السلام کیلئے ارشاد فرمایا گیا ''وَ مَا أَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّۃً لِلنَّاسِ(۲) ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے ۔

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اَنَا نَبِیُّ الأَنْبِیَاءِ میں تمام انبیاء کا بھی نبی ہوں ، آپ کی نبوت و رسالت ایسی مسلّم تھی کہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کو نبی محسوس کرتا تھا ، احادیث کے ذخیرہ میں ایسے بے شمار واقعات محفوظ ہیں ۔

---

(۱)۔[سورۃ الزخرف : پ۲۵ آیت ۴۶] (۲)۔[سورۃ السبا : پ۲۲ آیت ۲۸]
سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے خَلق میں اور خُلق میں ۔۔انبیاء میں سب سے اکمل آپ کا علم و کرم

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ ارشاد فرماتے ہیں : مَا اسْتَقْبَلَهُ شَجَرٌ وَ لَا حَجَرٌ وَ لَا مَدَرٌ اِلَّا قَالَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ(۱) جب بھی آپ کسی درخت و شجر پر یا اینٹ و پتھر پر گذرتے تو وہ بے جان پتھر اور درخت آپ کی نبوت محسوس کر کے بول اٹھتے تھے ، اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اے اللہ کے مقدس نبی آپ پر درود وسلام ہو ۔

حضرت سیدنا علی مرتضیٰؓ ارشاد فرماتے ہیں : سردی کا موسم تھا کڑاکے کی سردی پڑ رہی تھی میں بھوک سے بے تاب ہو کر گھر سے باہر نکل آیا کہ اچانک حضور خاتم الأنبیاء بھی تشریف لے آئے آپ نے فرمایا اے علی ! اس سخت سردی میں کیا کر رہے ہو ؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ، یا رسول اللہ ! بھوک سے بیقرار ہوں ، آپ نے فرمایا ، مجھے بھی بھوک نے نکالا ہے ، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم تھوڑی دور ہی گئے ہونگے کہ دیکھا کہ چند صحابہؓ بیٹھے ہیں ، رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت کیا یہاں اس وقت کیا کر رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا ہم بھوک سے بدحال ہیں ، رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے فرمایا: يَا عَلِی اِذْهَبْ اِلٰی هٰذِهِ النَّخْلَةِ وَ قُلْ لَهَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَأْمُرُکِ أَنْ تُطْعِمِيْنَا(۲) اے علی ! اس کھجور کے درخت کے پاس جاؤ اور اس درخت سے کہو کہ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ ہمیں کھجور کھلاؤ ۔

---

(۱)۔[یہ روایت دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم بطریق موسیٰ ابن عقبہ سے مروی ہے ، الخصائص الکبری : ج ۱۔ص ۹۳۔ و فی روایة أخری ۔ عن علیؓ قَالَ: کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ بِمَکَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَ لَا شَجَرٌ اِلَّا هُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، رواه الترمذی باب رقم الحدیث: ۳۶۲۶]

(۲)۔[المستدرک علی الصحیحین ج ۳۔ص ۳۲]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کھجوروں کا موسم نہیں پھر سردی میں کھجور کہاں ، پھر بھی اللہ کے رسول ﷺ کا حکم تھا میں اس درخت کو نبی آخرالزماں کا حکم سنایا، حکم سنانا تھا کہ کھجور کے پتوں سے تازہ کھجوریں گرنے لگیں ۔

ذرا تصور کیجئے ۔ہم سے تو کھجور کا درخت اچھا تھا جو اللہ کے رسول کی بات مانتا تھا ، حضرت علیؓ فرماتے ہیں ، میری جھولی بھر گئی ، میں نے اور رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بے موسم کی کھجوریں کھائیں ، اور کھا کر کچھ بچ گئیں تو حضور نے فرمایا : اے علی ! میری لختِ جگر فاطمہ کو بھی دے آؤ وہ بھی کئی دن سے بھوکی ہے ۔

مسجد نبوی کے صحن میں صحابہ کرامؓ کے جلو میں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں ، کہ ایک دہقانی گاؤں کا رہنے والا بدّو آپ کی خدمت میں آیا اور بڑی بدتمیزی سے کہنے لگا ، أَنْتَ الَّذِیْ تَقُوْلُ مَا تَقُوْلُ تو ہی ہے نبوت کا دعویٰ کرنے والا ، رسولِ اکرم ﷺ نے نہایت متانت سے جواب دیا ، نَعَمْ أَنَا رَسُوْلٌ اِلَیْکَ وَ اِلَی النَّاسِ جَمِیْعاً ، ہاں میں تیرے اور سارے انسانوں کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں ۔

اس بدّو نے جوں ہی رسول اکرم کے الفاظ سنے آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا لَقَتَلْتُ شَرَّ قَتْلَةٍ(۱) میرا بس چلتا تو میں تجھ کو بری طرح قتل کر دیتا ۔

---

(۱)۔[البداية و النهاية: حَدِيْثُ الْضَبِّ عَلَى مَا فِيْهِ مِنَ النَّكَارَةِ وَ الْغَرَابَةِ ۔ج ۶ ۔ص ۱۹۴ ۔ المعجم الصغير للطبرانی ۔ج ۲ ۔ص ۱۵۴ ۔ المعجم الأوسط للطبرانی ۔ج ۶ ۔۱۲۷۔]

یہ الفاظ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے تلوار نیام سے باہر نکالی اور فرمایا : یَا رَسُولَ اللّٰہِ دَعْنِیْ اَضْرِبُ عُنُقَہٗ ، اگر اجازت ہو تو اس گستاخ کی گردن اڑا دوں ۔

آپ ﷺ نے فرمایا : عمر محمد انسانوں کو جہنم میں ڈھکیلنے نہیں آیا بلکہ محمد تو انسانوں کو جہنم سے نکالنے آیا ہے ، اے عمر صبر کرنا ، معاف کرنا درگذر فرمانا ، نبوت کی شان ہے ۔

وہ بدّو کہنے لگا اگر تو واقعی نبی ہے تو میں ایک گوہ شکار کر کے لایا ہوں ، یہ گوہ مر چکی ہے اگر یہ مردہ گوہ تیرے نبی ہونے کی گواہی دیدے تو میں ایمان لانے کو تیار ہوں ، لا اُوْمِنُ اَوْ یُؤْمِنُ ھٰذَا الضَّبُ یہ سن کر رسول اکرمؐ نے تبسم فرمایا ، اور اس مردہ گوہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا : یَا ضَبُّ ، اے گوہ ! بس اتنا فرمانا تھا ، کہ اچانک اس گوہ نے اپنی آنکھیں کھول دیں ، حدیث کے الفاظ ہیں فَأَجَابَ بِلِسَانٍ عَرَبِی مُبِیْن ، اس گوہ نے عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ جواب دیا ، لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اے اللہ کے محترم رسول ، میں حاضر ہوں ، میں حاضر ہوں ، آپ نے فرمایا یَا ضَبُّ مَنْ تَعْبُدُ ؟ اے گوہ تو کس کی عبادت کرتی ہے ، گوہ کہنے لگی مَنْ کَانَ عَرْشُہٗ فِی السَّمَاءِ میں اس پروردگار کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں ہے وَ فِی الْأَرْضِ سُلْطَانُہٗ اور جس کی بادشاہت زمین میں ہے وَ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ جس کے راستے سمندر میں ہیں

وَ فِیْ الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ اور جس کی رحمت جنت میں ہے ، وَ فِیْ النَّارِ عِقَابُهٗ اور جس کا عذاب و قہر دوزخ میں ہے ۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یَا ضَبُّ مَنْ أَنَا ؟ اے گوہ میں کون ہوں؟ گوہ کہنے لگی أَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ ، آپ اللہ رب العالمین کے فرستادہ ہیں اور سلسلۂ انبیاء کے خاتم ہیں ۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَکَ وَ قَدْ خَابَ مَنْ کَذَّبَکَ ہاں جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوگیا ، جس نے آپ کو جھٹلایا وہ خسارہ میں پڑ گیا یہ کہہ کر وہ گوہ مردہ ہوگئی ، یہ معجزہ دیکھ کر وہ بدّو اسلام میں داخل ہوگیا ۔

تو رسول اکرم ﷺ کی یہ شان تھی کہ آپ کی نبوت کو کائنات کی ہر چیز محسوس کرتی تھی ، اس لئے آپ بین الاقوامی پیغمبر تھے ۔ (۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَ آلِهٖ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی

بس دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہمیں یقین صادق اور اتباع کامل عطا فرمائے

(آمین ثم آمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[البدایۃ والنھایۃ : حَدِیْثُ الضَّبِّ عَلٰی مَا فِیْهِ مِنَ النَّکَارَةِ وَ الْغَرَابَةِ ۔ ج۶ ۔ ص۱۹۴ ۔ المعجم الصغیر للطبرانی ۔ج۲۔ص۱۵۴ ۔ المعجم الأوسط للطبرانی ۔ج۶ ۔ص۱۲۷ ۔]

کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

(نبی رحمت کا پیغام)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ وَ مَا أَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام! آیتِ مذکورہ جو سورۃ الانبیاء کی ہے، اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

"اے پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو سارے عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے" ۔

حضور اکرم، شفیعِ اعظم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالی نے بے شمار صفات سے مزین فرمایا، ان میں سے ایک صفت، صفتِ رحمت ہے، اللہ کی ذات اگر رب العالمین ہے تو اس کا محبوب رحمۃ للعالمین ہے ۔

جس طرح خدا کی خدائیت اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک کے لئے نہیں، خدائے رب العزت اگر انسانوں کا خدا ہے تو وہ جانوروں کا بھی خدا ہے، غرض وہ پورے عالم کا خدا اور پالنہار ہے، اسی طرح حضورِ اکرم، شفیعِ اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کو بھی یہ کہہ کر عام قرار دیا ۔

---

(۱)۔[سورۃ الانبیاء: پ ۱۷ ۔آیت ۱۰۷] ۔

’’ وَ مَا أَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ ‘‘ہم نے انسانوں کے لئے بھی رحمت بنا کر بھیجا ، جانداروں کے لئے بھی رحمت بنا کر بھیجا ، سارے عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ، بلاشک و شبہ آپ خود بھی سراپا رحمت تھے اور اپنے ماننے والوں کو بھی رحم وکرم کرنے کا حکم دیا ۔

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اِرْحَمُوْا اَهْلَ الْأَرْضِ، یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِیْ السَّمَاءِ (۱) اے انسانو ! تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا ۔ بقول خواجہ الطاف حسین حالیؒ :

کرو مہربانی تم اہل زمین پر ۔۔۔ خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : لَا یَرحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ (۲) اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر نظر کرم نہیں فرماتے جو لوگوں کے ساتھ رحم دلی کا معاملہ نہ کرتا ہو ، آپ علیہ السلام نے امت کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ۔

’’جو شخص کسی یتیم کی کفالت و دیکھ بھال کرے وہ جنت میں میرے اتنا قریب ہوگا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں آپس میں ایک دوسرے کے قریب ہوا کرتی ہیں‘‘ (۳) آپ نے اپنے ماننے والوں کو یہ ارشاد سنایا، لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیْهِ مَایُحِبُّ لِنَفسِهٖ (۴) کوئی مؤمن اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو،

(۱)۔[رواہ ابو داؤد: باب فی الرحمۃ رقم الحدیث:۴۹۴۱] ۔ (۲)۔[رواہ البخاری: رقم الحدیث:۶۹۴۱ ج ۶ ص ۲۶۸ ۔ المعجم الکبیر: رقم الحدیث:۲۲۴۰ ۔ ج ۲ ۔ ص ۲۹۷] ۔ (۳)۔[عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ لَهٗ اَوْ لِغَیْرِهٖ فِی الْجَنَّةِ هٰکَذَا وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَ الْوُسْطٰی وَ فَرَّجَ بَیْنَهُمَا ۔ رواہ البخاری] ۔
(۴)۔[رواہ البخاری ۔ کتاب الایمان ۔ باب من الایمان ان یحب لأخیہ ، رقم الحدیث: ۱۳ ۔]۔

حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو آپ علیہ السلام نے ایک علاقہ کا گورنر بنا کر بھیجا تو ایک جامع نصیحت فرمائی۔

یَسِّرَا وَ لَا تُعَسِّرَا، بَشِّرَا وَ لَا تُنَفِّرَا (۱) دیکھو! لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا سختی نہ کرنا، لوگوں کو محبت سے اپنے قریب لانا اور اپنے سے دور نہ کرنا، یہ تمام ارشادات محض آپ کے زبانی ارشادات نہیں تھے، بلکہ آپؐ نے جتنا کہا اس سے کہیں زیادہ کر کے دکھایا، سرزمینِ مکہ میں کفار نے آپ پر جو ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، اس سے آپ حضرات بخوبی واقف ہیں، یہاں تک کہ آپ کو اتنا تنگ کیا گیا کہ آپ اپنے وطنِ مقدس کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے، مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی، مدینہ کی ہجرت اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ مند ثابت ہوئی، پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اسی درِ یتیم کو جس کو کفارِ مکہ نے سرزمینِ مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا خالق کائنات فتحِ مکہ کی ایک عظیم خوش خبری اس آیت کریمہ کے ذریعہ دیتا ہے، اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُبِیْنًا بیشک ہم نے آپ کو ایک عظیم فتح کی خوش خبری دی ہے۔

وحیِ ربانی، حکم یزدانی کو پا کر ایک عظیم لشکر جرار کے ساتھ آپ فاتحانہ

---

(۱)۔ [عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی بُرْدَۃَ قَالَ : سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ اَبِیْ وَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ : یَسِّرَا وَ لَا تُعَسِّرَا ، بَشِّرَا وَ لَا تُنَفِّرَا وَ تَطَاوَعَا فَقَالَ لَہٗ اَبُوْ مُوْسیٰ اَنَّہٗ یُصْنَعُ بِاَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ ، رواہ البخاری ، باب ان الوالی اذا وجہ أمیرین الی موضع ان یتطاوعا و لا یتعاصیا ، ج۲ص۱۰۶۳ ۔ و رواہ مسلم ، کتاب الجہاد و السیر ، باب فی الأمر بالتیسیر و ترک التنفیر رقم الحدیث : ۱۷۳۳ ۔ وکذلک رواہ البخاری ، کتاب المغازی ، باب بعث موسی و معاذ الی الیمن قبل حجۃ الوداع ، رقم الحدیث: ۴۳۴۱۔۴۳۴۲]

شان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوتے ہیں ، ایسے موقع پر قرآن کہتا ہے ۔
اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا وَ جَعَلُوْا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَا اَذِلَّۃً وَ کَذَالِکَ یَفْعَلُوْنَ(۱) اے زمین پر بسنے والے انسانو ! تم دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کرو ، روئے زمین پر حکومت کرنے والے بادشاہوں کی ہسٹری (History) دیکھو ۔

تمہیں معلوم ہوگا ، بادشاہ جب کسی شہر کو فتح کر کے فاتحانہ شان سے داخل ہوتے ہیں تو اس کو زیر و زبر کر دیتے ہیں، انسانی آبادی قتل و غارتگری کے لپیٹ میں آجاتی ہیں ، کہیں بچے یتیم ہوتے ہیں ،کہیں ماؤں کی گودیں اجڑتی ہیں ،کہیں بہنوں کی عصمتیں تار تار ہوتی ہیں ۔

لیکن یہ بادشاہِ دو جہاں مکہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ جب داخل ہوتے ہیں تو طبیعت میں تکبر نہیں بلکہ آپ کی پیشانی فرطِ تشکر میں اونٹنی کے پالان سے لگ رہی ہے ، سارے لوگوں کی گردنیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لئے اٹھی ہوئی ہیں اور آپ کی گردن اپنے آقا و مولیٰ کے حضور جھکی ہوئی ہے ، اور زبانِ مبارک سے کلامِ الٰہی جاری ہے ، اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَأَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَ یَھْدِیَکَ صِرَاطاً مُّسْتَقِیْمًا۔

آپ کی اونٹنی پر ایک غلام زادہ حضرت اسامہ بن زید بیٹھا ہوا ہے ، حالانکہ

---

(۱)۔[سورۃ النمل: پ ۱۹ ۔آیت ۳۴] ۔ (۲)۔[سورۃ الفتح: پ ۲۶ آیت ۱ / ۲]۔

آج تو فتح کا دن تھا ایک غلام کے بجائے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو ہونا چاہئے تھا عثمانؓ باحیا ، یا حیدرِؓ کرار کو ہونا چاہئے تھا ، نہیں آپ امت کو سبق دے رہے ہیں ، یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی ۔ (۱) ۔

اے انسانو ! ہم نے سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ، جس طرح ایک باپ کی اولاد میں کوئی فرق نہیں ہوتا اسی طرح تم سب برابر ہو ، تم میں کوئی امتیاز نہیں ، چاہے غلام ہو یا آقا ، غریب ہو یا مالدار ، تم مفلس ہو یا غنی مرتبہ کے اعتبار سے ، انسانیت کے اعتبار سے تم میں کوئی فرق و امتیاز نہیں ۔

ابھی آپ مکہ میں داخل ہوئے ہی ہیں ، کہ ایک صحابی سعد بن عبادہؓ فوجی مستی میں مکہ کی خاموش در و دیوار پر نظر ڈال کر قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ رہے ہیں ، تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ(۲) ، اے دنیائے کفر و شرک کے آدم خورو ! ماضی تمھارا تھا ، حال ہمارا ہے ، کل تمہاری تلواریں تھیں اور ہماری گردنیں تھیں ، آج ہماری تلواریں ہونگی اور تمہاری گردنیں ہونگی ، آج مکہ کی نالیوں میں پانی کے بجائے کافروں کا خون بہے گا ، اَلْیَوْمُ یُوْمُ الْمَلْحَمَۃْ (۳) آج انتقام کا دن ہے ، آج بدلہ لینے کا دن ہے ۔

حضورِ اکرم سراپا رحمت علیہ السلام نے حضرت سعد کو بلایا اور ان سے اسلام کا جھنڈا چھین لیا اور فرمایا ، یہ آواز تم کس کی اجازت سے بلند کر رہے تھے ،

---

(۱)۔[سورۃ الحجرات : پ۲۶ ۔آیت ۱۳] (۲)۔[سورۃ آل عمران : پ۴ آیت : ۱۴۰] (۳)۔[سعد بن عبادہؓ نے کہا: الیومُ یَومُ المَلْحَمَۃِ ، الیومُ تَسْتَحِلُّ الکَعْبَۃُ الیوم أذلَ اللّٰہُ قریشاً ، آپ ﷺ نے فرمایا : الیومُ یومُ المَرحَمَۃِ الیومُ یُعز اللّٰہُ قُرَیشًا ، و یُعَظِّم اللّٰہُ الکَعْبَۃَ ، ابن اموی نے مغازی میں اس روایت کو ذکر کیا ہے دیکھئے فتح الباری ج ۸/ص ۷ بحوالہ نبی رحمت حصہ دوم لأبی الحسن علی الحسنی الندوی ص ۶۸ ۔سیرۃ المصطفی جلد ۳ ص ۲۱]

حضرت سعد نے کہا ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وہ وقت بھی یاد ہے جب سرِ بازار امت کا فرعون ابوجہل نے بوڑھی سمیہؓ کو شہید کیا تھا، ہمیں تو وہ وقت بھی یاد ہے جب حضرتِ بلال حبشی کو گرم ریت پر لٹا کر گرم پتھر سینہ پر رکھ دیا جاتا تھا ، ہمیں وہ وقت بھی یاد ہے جب حضرت خبابؓ کو انگاروں پر کباب کی طرح بھونا جا رہا تھا ۔

کملی والے نے یہ سن کر کہا ، اے سعد مجھے بھی خوب یاد ہے اسی شہر میں میرے لئے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تھے ، مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے جب ان کی عورتیں کچرا لے کر محمد بن عبداللہ کا انتظار کرتی تھیں کہ میں آؤں تو مجھ پر کچرا ڈالیں ، اور ہاں مجھے وہ لمحات بھی یاد ہیں جب میں کفار کی مار سے چور چور ہوکر خانۂ کعبہ چلا جاتا اور کعبہ کے سیاہ پردہ کو پکڑ کر فریاد کرتا تھا ، الٰہی ! اپنے محبوب کو زخمی دیکھ کر تیرا غضب جوش میں نہ آجائے ، الٰہی ! اللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ، اے خداوندا ! میری قوم بھولی بھالی ہے ،میری ذات سے واقف نہیں ہے، اے اللہ ان پر ہدایت ورحمت کی بارشیں برسا ، ان کو ہدایت کی دولت سے مالا مال فرما ۔

پھر فرمایا اے سعد ! تم نہیں جانتے نبی کا کام انسانوں کو جہنم میں ڈھکیلنا نہیں بلکہ محمد تو انسانوں کو جہنم سے نکالنے آیا ہے ۔

پھر فرمایا اے سعد ! اَلْیَوْمُ یُوْمُ الْمَرْحَمَۃْ (۱) آج خون بہانے کا دن نہیں ،

---

(۱)۔[رواہ البخاری ، کتاب المغازی ،باب اَین رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح ۔رقم الحدیث: ۴۲۸۰ ۔تفصیل کیلئے ، ملاحظہ فرمایئے ، سیرۃ المصطفی ۔ تألیف حضرت العلامہ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی۔ جلد۳۔ص ۲۱]

اَلیَوْمُ یُوْمُ الْمَرْحَمَۃْ بلکہ آج عفو و درگذر کا دن ہے ، پھر ابوسفیان کو بلا کر ان کے سامنے کہا ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ آمِنٌ (۱) ۔

آج کے دن جو سفیان کے گھر میں پناہ لے لے اس کو امن دیا جائیگا ، ابوسفیان نے عرض کیا یارسول اللہ میرا گھر چھوٹا ہے ، یہ سن کر آپ کی رحمت جوش میں آتی ہے ، پھر اعلان فرماتے ہیں ، مَنْ دَخَلَ بَیْتَ الْحَرَامِ فَھُوَ آمِنٌ ، جوکوئی مسجد حرام میں داخل ہوجائے اس کو امان ہے ۔

پھر ابوسفیان نے کہا : یا رسول اللہ ! مسجد حرام مکہ کی آبادی سے چھوٹی ہے تو آپؐ نے مزید فرمایا مَنْ اَغْلَقَ بَابَہُ فَھُوَ آمِنٌ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اس کو بھی امان ہے، فَاِنِّیْ اَقُوْلُ لَکُمْ کَمَا قَالَ یُوْسُفُ لِاِخْوَتِہٖ (۲) ۔

آپ نے فرمایا: آج میں تم لوگوں سے وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا ،آج تم سے کوئی سوال نہیں ہوگا، تم سب کے سب آزاد ہو (۳)۔

کفارِ مکہ کے ساتھ آپ نے لطف وعنایت کا وہ معاملہ فرمایا جو روئے زمین کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی بلاشک و شبہ آپؐ سراپا رحمت تھے آپ کی ذات میں شفقت والفت کا دریا موجزن تھا قرآن نے سچ کہا، بلاشبہ سچ کہا ۔

---

(۱)۔[رواہ البخاری مختصراً۔ باب این رکز النبیؐ الرایۃ یوم الفتح ۔سیرۃ ابن ھشام ۔ ج ۲/ ص ۴۰۹ ۔ رواہ مسلم ۔کتاب الجھاد۔باب فتح مکۃ ۔رقم الحدیث :۴۶۲۴]۔(۲) [لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمْ اَلْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ اَیْ الْعُتَقَاءُ ،فتح الباری ج:۷ ۔ص۱۶۳۔اور زادالمعاد ج۱ص۴۲۴ ۔میں ہے لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمْ اَلْیَوْمَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمْ اَلطُّلَقَاءُ۔ملاحظہ فرمایئے: سیرۃ المصطفیٰ ﷺ حضرت العلامہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی ج۱ص ۳۱۸]۔(۳)[زادالمعاد، سیرۃ ابن ھشام وزرقانی ،البدایۃ ج ۴ص ۳۰۰]

وَ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ ہم نے آپ کو سارے عالم کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

سلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْأَمِیْن
مُصْطَفٰی مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْن

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ " وَ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ "

اب اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اے اللہ ہم سب کو اس رحمت کے صدقہ سے حسنِ توفیق نصیب فرما ،اور ہمارے حالات کو درست فرما ۔

(آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁

رحمۃ للعالمین، محبوب رب، صادق امین ۔۔ منبع ایثار و شفقت مظہر خُلق حسن
اے چشمۂ رحمت بأبی أنت وأمی ۔۔ دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(حسن وجمال کے پیکر حضور ﷺ)

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ واز واجہ وصحبہ اجمعین

اَمابعد :۔ فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّۃً لِلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ، وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاس لَا یَعْلَمُوْنَ ﴾ . (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ السبا کی آیت ہے، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے پیارے نبی ﷺ ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ، لیکن بہت سے لوگ آپ کو نہیں جانتے '' ۔

حدیث شریف میں رسول کریم شفیع عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کُنْتُ نَبِیًّا وَ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَ الطِّیْنِ میرا نبی ہونا اس وقت طے پا گیا تھا جس وقت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے، یعنی پیدا بھی نہ کئے گئے تھے (۲)۔

---

(۱)۔[سورۃ السبا : پ۲۲۔آیت/۲۸]۔(۲)۔[رواہ احمد والبیہقی والحاکم عن عرباض بن ساریۃؓ کہ نبیؐ نے فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدمؑ ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے، یعنی انکا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ روایت کیا اسکو احمد، اور بیہقی اور حاکم نے ۔ برقم ۴۲۰۹ ۔ ج ۲ ص ۶۶۵ ۔ مجموع الفتاوی ۔ ۲ ۔ ۲۳۷]

حضور سرورکائنات ﷺ کی ذاتِ اقدس وہ ذاتِ اقدس ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالی نے اس کائنات کو بنایا پھر عالمِ ارواح میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری وہ انسان جس پر قیامت قائم ہوگی ان سب کی ارواح کو جمع فرمایا۔

پھر رب کائنات نے پوری انسانیت پر ایک نظر ڈالی ، ان تمام انسانوں میں سے رسول اکرمؐ کی بعثت کے لئے فَاخْتَارَ الْعَرَبَ عالم عرب کو منتخب فرمایا ، ثُمَّ تَخَيَّرَ الْعَرَبَ پھر اللہ نے عالمِ عرب کے انسانوں پر ایک نظر دوڑائی تو پورے عالم عرب میں فَاخْتَارَ مُضَرَ قبیلۂ مضر کا انتخاب فرمایا ، ثُمَّ تَخَيَّرَ مُضَرَ پھر قبیلۂ مضر کے افراد پر نظر ڈالی فَاخْتَارَ قُرَيْشَ تو قبیلۂ مضر میں اہلِ قریش کو اللہ نے پسند فرمایا ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقُرَيْشَ پھر اہلِ قریش پر نظر ڈالی ، اس میں سے فَاخْتَارَ بَنِي هَاشِم خاندانِ بنی ہاشم کا انتخاب فرمایا ثُمَّ تَخَيَّرَ بَنِيْ هَاشِمَ فَاخْتَارَنِيْ پھر خاندانِ بنی ہاشم میں سے اللہ نے مجھے اپنی محبوبیت و رسالت کے لئے منتخب فرمایا (۱)۔

آپ نے ارشاد فرمایا فَأَنَا خَيْرُكُمْ نَفْساً وخَيْرُكُم أَباً(۳) روئے زمین پر حسب ونسب اور خاندانی شرف وامتیاز میں میرا کوئی ہمسر وہم پلہ نہیں ہے۔

---

(۱)۔ [حَدَّثَنَا الأوزاعِيُّ عَنْ أبي عمار شداد : أنه سَمِعَ وَ اثِلَةَ بْنَ الأسْقَعِ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ اِصْطَفىٰ كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ وَ اصْطَفىٰ قُرَيْشاً مِنْ كِنَانَةَ، وَ اصْطَفىٰ مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هاشم و اصطفانى من بنى هاشم۔ صحیح مسلم ، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبیؐ ، رقم الحدیث ۵۹۳۸ ۔ والترمذی ، ابواب المناقب، رقم الحدیث: ۳۶۰۵۔۳۶۰۶]۔(۳)۔[خرجت من نکاح ولم أخرج من سفاح من لدن آدم حتی انتهیت الی أبی وأمی فأنا خیرکم نفساً و خیرکم أباً ۔ الدرالمنثور۔ج۴،ص۳۲۸]

پھر جب پروردگار عالم نے حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کائنات میں بھیجا تو اس شان سے بھیجا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ حضرت آمنہ کے بطن سے پیدا ہوئے ، تو عرش الٰہی سے پروردگار عالم کا حکم ہوا ، اے فرشتو ! طُوْفُوا بِهٖ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا اس مبارک و مسعود بچے کو مشرق و مغرب کا چکر لگواؤ ، لِيَعْرِفُوْا بِاسْمِهٖ و صُوْرَتِهٖ وَ نَعْتِهٖ تا کہ ساری دنیا اس کی صورت و سیرت کو جان لے پھر جبرئیل امین کو حکم ہوا ، وَاتُوهُ خُلُقَ آدَمَ و مَعْرِفَةَ شِيْثَ اس بچہ کو حضرت آدمؑ کے اخلاق سے سرفراز کرو ، اور حضرت شیثؑ کی معرفت عطا کرو ، وَ شَجَاعَةَ نُوْحٍ وَ خُلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ نوحؑ کی شجاعت اور ابراہیمؑ کی خلّت عطا کرو ، وَ اسْتِسْلَامَ اسْمَاعِيلَ و لِحْنَ دَاؤدَ ،اسماعیل کی قربانی اور داؤد کی شیریں بیانی سے سرفراز کرو ، وَ جَمَالَ يُوسُفَ وَ زُهْدَ عِيْسَىٰ، یوسف کا حسن و جمال اور عیسیٰ کا زہد و کمال دو ، وَ اعْمَضُوْهُ فِيْ اَخْلَاقِ النَبِيِّيْنَ اور تمام نبیوں کے اخلاق اس مقدس بچہ کے اندر سجا دو ، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے کمالات کو آپ کی ذات کے اندر سمو دیا گیا (۱) ۔ سچ کہا شاعر نے :۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (۲)

---

(۱)۔[سمط النجوم العوالی.....ج ۱۔ ص ۱۲۴]

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ ۔۔ وَ لَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَ لَا كَرَمٍ

سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے خِلق میں اور خُلق میں ۔۔ انبیاء میں سب سے اکمل آپ کا علم و کرم

(۲) آپ یوسف کا حسن و جمال ،عیسیٰ کی پھونک ،اور موسیٰ کا روشن ہاتھ رکھتے ہیں ۔جو خوبیاں سب رکھتے ہیں وہ آپؐ تنہا رکھتے ہیں ۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کو جو ظاہری حسن و جمال عطا کیا گیا تھا ، روئے زمین پر اس کی مثال نہیں ملتی۔ (۱)

حدیث شریف میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر سارے انبیاء پیش کئے گئے تو میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ذرا دبلے پتلے بدن کے آدمی ہیں ، جیسے قبیلۂ شنوءہ کے لوگ ہیں، حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا تو میرے صحابہ میں حضرت عروہ ابن مسعودؓ حضرت عیسیٰؑ سے زیادہ ملتے جلتے ہیں میں نے جبرئیل امینؑ کو دیکھا تو حضرت دحیہ کلبیؓ حضرت جبرئیلؑ کی شکل وصورت سے ملتے جلتے ہیں ، پھر ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کو دیکھا تو میری شکل وصورت حضرت ابراہیمؑ سے بہت زیادہ مشابہ ہے (۲)۔

صحابہ کرامؓ میں حضرت حسنؓ کے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہؓ حضور اکرمؐ کے حلیہ مبارک کو کثرت سے بیان فرمایا کرتے تھے ، وہ فرماتے ہیں کہ : رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک ظَاهِرَ الْوَضَّاءِ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا ، وَاسِعَ الْجَبِيْن آپ کا رنگ نہایت چمکدار اور پیشانی مبارک کشادہ تھی ، أَزَجَّ الحَوَاجِبْ آپ کے ابرو باریک خمدار جدا جدا تھے ، دونوں ابرو کے درمیان پیشانی پر ایک رگ ابھری ہوئی تھی ، جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی، آپ کی آنکھیں سرگیں اور پتلی نہایت سیاہ تھی ،

---

(۱)۔[شعر : ۔ حسن خود حسن ہوا تیرے حسیں ہونے سے ۔ روئے زیبا تیرا خود زینت زیبائی ہے]
تیرے نازک لبوں سے سیکھا ہے ۔ غنچہ انداز مسکرانے کا]۔(۲)۔[عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : عُرِضَ عَلَيَّ الْاَنْبِيَاءُ فَاِذَا هُوَ مُوْسَىٰ ضرب من الرجال كأنه من رجال شنوءة..الخ خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ص ۱۴/ ۔ جامع الترمذی ،ابواب المناقب ۔برقم:۳۶۴۹]

اَقْنَی الْعِرنَیْن آپ کی ناک بلندی مائل تھی ، ضَلِیْعَ الْفَمْ آپ کا دہنِ مبارک خوبصورتی کے ساتھ کشادہ تھا مُفْلِجُ الْاَسْنَانِ دندانِ مبارک موتیوں کی طرح جڑے ہوئے چمکدار تھے (۱)۔

دانت ہیں یا کہ تراشے ہوئے موتی ہیں
بجلیاں تیرے تبسم پہ فدا ہوتی ہیں

کَثُّ الْلِحْیَةِ داڑھی مبارک خوب گنجان تھی ، سر کے بال قدرے بل کھائے ہوئے تھے ، سینہ فراخ اور چوڑا تھا ، ناف اور سینہ کے درمیان بالوں کی ایک لکیر تھی سینہ پر بال نہیں تھے ۔

آپ کا پورا جسم نہایت معتدل اور سڈول تھا ، اِذَا مَشَی کَاَنَّمَا یَنْحَطُ مِنْ صَبَبٍ جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر چلتے تھے ، زمین پر آہستہ قدم رکھتے ، اَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَ اَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبْ نہ پستہ قد تھے نہ بہت لانبے تھے بلکہ آپ کا قد درمیانہ تھا۔ لیکن یہ آپ کا معجزہ تھا کہ لمبے سے لمبا انسان جب آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا تو آپ کا قد اونچا نظر آتا تھا (۲)۔

حضراتِ صحابہ میں آپ کے چچا حضرت عباسؓ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ سب سے زیادہ بلند قامت تھے ، آپ کا قد اتنا بڑا تھا کہ جب وہ گھوڑے پر بیٹھتے تھے تو پاؤں زمین پر لگتے تھے لیکن یہی حضرت عباس حضور خاتم الانبیاء کے

---

(۱)۔[دلائل النبوۃ للبیہقی ۱/۲۱۴] (۲)۔[رواہ الترمذی ،ابواب المناقب : برقم: ۳۶۳۷۔۳۶۳۸]

ساتھ ہوتے تو خاتم الانبیاء کا قد اونچا نظر آتا تھا ۔

حضرت جابر بن سمرہؓ ارشاد فرماتے ہیں : رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانَ وَ عَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ (۱) ، میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ سرخ جوڑا زیب تن فرمائے ہوئے تھے ، میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کو دیکھتا تھا ، بارہا دیکھا ، بالآخر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ آسمان کے چاند سے یہ زمین کا چاند کہیں زیادہ حسین وجمیل اور منور ہے ۔

الغرض آپ ایسے حسین و مہ جبیں تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حضرت یوسف کا تذکرہ ہوا تو فرمانے لگیں ، تم حسنِ یوسف کی بات کرتے ہو ، حضرت یوسف کے حسن کو دیکھ کر مصر کی عورتوں نے صرف اپنی انگلیاں کاٹ ڈالی تھیں ، مگر صحابہؓ نے میرے حبیب کے حسن و جمال کو دیکھ کر اپنی گردنیں کٹا ڈالیں ۔

انسان تو انسان ہیں دیگر مخلوقات آپؐ کے دیدار پُرانوار کا شوق رکھتے تھے ایسے واقعات سے حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں ۔

ایک مرتبہ رسولِ کریم ﷺ ایک غزوہ سے واپس آرہے تھے ، اثنائے سفر میں آپ نے آرام فرمایا ، ایک درخت تیز رفتاری سے زمین چیرتا ہوا آیا اور

---

(۱)۔[عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَؓ قَالَ : رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانَ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْہِ وَ اِلَی الْقَمَرِ فَلَھُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ [شمائل ترمذی ۲]

تھوڑی دیر تک آپ پر سایہ کیا رہا پھر چلا گیا ، صحابہؓ یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے ، بیدار ہونے پر آپؐ سے حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا ، یارسول اللہ ! ایسا ایسا واقعہ پیش آیا ، آپؐ نے تبسم فرمایا ، اور فرمایا ہاں اس درخت نے پروردگار عالم سے درخواست کی تھی ، الٰہی تیرا حبیب اتنے قریب سے گذرے اور میں دیدار سے محروم رہوں ، الٰہی مجھے اجازت دیجئے کہ میں تیرے نبی کا دیدار کرلوں ۔

غرض ایسا حسن و جمال تھا کہ کوئی دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا ، علامہ قرطبی المالکیؒ نے لکھا ہے کہ حضورؐ کا پورا حسن و جمال ظاہر نہیں کیا گیا ورنہ لوگ حضورؐ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے ، حضرت حسان ابن ثابتؓ نے کیا خوب کہا ہے ۔

و أحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِی ۔ وَ أَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ ۔ کَأَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ (۱)

یہ تو ظاہری حسن و جمال تھا ، اور باطنی کمالات بھی ایسے ایسے عطا کئے گئے کہ انسان تو انسان دنیا کی ہر مخلوق نے بھی آپ کے کمالات کا اعتراف

---

(۱)۔ عاشق رسول صحابی حضرت حسان بن ثابتؓ آپ ﷺ کی منقبت میں یوں رقمطراز ہیں : میری آنکھ نے آپؐ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ اور آپؐ سے زیادہ جمیل اور خوبصورت عورتوں نے نہیں جنا۔ آپؐ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں۔ گویا کہ آپؐ حسب منشا پیدا کئے گئے ہیں ۔

و للہ در القائل جزاہ اللہ خیرا۔ (آمین)

شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ ۔۔ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ ۔۔ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

کیا ہے ،سچ فرمایا مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ نے :۔

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ، وَ یَا سَیِّدَ الْبَشَرْ۔۔ مِنْ وَجْهِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرْ

لَایُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ ۔۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بس دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار اور اتباعِ کامل کی توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین بجاہ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین)

و ما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

❁❁❁

---

(۱)۔[اور ایک فارسی شاعر یوں رقمطراز ہے :۔ [نعت تو ہمچناں کہ توئی کے شود مگر ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر] شمائل رسول ﷺ : ۔عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ یَقُوْلُ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَ اَحْسَنَهُمْ خَلْقًا ، لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَ لَا بِالْقَصِیْرِ ۔صحیح بخاری حدیث:۳۵۴۹]. [وفی حدیث الحسن بن علی ؓ عن خاله هند بن ابی هالة ؓ قال : کَانَ رسولُ اللّٰهِ ﷺ فَخْمًا مُفَخَّمًا یَتَلَأْلَأُ وَجْهُهٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ ۔شمائل ترمذی۲] و نقل الا مام السیوطی فی الخصائص الکبری عن ابن عساکر ، عن عائشة ؓ قالت کُنْتُ اَخِیْطُ فِی الْسَحَرِ فَسَقَطَتْ مِنِّیْ الْا بْرَةُ فَطَلَبْتُهَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَیْهَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَبَیَّنَتِ الْا بْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: یَا حُمَیْرَاءُ! اَلْوَیْلُ ثُمَّ الْوَیْلُ ثَلَاثًا لِمَنْ حُرِمَ النَّظْرَ اِلٰی وَجْهِیْ الخصائص الکبری۱۔۶۳] عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ ؓ عَنْ خَالِهٖ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسِعَ الْجَبِیْنِ ، اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ ، وَ سَوَابِغَ فِیْ غَیْرِ قَرَنٍ ، بَیْنَهُمَا عِرْقٌ یُدِرُّهُ الْغَضَبُ ، اَقْنَی الْعِرْنَیْنِ ، لَهٗ نُوْرٌ یَعْلُوْهُ ، یَحْسِبُهٗ مَنْ لَمْ یَتَأَمَّلْهُ اَشَمَّ ، سَهْلَ الْخَدَّیْنِ ، ضَلِیْعَ الْفَمِ ، اَشْنَبَ ، مُفَلَّجَ الْاَسْنَانِ ۔ دلائل النبوۃ للبیہقی۱۔۲۱۴] [عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِیْعَ الْفَمِ ،اَشْکَلَ الْعَیْنَیْنِ وَ مَنْهُوْسَ الْعَقِبَیْنِ. مسلم شریف:۵۹۵۲] [عَنْ قَتَادَةَ ؓ قَالَ : قُلْتُ لِاَنَسٍ ؓ کَیْفَ کَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبْطِ یَبْلُغُ شَعْرُهٗ شَحْمَةَ اُذُنَیْهِ ، شمائل ترمذی۳] ۔ [عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ اَبِیْهِ ؓ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَثَّ اللِّحْیَةِ ۔ دلائل النبوۃ ۱۔۲۱۶] ۔ [عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ : کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ ۔شمائل ترمذی:۸]

بعثتِ انبیاء اور اس کا مقصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ لْتَکُنْ مِنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حضرات سامعین کرام و بزرگان عظام ! اس وقت جس آیتِ مبارکہ کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" ضرورت اس بات کی ہے تم میں سے ایک جماعت ایسی رہے جو نیک کاموں کی طرف بلاتی رہے اور برائیوں سے روکتی رہے، اور جو لوگ یہ دونوں کام دنیا کی زندگی میں انجام دیتے ہیں وہی دراصل کامیاب ہیں " ۔

روز اول سے اللہ رب العزت کی یہ عادت و سنت رہی ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے بہت سے نبی اور رسول بھیجے ، یہ حضرات انبیاء علیھم السلام بگڑی ہوئی انسانیت کو انسانیت کا سبق پڑھاتے، اور معبودانِ باطل کی عبادت سے توڑکر معبودِ حقیقی سے تعلق کراتے رہے ،

---

(۱)۔[سورۃ ال عمران : پ ۴ ۔ آیت ۱۰۴]

احادیث شریفہ کے اندر بصراحت مذکور ہے ، اس کرۂ ارضی پر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ، اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اس کام پر لگایا کہ سوئی ہوئی انسانیت جاگ جائے ۔

حضرت نوح علیہ السلام اس کائنات کے سب سے پہلے رسول ہیں اس سے پہلے حضرت آدم و شیث علیہما السلام وہ نبی تھے جن کو کوئی مستقل شریعت وکتاب نہیں دی گئی ، حضرت نوح علیہ السلام کو مستقل شریعت دی گئی تھی ، مسلم شریف کی روایت ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ، یا نُوْحُ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰی أَهْلِ الْاَرْضِ (۱) ۔ اے نوح !تمہیں زمین پر سب سے پہلا رسول بنایا گیا ہے ۔

حضرت نوح علیہ السلام ایک ایسی قوم کی جانب مبعوث کئے گئے جو توحید سے یکسر نا آشنا تھی ، خدائی تعلیمات سے بے بہرہ خدائے واحد کی جگہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش وپوجا میں مصروف تھی ، روایات میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو شرک و بت پرستی سے دن رات روکا ، قرآن عظیم نے حضرت نوح علیہ السلام کے قول کو بیان کیا ہے قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلاً وَّ نَهَارًا ، فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْ اِلَّا فِرَاراً (۲)، اے اللہ میں نے اپنی قوم کو دن کی روشنی اور رات کی تاریکی میں دعوت دی لیکن وہ برابر مجھ سے بھاگتے رہے ۔

---

(۱)۔[رواہ الترمذی ۔باب ماجاء فی الشفاعۃ ۔رقم الحدیث :۲۴۳۴ ۔صحیح البخاری، رقم الحدیث :۳۱۶۲ ۔ج ۳۔ص ۱۲۱۵۔صحیح مسلم ۔ج ۱۔ص ۱۸۵ ۔شرح قصیدۃ ابن القیم ۔ج ۲۔ص ۵۷۵] ۔ (۲)۔[سورۃ النوح پ۲۹ ۔آیت ۵/ ۔۶]

وَ اِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُھُمْ لِتَغْفِرَ لَھُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعَھُمْ فِیْ اٰذَانِھِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَکْبَرُوْا اِسْتِکْبَارًا (۱)۔

اے اللہ جب بھی میں نے قوم کو دعوت دی تا کہ تو ان کی مغفرت کرے تو انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور ضد وغرور کرنے لگے ،لیکن اے اللہ میں تھکا نہیں پھر بھی برابر انھیں تیری طرف بلاتا رہا۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُھُمْ جِھَارًا ، ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَھُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَھُمْ اِسْرَارًا (۲) ، پھر میں نے ان کو علی الاعلان اللہ کی طرف دعوت دی ،میں چپکے چپکے اور بلند آواز سے ان کو سمجھایا ، لیکن جن لوگوں کی قسمت میں ہدایت ہی نہ ہو ، ان پر میری باتیں بھلا کیا اثر کرتیں بھلا چکنے گھڑے پر پانی کہیں رکتا ہے ، تو حضرت نوح علیہ السلام دعوت و تبلیغ کرتے کرتے تھک کر چور ہو گئے ، جب انہیں یقین کامل ہو گیا کہ ان میں سے اب کوئی بھی ایمان لانے والا نہیں ہے بلکہ یہ سب کے سب شیطان کے چیلے اور خدائے مہربان کے باغی ہیں ، جب جا کے مایوس ہوئے۔

یہ حضرات انبیاء علیہ السلام کا سلسلہ چلتا رہا حتی کہ حضور اکرم سرور اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ،آپ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ رسول اکرم نبی خاتم علیہ السلام نے اس راہ میں کتنے مصائب و تکالیف جھیلیں ،لیکن دعوت و تبلیغ جو دراصل انبیاء علیھم السلام کے دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد تھا اسے نہیں چھوڑا،

---

(۱)۔[سورۃ النوح :پ۲۹ ۔آیت/۷] ۔ (۲)۔[سورۃ النوح: پ۲۹ ۔آیت ۸۔۹]

ظلم وستم کی وہ کون سی داستان ہے ، مصیبتوں اور تکلیفوں کا وہ کونسا پہاڑ ہے ، جو آپ پر نہ ٹوٹا ہو ، کہیں طائف میں جسم اطہر زخموں سے چور ، تو کہیں احد میں سر مبارک خون سے شرابور ، اس راہ میں آپؐ نے اپنے دانت تک شہید کرادیئے لیکن دعوت وتبلیغ سے پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کیا ۔

کفارِ مکہ نے ابو طالب سے کہا جو آپ ﷺ کے چچا تھے کہ اپنے بھتیجے کو دعوت وتبلیغ سے روک دو ، اس کے بدلے ہم انھیں سلطنت دیں گے ، اگر مال و زر مطلوب ہو تو مال و زر سونے چاندی ہیرے جواہرات کے انبار لگا دیں گے ،اگر حسین عورتوں کی خواہش ہو تو وہ بھی پیش کردیں گے ، آپؐ نے یہ سب کچھ سننے کے بعد فرمایا کہ : ’’ محمد کے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ کر کہا جائے کہ دعوت وتبلیغ کو چھوڑ دو ، جب بھی میں نہیں چھوڑوں گا ‘‘ (۱)

حضور اکرم نبی خاتمؐ نے ارشاد فرمایا : اس راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا جتنا کسی نبی کو نہیں ستایا گیا ، لیکن دعوت و تبلیغ میرا مشن ہے ، لیکن جب حضور اکرم نے اس دار فانی سے کوچ فرمایا تو دعوت وتبلیغ کی ساری ذمہ داری اس امت کے کاندھے پر رکھدی ، خود حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔

مَنْ رَآی مِنْکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ(۲) ۔

(۱)۔[البدایۃ والنھایۃ ۔ج ۳۔ص ۴۷]۔(۲)۔[رواہ مسلم ، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان ۔رقم الحدیث :۱۷۷ ۔ و رواہ الترمذی و ابن ماجہ و النسائی کذا فی الترغیب والترھیب]

تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے ، ہٹادے ، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے ، یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے ۔

یہ اجتماعات کا ہونا ، دور دراز علاقوں سے لاکھوں کی تعداد میں انسانوں کا جمع ہوجانا اور اکابرین کی تقاریر کا ہوجانا محض اسلئے نہیں کہ لوگ جمع ہوں ، بلکہ تمام مسلمانوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ ہم سب کے سب داعی ہیں ،ہم سب کو دعوت وتبلیغ کا حکم اللہ کی جانب سے ہے، یہ دعوت وتبلیغ اس امت پر فرض ہے جب کہ ہم سب اس سے غافل ہیں ۔

یاد رکھئے ، اگر امت نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ چھوڑ دیا ، برائیاں ہوتے ہوئے شر پھیلتے ہوئے بدی کو رواج پاتے ہوئے دیکھتے رہے، اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تو برائی کرنے والے پر جو عذاب آئیگا اس کی گرفت سے وہ لوگ بھی بچ نہ سکیں گے جو برائی سے تو دور ہیں لیکن برائی کو نہیں روکتے(۱) ، سورۂ انفال میں اسی کو بیان کیا وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً (۲)۔

ڈرو اس فتنے سے جو صرف ان لوگوں کو ہی نہیں پہونچے گا جنھوں نے خدا کی نافرمانی کی ، بلکہ ان لوگوں کو بھی پہنچے گا جو باوجود دیکھنے کے خاموشی اختیار کی

---

(۱)۔[عن جریر بن عبداللہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا علیہ ولا یغیرون الا اصابھم اللہ بعقاب قبل ان یموتوا ۔ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ وابن حبان والاصبھانی وغیرھم وکذا فی الترغیب ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوُا الْمُنْکَرَ فَلَمْ یُغَیِّرُوْہُ اَوْشَکَ اَنْ یَعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابِہٖ]۔ (۲)۔[سورۃ الأنفال: پ۹۔ آیت/۲۵]

اور کہا کہ ہمیں کیا کرنا ہے ۔

حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے، تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم کرتے رہو ، اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر عذاب بھیجدے تم اس سے دعا مانگو تو دعا بھی قبول نہ ہو (۱)۔

اتنی سخت وعیدیں ہونے کے باوجود ہم لوگ کتنے غافل ہیں الأمان الحفیظ ، لہٰذا ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ حتی المقدور معاشرے کی اصلاح کی فکر کرے ، اور امت کے درد و غم میں شریک ہو ، اس کیلئے اپنی جان و مال کو اور اپنے اوقات کو دعوت و تبلیغ میں لگائے تاکہ صحیح اسلامی معاشرہ وجود میں آئے، اللہ رب العزت ہم سب کو اس عظیم فریضے کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

❁❁❁

---

(۱)۔[عن حُذیفۃَ بنِ الیمانِ عَنِ النبیِّ ﷺ قَالَ : وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَأمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَاباً مِنْہُ ثُمَّ تَدْعُوْنَہٗ فَلَا یَسْتَجِیْبُ لَکُمْ ۔ رواہ الترمذی و قال : ھذا حسن، باب ما جاء فی الأمر بالمعروف و النھی عن المنکر، رقم الحدیث : ۲۱۶۹)

یوم الجمعہ فضائل و مسائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الْصَّالِحَاتُ ، وَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلٰی اَکْرَمِ الْمَوْجُوْدَاتِ، وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ بَلَغُوْا اَقْصَی الْغَایَاتِ۔

اَمابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوْا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

بزرگانِ محترم و برادرانِ مکرم ! اس وقت میں نے جس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی ہے ، اس میں اور اس کے آگے کی آیتوں میں اللہ رب العزت یوں ارشاد فرماتے ہیں ۔

اے ایمان والو ! جب جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے اذان دی جائے تو نماز وخطبہ کے لئے دوڑ پڑو اور خرید و فروخت ترک کردو اس طرح کرنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تمہیں تھوڑی بھی سمجھ بوجھ ہے ۔

حضراتِ سامعین ! حدیث کے اندر اللہ کے رسول شافعِ روزِ جزا صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے ، جتنے بھی اس جہان میں عظیم امور رونما ہوئے ہیں وہ جمعہ کے دن ہی ہوئے ہیں ۔

---

(۱)۔ [سورۃ الجمعہ: پ/۲۸۔آیت/۹]

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے لئے جو پوری زمین سے مٹی لی گئی وہ جمعہ کے دن ہی لی گئی ، اور ان کا پتلا بھی جمعہ کے دن ہی بنایا گیا ، مزید ارشاد فرمایا کہ حضرتِ آدمؑ جمعہ کے دن ہی جنت میں داخل کئے گئے ، اور جنت سے زمین پر جس دن لائے گئے وہ دن بھی جمعہ ہی کا تھا ، ایک اور حدیث کے اندر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدمؑ جمعہ کی آخری ساعت میں پیدا کئے گئے اسی واسطے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے اگر اس وقت دعا کی جائے تو وہ دعا ضرور قبولیت کے زیورات سے مرصع ہوتی ہے ، علماء لکھتے ہیں کہ یہی وہ ساعت ہے ، جس میں حضرتِ آدمؑ کو جسمِ انسانی کی شکل عطا کی گئی ، تو جتنے بھی بڑے بڑے واقعات ہوئے ہیں ، وہ تمام کے تمام جمعہ کے دن ہی ہوئے ، معلوم ہوا کہ اس دن کو انسان سے خاص نسبت ہے (۱)۔

قرآنِ عظیم کے اندر اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: وَ رَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَ یَخْتَارُ (۲) تیرا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے جس کو چاہتا ہے ، اپنے لئے چھانٹ لیتا ہے ، اللہ رب العزت نے سات آسمان بنائے اور اپنے لئے ساتویں آسمان کا انتخاب کیا ، احادیثِ شریفہ کے اندر بصراحت مذکور ہے ، جنت ساتویں آسمان میں ہے ، عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى (۳) سدرۃ المنتہٰی کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے سدرۃ المنتہی ساتویں آسمان پر ہے ، سات زمینیں پیدا فرمائیں ۔

(۱)[عن أوس بن أوسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان من أفضل أیامکم یوم الجمعۃ ، فیہ خلق اللہ آدم ، وفیہ قبض ، وفیہ النفخۃ ، وفیہ الصعقۃ الخ بحوالہ الترغیب برقم:۱۶۔ ج ۱ ص ۴۹۱] (۲)[سورۃ القصص: پ۲۰ ۔آیت ۶۸] (۳)[سورۃ النجم: پ ۲۷ ۔آیت: ۱۴۔۱۵]

تو اوپر کی زمین کو انبیاء علیہم السلام کا مستقر وقرارگاہ بنایا ، اور جہنم ساتوں زمین کے نیچے ہے ، جیسے جنت ساتوں آسمان کے اوپر ہے ۔

اللہ رب العزت نے جنتیں سات پیدا کیں اور اپنے لئے جنت الفردوس کو منتخب فرمایا ، جو سب سے افضل و اعلیٰ ترین جنت ہے وہی انبیاء علیہم السلام کی قرارگاہ ہے اللہ رب العزت نے ہزاروں پہاڑ بنائے لیکن ان تمام پہاڑوں میں اپنی تجلی لئے طورِ سینا کو پسند فرمایا ، جس پر حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے اپنی تجلی دکھائی ، جس کو قرآنِ عظیم نے یوں بیان کیا ہے

وَ لَمَّا جَاءَ مُوْسیٰ لِمِیْقَاتِنَا وَ کَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرَانِیْ وَ لٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ ، فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَ خَرَّ مُوْسیٰ صَعِقًا (۱)

اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے کے مطابق پہنچے اور اللہ رب العزت نے لطف وعنایت کی باتیں کیں تو شدتِ انبساط میں یوں کہا رَبِّ أَرِنِیْ اے میرے پروردگار مجھے اپنا دیدار کرا دیجئے ، فرمایا کہ تم ان دنیوی آنکھ سے مجھے نہیں دیکھ سکتے ، لیکن ہاں تمہاری دلجوئی کیلئے ہم یہ تجویز کرتے ہیں ، کہ تم اس پہاڑ کو دیکھتے رہو اور ہم اس پر ایک جھلک ڈالتے ہیں ، اگر یہ پہاڑ اپنی سختی اور صلابتی کے باوجود اپنی جگہ برقرار رہا تو پھر تم بھی ہم کو دیکھ سکتے ہو ، جب اللہ رب العزت نے اپنی تجلیات کی اس پہاڑ پر ایک جھلک ڈالی تو پہاڑ کے

---

(۱)۔ [سورۃ الاعراف: پ۹ ۔ رآیت ۱۴۳]

پرخچے اڑ گئے ، باوجود اپنی شدتِ صلابت وسختی کے ریزہ ریزہ ہوگیا اور جل کر راکھ ہوگیا ، اورموسیٰ علیہ السلام کے ہوش و حواس گم ہوگئے ۔

تو اس پہاڑ کو اللہ رب العزت نے تمام پہاڑوں میں اپنی تجلی کیلئے منتخب فرمایا، دنیا میں لاکھوں شہر اور لاکھوں قصبے ہیں مگر '' بلد امین '' کو پسند فرمایا ، جس میں حرم محترم واقع ہے ، یعنی مکۃ المکرّمہ ۔

اسی طرح زمین کے کروڑوں ٹکڑے بنائے لیکن سب سے زیادہ پسندیدہ ٹکڑا اس کو قرار دیا گیا جس میں شہنشاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں ۔

راتیں اللہ نے سات بنائیں لیکن ان میں لیلۃ القدر کو پسند فرمایا ، لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے ، اسی طرح اللہ رب العزت نے سات دن بنائے ان میں سے یوم الجمعہ یعنی جمعہ کے دن کو پسند فرمایا اس لئے اسی دن جنت میں اللہ رب العزت کا دربار لگایا جائیگا ۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اسی دن میدان مزید میں انبیاء علیہم السلام کے لئے منبر بنائے جائیں گے ، گول دائرے کی شکل میں نور کے منبر ہونگے ،اور ہر نبی کے منبر کے پیچھے ان کی امت کی کرسیاں ہوں گی ،دنیا میں جتنا جس کو تعلق نبی اور دین سے تھا ، اتنا ہی وہ منبر نبوی کے قریب ہوگا ، وہ کرسیاں اس شان سے بچھائی جائیں گی کہ ایک کے دیکھنے میں دوسرا حائل نہ ہوگا ، اس ترتیب کی ادنی سی مثال اس دنیا میں دیکھ سکتے ہیں ،جیسا کہ اسٹیڈیم میں کرسیاں بچھائی جاتی ہیں پہلی صف نیچے اور دوسری اس سے تھوڑی اوپر اور تیسری اس

سے اوپر اسی طرح سلسلہ چلتا چلا جائے گا ، جب ساری کرسیاں بچھادی جائیں گی ، تو اس وقت اللہ رب العزت کی کرسی درمیان میں رکھی جائے گی ، جس کا ذکر قرآنِ کریم کے اندر یوں بیان فرمایا ، وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ ، اس کی کرسی ساری زمین و آسمان پر حاوی اور طاری ہے ، حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ، اللہ رب العزت کی کرسی اتنی عظیم وجلیل ہوگی کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اس کے سامنے ایسے ہیں جیسے کہ ایک میدان میں ایک چھلہ یعنی ایک انگوٹھی پڑی ہوتی ہے ، اتنی عظیم کرسی ہے، کیوں نہیں ہوگی، آخر جس کی کرسی ہے وہ کتنا عظیم ہے، جس کی عظمت کے سامنے ساری کائنات مع اپنے ذروں کے لرزہ براندام ہے ۔

تمام اہلِ جنت اس دربار میں شرکت کے لئے اپنی اپنی سواریوں میں آئیں گے ، ان سواریوں کی شان یہ ہوگی کہ ان میں سے بعض سواریاں تو ہواؤں میں اڑتی ہونگی ، غرض جب دربار منعقد ہوجائیگا تو تجلیاتِ حق کا ظہور ہوگا ۔ (۱)

حدیث میں ہے کہ وہ کرسی باوجود اس عظمت کے اس طرح چرچرائے گی، جیسے بوجھ سے دب کر کوئی چیز ٹوٹنے کے قریب ہوتی ہے، وہ ہیبتِ حق کا بوجھ ہوگا ۔

اب اللہ تعالیٰ حضرتِ داؤد علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ دنیا میں تم جس طرح میری تعریف کیا کرتے تھے اسی طرح حمد و تحمید کیجئے ۔

---

(۱)[عن انس بن مالک ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَتَانِیْ جِبْرِیْلُ وَفِیْ یَدِہٖ مِرْآۃٌ بَیْضَاءُ فِیْهَا نُقْطَۃٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ مَا هٰذِہٖ یَا جِبْرِیْلُ ؟قَالَ: هٰذِہِ الْجُمُعَۃُ یَعْرِضُهَا عَلَیْکَ رَبُّکَ لِتَکُوْنَ لَکَ عِیْداً وَ لِقَوْمِکَ مِنْ بَعْدِکَ تَکُوْنُ أَنْتَ الْأَوَّلَ ، .....الخ الحدیث رواہ ابن ابی الدنیا والطبرانی فی الأوسط بإسنادین أحدھما جید قوی وابو یعلی مختصراً ورواتہ رواۃ الصحیح ،والبزار واللفظ لہ بحوالہ الترغیب والترھیب ،نظر اھل الجنۃ الی ربھم ، ج ۴ص ۵۵۳]

حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے ،داؤدعلیہ السلام کواللہ رب العزت نے آواز کا معجزہ عطا فرمایا تھا کہ اتنی پاکیزہ اور اتنی پیاری آواز تھی جب وہ اپنی کتاب زبور کی تلاوت فرماتے تو بجائے خود انسان تو انسان جنگل کے درندے اور چرند وپرند ان کے اردگرد جمع ہوجاتے ،اوراس کلام کے سننے میں محو ہوجاتے ۔
حکمِ الٰہی کو پاکر حضرتِ داؤدعلیہ السلام خلیفۃ اللہ فی الأرض اپنی خوش نوائی کا آغاز فرمائیں گے ، تو سارا عالم کیف ومستی کے دریائے رائق میں غرق ہوجائیگا ، اس کے بعد ملائکہ کوحکم دیا جائے گا کہ شرابِ طہور تقسیم کیا جائے ، یہ وہی شراب ہوگی جس کا قیامت کے دن عطا کرنے کا قرآن کریم میں وعدہ کیا گیا ہے ، وَ سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم ان جنتیوں کوشرابِ طہور عطا کریں گے ، وہ شراب دنیا کی شراب کے مانند نہیں کہ پی لیں تو ہوش وحواس گم اوراول فول بکنا شروع ، اوراعضائے انسانی سست ہوجائیں بلکہ اس شرابِ طہور سے مومنین کے قلوب مسرت و شادمانی سے بھرپور فرحت و انبساط سے معمور ہوجائیں گے یقین جانیے ، کہ مزید مزید کے نعرے لگائیں گے اس وقت اللہ رب العزت ارشاد فرمائیں گے سَلُوْنِیْ مَا شِئْتُمْ جوجس کا دل چاہے مانگے ، طلب کرے ، وہاں کسی سے خاص خطاب نہیں بلکہ تمام درباریوں سے کہا جائے گا ، اے وہ لوگو! جنھوں نے دنیا کی آلائش وعلائق سے بچ کر زندگی گذاری ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ الدھر:پ۲۹۔ آیت۲۱]

اے وہ لوگو جنھوں نے دنیا کے جھمیلوں میں رہ کر اپنے رب کو فراموش نہیں کیا، اے وہ لوگو جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے محبت اتنی کی جتنا اللہ و رسول سے کرنے کا حق تھا ، سَلُوْنِیْ مَا شِئْتُمْ مانگو جو تمہارا دل چاہے ، جو بھی مانگو گے عطا کیا جائے گا ، سارے درباری حیران و پریشان ہونگے ، اب کون سی نعمت کی ہمیں ضرورت ہے ، جنت آپ نے دی ، جنت میں عیش و عشرت کا سامان ہمیں عطا ہوئے حور و غلماں ہمیں میسر ہوئے ، تیری تمام ہی نعمتیں ہم کو حاصل ہیں بھلا اور کیا مانگیں؟ بن مانگے آپ نے ہمیں اتنا دیدیا۔ البتہ ہمیں اپنی رضا و خوشنودی عطا فرمادیں اللہ رب العزت فرمائیں گے وہ تو تم کو مل چکی ہے، اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا ، تو نہ تم کو جنت میسر ہوتی نہ جنت کے سامانِ عیش و طرب ، لہٰذا کچھ اور مانگو سارے لوگ اس وقت ایک دوسرے کا منہ تکیں گے اس وقت سارے لوگ مل کر علمائے کرام کے پاس تشریف لے جائیں گے ، اور کہیں گے کہ ہمارے علم کے مطابق تو ہمیں ساری چیزیں میسر اور حاصل ہو چکی ہیں، لیکن پھر بھی حکمِ خداوندی ہے کہ مانگو جو چاہو ، سارے علمائے کرام مل کر انہیں مشورہ دیں گے ، کہ ایک نعمت سے ہم ابھی تک محروم ہیں ساری زندگی ہم نے اسی نعمت کے حصول کیلئے اللہ کی پرستش کی تھی ، زندگی کے پیچ و خم اسی تگ و دو میں گنوائے تھے ، وہ ہے ۔دیدارِ خداوندی ۔ وہ دیدارِ خداوندی جس کی ادنی سی جھلک سے کوہِ طور لرزہ براندام، اور حضرتِ موسیٰ جیسے جلیل القدر نبی بے ہوش ہوگئے ،

وہ نور جس کو ہم دیکھنے کیلئے مشتاق ہیں ، اس سے ہم ابھی تک محروم ہیں ،اب سارے مومنین اللہ کے دربار میں عرض کریں گے ،کہ اے اللہ ہمیں اپنا دیدار کرا دیجئے ، درخواست منظور کی جائے گی ۔

حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالی فرمائیں گے ہر چیز اپنی جگہ قائم ودائم بہ سلامت رہے ، اس کے بعد حجابات الٰہیہ اٹھنے شروع ہوجائیں گے، صرف ایک حجاب کبریائی اور عظمت کا باقی رہے گا ، مومنین ومسلمین اپنے اس پروردگار کا دیدار کریں گے ، جس کی خاطر انھوں نے اپنے پہلوؤں کو بستر سے دور رکھا ، منہیات سے بچ کر اوامر پر عمل کیا ، اس وقت کی حالت کو تصوراتی نظریہ سے پیش کرنا ناممکن ہے ، وہ تو اسی وقت معلوم ہوگا ۔

اسی طرح اس میدان مزید میں ہر جمعہ دربار قائم کیا جائے گا ، گویا ہر جمعہ کو اللہ رب العزت اپنا دیدار بندوں کو کرائیں گے ، یہ اجتماع کا دن جمعہ کا ہوگا ۔(۱)

ٹھیک اسی طرح دنیا میں اس دربار کی مثال جمعہ کو رکھا گیا گویا دنیا میں ہفتہ میں ایک مرتبہ دربارِ خداوندی ہے ، خطیب وامام نائبِ حق ہے ، جس طرح کرسی پر تجلیاتِ ربانی کا ظہور ہوتا ہے یہاں خطیب منبر پر بیٹھتا ہے اور خطابت کی تجلی اس پر ظہور ہو رہی ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ عام وعظوں اور عام خطبوں کے جو آداب ہیں ، اس خطبے کے

---

(۱)۔[رواہ البزار: بحوالہ الترغیب والترھیب ، رقم الحدیث: ۱۲۹ ۔ ج۴/ص۵۵۵]

آداب ان سے جدا ہیں ، حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا : اِذَا خَرَجَ الاِمَامُ فَلَا صَلَاۃَ وَ لَا کَلَامَ (۱) ، خطبہ کے لئے جب امام اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو تو اب نہ سلام کرنا جائز نہ کلام کرنا جائز ، حتی کہ حدیث میں فرمایا گیا وَ مَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا (۲) جس نے کنکریوں سے کھیلا یا چٹائی یا حصیر کے تنکوں سے کھیلا اس نے لغو حرکت کی مکروہ عمل کا ارتکاب کیا ، اس کے برخلاف عام وعظوں میں کوئی چیز اٹھالے ، کوئی کراہت نہیں ، لیکن خطبہ شروع ہونے کے بعد نماز بھی جائز نہیں ، تلاوتِ قرآن بھی جائز نہیں ، درود شریف جیسی طاعت بھی جائز نہیں ، خطبہ شروع ہونے کے بعد سب سے بڑا کام یہ ہے اس وقت خطیب کو دیکھا جائے اور اس کے خطبے پر کان لگائے جائیں جو زیادہ سے زیادہ خطیب کو دیکھے گا وہاں میدانِ مزید میں اس کو اللہ کا دیدار زیادہ نصیب ہوگا ، اسی لئے فرمایا گیا کہ فرشتے مسجد کے دروازے پر اپنے ہاتھ میں ایک رجسٹر لئے ہوئے کھڑے رہتے ہیں ، جمعہ کے دن جو اذان سے پہلے آئے ان کے نام لکھتے جاتے ہیں ، جو اذان کے بعد آئے ، ان سب کے نام لکھتے جاتے ہیں ، لیکن جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے ، وہ رجسٹر بند کر کے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں ، حدیث میں فرمایا گیا جس نے صفِ اول میں جگہ پائی وہ ایسا ہے جیسے اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی ،

---

(۱) [اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ وَ الاِمَامُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَلَا صَلَاۃَ وَ لَا کَلَامَ حَتّٰی یَفْرُغَ الاِمَامُ رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۸۴] (۲) [وھو بعض الحدیث ، رواہ مسلم وابوداود، و الترمذی و ابن ماجہ، بحوالہ الترغیب والترھیب ، کتاب الجمعۃ ، رقم الحدیث ۱ ۔ ج ۱ ص ۴۸۲ ۔ معارف مدنیہ ج ۳ ص ۷۲]

جس کو دوسری صف میں جگہ ملی گویا اس نے گائے کی قربانی دی ، جس کو تیسری صف میں جگہ ملی اس نے بکرا اور جس کو چوتھی صف میں جگہ ملی اس نے مرغی ذبح کی ، جو یہاں آگے ہوگا میدانِ مزید میں اللہ کے دیدار کے وقت بھی سب سے آگے ہوگا ، جو یہاں جتنا پیچھے ہوگا وہاں بھی اتنا ہی پیچھے ہوگا۔(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقِ عمل نصیب فرمائے اور ہمیں وہ ہمت و حوصلہ دے کہ ہم اپنے آپ کو اللہ کے دیدار کے قابل بنا سکیں ۔

(آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

❁❁❁

---

(۱)۔[عَن اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ : مَنِ اغْتَسَلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الجَنَابَةِ ، ثُمَّ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الأُوْلٰی فَکَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً ، وَ مَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّانِیَةِ : فَکَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً ، وَ مَن رَاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ : فَکَأَنَّمَا قَرَّبَ کَبْشاً اَقْرَنَ ، وَ مَنْ رَاحَ فِی السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ : فَکَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً ، وَ مَنْ رَاحَ فِیْ السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ : فَکَأَنَّمَا قَرَّبَ بَیْضَةً ، فَاِذَا خَرَجَ الاِمَامُ حَضَرَتْ الْمَلَائِکَةُ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ ، رواہ مالک والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی و النسائی وابن ماجہ ، وفی روایۃ البخاری ومسلم وابن ماجہ: اِذَا کَانَ یَومُ الجُمُعَةِ وَقَفَتْ الْمَلَائِکَةُ عَلَی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الأَوَّلَ فالأَوَّلَ وَ مَثَلُ المُهَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشاً ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَ یَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ. (مشکوٰۃ المصابیح ۱/۱۲۲۔ بخاری شریف ۱/۱۲۷۔ مسلم شریف ۱/۲۸۴) ۔وکذلک رواہ البخاری ، باب الاستماع الی الخطبة یوم الجمعة، رقم الحدیث: ۹۲۹]

❁❁❁

اذان کی مشروعیت کب اور کیسے ؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَاوَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداًعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه

اَمابعد :۔ فَاَعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾(۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الجمعہ کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالی یوں ارشاد فرما رہے ہیں ۔

'' اے ایمان والو ! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کیلئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید و فروخت چھوڑدو ، ایسا کرنا تمہارے لئے بہت بہتر ہے ، اگر تم میں تھوڑی سی بھی سمجھ ہے '' ۔

حاضرین کرام ! اس آیت شریفہ میں اذان کا ذکر فرمایا گیا ، اذان کیا ہے اور اذان کی شروعات کب کیسے اور کیوں ہوئی ؟۔

بخاری شریف کی ایک طویل حدیث ہے حضرت ام المؤمنین والمؤمنات

(۱)۔[سورہ الجمعہ: پ۲۸ ۔ آیت ۹]

حضرت عائشۃ الحمیر اءرضی اللہ تعالیٰ عنھا ارشاد فرماتی ہیں : کہ حضور خاتم الأ نبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں اللہ رب العزت نے نبوت سے سرفراز فرمایا اور نبوت عطا ہونے کے چند ہی مہینوں کے بعد اللہ سبحانہٗ وتعالی نے اس امت پر صرف دو نمازیں یعنی نماز فجر اور نماز عصر فرض فرمائی تھیں ، پھر جب اللہ رب العزت نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج پر بلایا تو سفرِ معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں ،لیکن ہر نماز میں صرف دو دو رکعتیں تھیں ،صرف مغرب کی نماز میں تین رکعتیں تھیں، جب حضور سرور کائنات فخرِ موجودات علیہ السلام نے بحکمِ الٰہی ہجرت فرمائی تو ہجرت کے معًا بعد نماز کی رکعتوں میں اضافہ کا حکم اللہ تعالی نے نازل فرمایا ، اور نماز ظہر ،نماز عصر اور نماز عشاء کی دو دو رکعتوں کو چار چار رکعتوں سے تبدیل فرمادیا، اور حکم دیا کہ سفر کی حالت میں یہ تین نمازیں دو دو رکعت کے ساتھ ادا کی جائیں لیکن حضر و قیام کی حالت میں ان نمازوں کو چار چار رکعات کے ساتھ ادا کیا جائے(۱)۔

اب ان نمازوں کو باجماعت پڑھنے کا یہ معمول تھا کہ حضور اکرم ﷺ بذاتِ خود ہر نماز کا وقت متعین فرما دیتے تھے ٹھیک اسی وقت حضرات صحابہ کرام کی مقدس جماعت حاضر ہو جاتی ، اور آپؐ ان کی امامت فرماتے تھے ۔

پھر آپ ﷺ کو یہ خیال ہوا کہ نماز کیلئے کوئی علامت ایسی ہونی چاہئے کہ جس

---

(۱)۔[رواہ البخاری عن عائشۃ أم المؤمنین قالت :فرض اللہ الصلاۃ حین فرضھا رکعتین رکعتین فی الحضر والسفر فأقرت صلاۃ السفر وزید فی صلاۃ الحضر ۔کتاب الصلاۃ ،رقم الحدیث :۳۵۰۔ وفی روایۃ عن عائشۃؓ :فرضت الصلاۃ رکعتین ثم ھاجر النبی ﷺ ففرضت أربعا ،وترکت صلاۃ السفر علی الأولی ،کتاب مناقب الأنصار ،رقم الحدیث :۳۹۳۵۔وکذلک انظر رقم الحدیث :۱۰۹۰ نفس المصدر]

سے تمام اہلِ محلّہ بیک وقت سہولت کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوجایا کریں ، اس خیال کے پیش نظر آپ علیہ السلام نے حضرات صحابہؓ کو جمع فرمایا اور مشورہ فرمایا کہ جماعت کی نماز کیلئے کیا علامت ہونی چاہئے؟ ۔

بعض صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہؐ جب نماز کا وقت ہوجائے ناقوس بجایا جائے ، ناقوس ایک لکڑی کا آلہ ہے جس کو عیسائی لوگ اپنے گرجا میں جمع ہونے کیلئے بجاتے ہیں ، جس کو آج سنکھ کہتے ہیں ، آپ علیہ السلام نے اس مشورہ کو رد فرمادیا ، اور فرمایا کہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے اس کو میں ناپسند کرتا ہوں ، بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بوق بجادیا کریں ، بوق کے معنی بِگُل کے ہیں ، یہ یہودیوں کا طریقہ تھا کہ اپنے معبد میں جمع ہونے کیلئے بجایا کرتے تھے ، آپؐ نے اس کو بھی ناپسند فرمایا ، پھر چند صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کسی اونچی جگہ آگ روشن کردیں، آگ کو دیکھ کر ہم مسجد نبوی میں حاضر ہوجایا کریں گے، آپ نے فرمایا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے ، میں اس کو بھی ناپسند کرتا ہوں ، پھر حضرت فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطابؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ کسی آدمی کو مقرر فرمادیں جو نماز کے وقت اعلان کردے کہ نماز کا وقت ہوچکا ہے ، حضرت عمرؓ کی یہ رائے حضور خاتم الأنبیاءؐ کو پسند آئی اور فرمایا یا بِلَال قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ ، کہ اے بلال جاؤ لوگوں میں اعلان کر دو کہ نماز کا وقت ہوچکا ہے ، حضرت بلالؓ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں اعلان کرتے پھرتے تھے (۱)۔

(۱)۔[صحیح البخاری۔کتاب الأذان، رقم الحدیث:۶۰۴]

کہ الصَّلوٰۃ جَامِعَۃٌ الصَّلوٰۃ جَامِعَۃٌ جماعت کی نماز کا وقت ہو چکا ہے ، چنانچہ حضرت بلالؓ کے اس جملہ کو سن کر حضرات صحابہ کرامؓ مسجد نبوی میں آجایا کرتے تھے ، یہ معمول چند ہی دنوں تک رہا ، اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جو ایک انصاری صحابی تھے انہوں نے خواب دیکھا ، ایک سبز پوش یعنی ایک شخص ہرے رنگ کا لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں ناقوس لئے ہوئے میرے پاس سے گذر رہا ہے ، حضرت عبداللہ بن زیدؓ خواب ہی کی حالت میں اس شخص سے دریافت کیا کہ اس ناقوس کو فروخت کروگے ، اس سبز پوش نے کہا کہ تم اس کو خرید کر کیا کروگے ، میں نے کہا اس کو بجا کر نماز کیلئے بلایا کریں گے ، سبز پوش نے کہا میں تم کو اس سے بہتر اور عمدہ تدبیر نہ بتلاؤں ، میں نے کہا ، کیوں نہیں ضرور بتلاؤ اس شخص نے کہا اس طرح کہو(۱)۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃِ

حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الفَلَاحِ

اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اذان کے یہ ۱۵ کلمات کہے پھر ذرا ہٹ کر اقامت کی تلقین کی کہ جب

---

(۱)۔[رواہ ابن ماجہ : باب بدء الأذان ۔ رقم الحدیث: ۷۰۶۔۷۰۷]

نماز کیلئے کھڑے ہو تو اس طرح کہو اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دومرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃُ کہو ، پھر اذان کے کلمات سے اقامت کو مکمل کرو ، تین دن مسلسل حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے اس خواب کو دیکھا چوتھے دن صبح حضرت عبداللہ بن زیدؓ دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان فرمایا جوں ہی حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے اپنا خواب بیان فرمایا اور اذان کے کلمات کہے تو حضور سرور کائنات ﷺ کو یاد آ گیا کہ معراج میں بیت المقدس میں حضرت جبرئیل نے یہی کلمات اذان کہے تھے ، خواب سننے کے فوراً بعد آپ ﷺ نے فرمایا اِنَّ ھٰذِہٖ لَرُؤْیَا حَقٌّ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ، یہ خواب بالکل سچا اور حق ہے اِنْ شَاءَ اللّٰہُ ۔

پھر فرمایا: فَقُمْ مَعَ بِلَالَ فَاِنَّہٗ اَنْدٰی وَ اَمَدُّ صَوْتاً ، عبداللہ بن زیدؓ کھڑے ہوجاؤ اور بلال کو اذان کے کلمات سکھلاؤ ، اس لئے کہ حضرت بلال کی آواز بلند اور خوش کن ہے ۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے حضرت بلالؓ کو اذان سکھلائی اور حضرت بلالؓ نے روئے زمین پر سب سے پہلے اذان دینے کا شرف حاصل کیا جوں ہی حضرت بلالؓ کی اذان کی آواز حضرت عمر فاروقؓ کے کان میں پڑی ، حضرت عمرؓ دوڑے دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! وَ الَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَأَیْتُ مِثْلَ الَّذِیْ اُرِیَ، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت و رسالت عطا کی ٹھیک اسی قسم کا خواب میں نے بیس دن پہلے دیکھا تھا ، لیکن میں اس

خواب کو بھول گیا تھا ، حضرت بلالؓ کے اذان دینے پر مجھے وہ خواب یاد آ گیا ، آپ علیہ السلام نے فرمایا فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے زیبا ہیں ۔(۱)

پھر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب اذان ہو تو ہر کلمۂ اذان کا جواب اسی کلمہ سے دیا کرو اور جب مؤذن حَیّ عَلَی الصَّلَاۃِ کہے تو اس کے جواب میں لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلّا بِاللّٰہِ اور حَیّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلّا بِاللّٰہِ کہا کرو ، اور اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاۃُ کہے تو اَقَامَهَا اللّٰہُ وَ اَدَامَهَا کہا کرو ، اور فجر کی اذان میں جب مؤذن الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے تو اس کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ کہا کرو ۔

حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں ، اذان کے وقت دنیوی باتوں میں مشغول رہنا کمزور ایمان ہونے کی دلیل ہے ، حتی کہ اس عمل کی نحوست سے ایمان کے چلے جانے کا خوف ہے ، اور جب اذان ختم ہو جائے تو یہ دعا پڑھے ۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَ الصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ و اَبْعَثْهُ مُقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِی وَعَدْتَّهٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۔(۲)

---

(۱)۔[سنن أبي داود، باب بدء الأذان رقم الحدیث ۴۹۸۔باب کَیْفَ الْأَذَانُ،رقم الحدیث:۴۹۹، وابن ماجہ:۷۰۶ ۔۷۰۷۔مشکوۃ باب الأذان] (۲)[رواہ البخاری، باب الدعاء عند النداء، رقم الحدیث:۶۱۴ رواہ البیہقی فی سننہ الکبری ۱/۴۱۰۔وکذلک فی البخاری برقم:۴۷۱۹] اور بعض دوسری روایتوں میں (اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَاد) کا اضافہ نہیں ہے اور بعض روایتوں میں الا حلت له شفاعتی یوم القیامة ہے]

یہ دعا صرف زبان سے پڑھی جائے ، ہاتھ اٹھا کر اس دعا کو پڑھنا جیسا کہ آج کل عوام کا طریقہ ہے یہ حدیث سے ثابت نہیں صرف زبان سے اذان کی دعا پڑھ لینا کافی ہے ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا : کہ جب مؤذن اذان کہتا ہے تو شیطان مسجد کے آس پاس سے اتنے زور سے بھاگتا ہے کہ اس کی ہوا خارج ہوجاتی ہے میں نے اپنے استاذ حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی سے دریافت کیا، کہ اس کے بھاگنے کی وجہ کیا ہے، تو حضرت والا نے جواب دیا: کہ جب توحید و رسالت کی آواز علی الاعلان ہوتی ہے تو شیطان اس آواز کو برداشت نہیں کرپاتا اس لئے وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔(۱)

آج بھی ہمارے کتنے مسلمان بھائی ہیں جو اذان کی آواز سنتے ہیں لیکن مسجد سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں ، ذرا تصور کیجئے ان میں اور شیطان میں کیا فرق ہے ، رب کریم ہم سب کی حفاظت فرمائے ، اور حقیقی مسلمان بننے کی توفیق انیق عطا فرمائے ۔

۔ (آمین یارب العالمین) ۔

و ما علینا الا البلاغ

---

(۱)۔[عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ قال : ا نَّ الشَّيْطَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ أَحَالَ لَهُ ضُرَاطٌ ، حَتَّى لَا يَسْمَعُ صَوْتَهُ ، فَا ذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ ، فَا ذَا سَمِعَ الا قَامَةَ ذَهَبَ حَتَّى لَا يَسْمَعُ صَوْتَهُ ، فَا ذَا سَكَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ ، و فی روایۃ أخری عن أبی ھریرۃؓ قَالَ قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " ا ذَا أُذِّنَ الْمُؤَذِّنُ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَ لَهُ حُصَاصٌ، رواہ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الأذان و ھرب الشیطان عند سماعہ، رقم الحدیث :۸۵۶ ـ ۸۵۷، ـ وکذلک انظر رقم الحدیث:۱۲۶۷ ـ ۱۲۶۸ ـ فی نفس الکتاب]

سن ہجری کا چوتھا مہینہ ’’ ربیع الثانی ‘‘

حضور اکرم ﷺ کی مکمل زندگی تاریخ کے آئینے میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه

اَمابعد :۔ قال اللہ تعالی فی شانِ حبیبہ فی القرآن المجید والفرقان الحمید،

فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ، وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ، الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ ، وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (۱)﴾ صدق اللہ العظیم

بزرگانِ محترم و برادرانِ مکرم ! اس وقت میں نے سورۂ انشراح کی چار آیتیں تلاوت کی ہیں، اس میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشاد فرمارہے ہیں۔

’’ اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم نے آپ کے سینہ کو علم اور بردباری سے نہیں بھر دیا اور ہم نے آپ پر سے وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی ، اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کیا ‘‘ ۔

حضراتِ سامعینِ کرام ! آج کا میرا یہ خطبہ ان چار آیتوں میں سے آخری آیت کے متعلق ہے جس میں یوں فرمایا گیا ہے کہ اے پیارے نبی ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کی خاطر بلند کر دیا ۔

---

(۱)۔ [سورۃ الأنشراح : پ ۳۰ ۔آیت ۱۔۴]

حاضرینِ کرام ! اس عالم رنگ و بو میں جہاں بیشتر انبیاء علیہم السلام وقتاً فوقتاً آتے رہے ہیں۔

اسی طرح یہ سرزمین باکمال افراد سے کبھی خالی نہیں رہی ، ایک سے ایک بڑا باکمال اور باہنر معرضۂ وجود میں آیا اور فنا ہوگیا ، لیکن تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کے پاس کسی بھی شخص کی زندگی مکمل طور پر محفوظ نہیں۔

انسانیت کے سب سے پہلے علمبردار حضرت آدم علیہ السلام کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو حضرت آدمؑ کی مکمل زندگی نہیں مل سکتی ، تاریخ یہ تو بتا سکتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اول ترین انسان ہیں حضرت آدمؑ ساری انسانیت کے باپ ہیں ،لیکن تاریخ یہ نہیں بتا سکتی کہ عالم شباب اور بڑھاپے میں کیا کیا اور کہاں وقت گزرا ، اور کس کس سے ان کی ملاقات ہوئی ، تاریخ یہ تو بتا سکتی ہے کہ حضرت آدم کو جنت سے زمین پر مالدیپ کے پہاڑوں میں اتارا گیا ،لیکن تاریخ یہ نہیں بتا سکتی کہ اس کے بعد کیا ہوا ، تاریخ یہ تو بتا سکتی ہے کہ آپ نے ہندوستان سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے لیکن یہ نہیں بتا سکتی کہ کن کن راستوں سے گذرے ۔

اسی طرح اس کائنات میں حضرت نوحؑ اور حضرت ھودؑ حضرت صالحؑ اور حضرت زکریاؑ و یحییٰؑ بھی آئے لیکن تاریخ ان کی زندگی کے کسی ایک حصہ کو تو ظاہر کرسکتی ہے لیکن پوری زندگی کا نقشہ نہیں کھینچ سکتی کہ بچپن کہاں گزرا اور کس طرح گزرا ، جوانی کس عالم میں بسر کی اور بڑھاپے میں کن حالات سے

دوچار ہونا پڑا ۔

اسی طرح حضرت موسیٰؑ وعیسیٰؑ بھی آئے اوران کے ماننے والے آج بھی ایک کثیر تعداد میں اس دنیا میں موجود ہیں،لیکن کیاوہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کی پوری زندگی کیسی گذری ، تاریخ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہادری اور جنگ کے نمونہ کو تو پیش کرسکتی ہے لیکن کیا تاریخ ہمیں یہ بتا سکتی ہے کہ حضرت موسیٰ نماز کس طرح پڑھتے تھے ، بیماروں اور یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ ان کا کیا حسنِ سلوک تھا ، تاریخ یہ تو بتا سکتی ہے کہ حضرت موسیٰ کی بیوی تھی لیکن کیا یہ بتا سکتی ہے کہ ان کے ساتھ حضرت موسیٰ کا کیا برتاؤ تھا ، ہرگز نہیں بتا سکتی ہے ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل کے مطابق ۳۳ برس زندہ رہے ، لیکن انجیل سے ہمیں یہ تو معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ پیدا ہوئے اور پیدائش کے بعد مصر لائے گئے اور بچپن اور لڑکپن میں ایک دو معجزے دکھلائے ، اس کے بعد غائب ہوگئے پھر اچانک تیس سال کی عمر میں ظاہر ہوتے ہیں اور پہاڑوں اور دریاؤں کے کنارے مچھیروں اور ماہی گیروں کو وعظ کہتے نظر آتے ہیں ، پھر یہودی ان کے دشمن بن جاتے ہیں ، پھر ان کو سولی دی جاتی ہے ، تیسرے دن ان کی قبر سے لاش غائب ہو جاتی ہے ،کیا انجیل ہمیں یہ بتا سکتی ہے کہ غائب کہاں ہوئے اور پچیس تیس سال کا عرصہ کہاں گذرا ،انجیل صرف آخر کے تین سال کے واقعات کو بتا سکتی ہے لیکن پوری زندگی کے نہیں ۔

غرض اس دنیا کے اسٹیج پر ہزاروں قسم کے ماہرین پیدا ہوئے ، چاہے لقمان حکیم ہوں یا ارسطو جیسا عظیم فلسفی ، بوعلی سینا جیسا طبیب وحکیم ہو یا مقدونیہ کا سکندر اعظم ، میدانِ طاقت و قوت کے شہسوار رستم وسہراب ہوں یا یورپ کا نپولین ، کمیونسٹ تحریک کا علمبردار لینن اور کارل مارکس ہو یا انصاف وعدالت کا حامی نوشیرواں ، سولن جیسا مقنن ہو یا اجنتا و ایلورا کے غاروں کو دریافت کرنے والے ماہرین ، چاہے کوئی بھی ہو کسی کی زندگی بدرجۂ اتم پوری کی پوری تاریخ میں محفوظ نہیں ہے ۔

ہاں ایک ذاتِ اقدس ایسی ہے جس کی پوری کی پوری زندگی محفوظ ہے، وہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی ، اور کیسے محفوظ نہ ہوتی جب کہ خود حق جل مجدہ ارشاد فرمارہے ہیں کہ وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ہم آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند تر کردیا ، آپ کے ذکر کو ہی نہیں بلکہ آپ کی پوری زندگی کو بلند کردیا ۔

نبی رحمت سرکار دو عالم ﷺ ہی کی ذات ایسی ہے جس کی زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو بالکل اس طرح روشن اور آبدار ہے ، جس طرح کہ آسمانِ دنیا پر سورج روشن ہے۔

تاریخ وسیر کی کتابیں اٹھا کر دیکھو ، تاریخ تمہیں یہ بھی بتائے گی کہ حضرت عبداللہ کی پیٹھ سے حضور اکرمؐ نطفہ کی شکل میں حضرت آمنہ کے پیٹ میں داخل ہوئے تو حضرت آمنہ پر کیا عالم تھا ، جب آپؐ حضرت آمنہ کے پیٹ میں

تھے تو حضرت آمنہ کو حمل کی وجہ سے جو تکلیفیں ہوتیں وہ بالکل نہ ہوئیں۔

یہی نہیں بلکہ تاریخ یہ بھی بتائیگی کہ جب آپؐ پیدا ہوئے تو وہ موسم موسمِ بہار تھا پیر کا دن اور چار بجکر بیس منٹ ہوئے تھے ، جب آپ پیدا ہوئے تو آپ اس حال میں پیدا ہوئے کہ آپ یتیم تھے ، پھر عرب کے دستور کے مطابق آپ کو حضرت دائی حلیمہ اپنے ساتھ دودھ پلانے کے لئے لے گئیں ۔

یہی نہیں بلکہ یہ بھی بتائے گی کہ حضرت حلیمہ کس خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور ان کے شوہر کا نام کیا تھا ، یہی نہیں بلکہ حضرت حلیمہ کے کتنی اولاد تھی ، اور ان کے نام کیا تھے ، اور پھر آپ دودھ کس طرح پیتے تھے ، اور پھر آپ جب چھ برس کے ہوئے تو آپ نے کس تالاب میں تیرنا سیکھا ، یہی نہیں بلکہ تاریخ نے یہ بھی محفوظ کیا ہے کہ وہ تالاب کتنا چوڑا اور کتنا لمبا تھا ، اسی طرح جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ مقامِ ابواء میں جو مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے گذرے تو وہاں والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ، اور ان کی قبر ابواء میں موجود ہے ۔

پھر آپؐ نے جوانی کی دہلیز پر کس طرح قدم رکھا ،اور آپ نے کس سے شادی کی ، آیا کنواری سے شادی کی یا بیوہ سے ، اگر حضرت خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہوتی ہے تو تاریخ نے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت خدیجہؓ کے آپ سے پہلے دو شوہر تھے جن میں پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی اور دوسرے شوہر کا نام عتیق بن عائذ مخزومی تھا ،اور پھر حضرت خدیجہؓ کے ساتھ آپؐ نے

زندگی کے پچیس سال گذارے ، اور ان سے آپ کی چار لڑکیاں اور دو لڑکے

پیدا ہوئے ، پھر آپ کو کس عمر میں نبوت و رسالت کا تمغہ عنایت کیا گیا اور کہاں عطا کیا گیا ، پہلی وحی کے وقت آپ کی کیا حالت تھی پھر آپؐ نے دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں کیا کارِنمایاں انجام دیئے ، کفارِ مکہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ، آپ کو وطن سے جلاوطن کر دیا گیا ، اور آپ جب مکہ سے ہجرت کر رہے تھے تو آپ شہرِ مکہ اور بلد حرام سے کیا کہہ رہے تھے ۔

تاریخ نے لکھا کہ آپ اس وقت انتہائی حسرت و یاس ، غمِ فراق و جدائی میں بلد حرام اور شہر مکہ سے کہہ رہے تھے ، مَا اَطْیَبُکَ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبُّکَ اِلَیَّ وَلَوْاَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مَاسَکَنْتُ غَیْرَکَ (۱) اے شہرِ مکہ روئے زمین پر تو کیا اچھا شہر ہے اور مجھے کتنا عزیز و محبوب ہے خدا کی قسم اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تجھ سے کبھی جدا نہ ہوتا ، پھر ہجرت کے کن کن حالات سے دوچار ہوئے ، یہی نہیں بلکہ یہ بھی بتایا کہ آپ کی داڑھی میں سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے ، اور آپ کس طرح کے لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے ۔

غرض حضورِ اکرم کی زندگی کا وہ کونسا پہلو ہے جو ہم سے اوجھل و غائب ہے ، چاہے خلوت و جلوت کے حالات ہوں یا مسجد یا میدانِ جہاد کے ، نمازِ شبانہ کے حالات ہوں یا فوجوں کی درستگی کے ، یا منبر و محراب کے احوال ہوں یا گوشۂ تنہائی کے ، غربت و ناداری کے ایام ہوں یا فتح و نصرت کے ، دشمن کو گلے لگانے کے احوال ہوں یا جوشِ غضب کے ۔

(۱)۔[رواہ سنن الترمذی۔باب فضل مکۃ: رقم الحدیث :۳۹۲۶ ۔و المستدرک علی الصحیحین: رقم الحدیث : ۱۷۸۷]

تم نے انجیلِ مقدس میں حضرت عیسیٰ کا یہ قول تو پڑھا ہوگا ’’ تو اپنے خداوند خدا کو اپنی ساری جان اور دل سے پیار کر ، تو دشمن کو پیار کر، جو تیرے داہنے گال پر تھپڑ مارے تو اس کے سامنے بایاں گال بھی پیش کردے ، جو تجھے ایک کلومیٹر بے گار لے جائے تو اس کے ساتھ دو کلومیٹر جا ، جو تیرا کوٹ مانگے تو تو اس کو جبہ بھی دے ، تو اپنے بھائی کو ستر دفعہ معاف کر ‘‘ ۔

اور اس طرح کی بہت سی نصیحتیں تم نے پڑھی ہونگی ، بات کہنے کے لئے بہت آسان و سہل ہوا کرتی ہے ،لیکن کیا عیسائی برادری یا تاریخ اقوامِ عالم یہ بتا سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا اس پر کتنا عمل تھا ، ہرگز نہیں بتا سکتے ۔

آؤ تمہیں مدینہ کی سرکار میں میں دکھاؤں کہ وہ دشمن سے کیسے پیار کرتے تھے ، ابوسفیان کون ہے وہ جو جنگِ بدر و اُحد اور خندق وغیرہ لڑائیوں کا سرغنہ و سردار تھا ، جس نے کتنے ہی مسلمانوں کو تہہِ تیغ کیا ، جس نے خود کتنی مرتبہ حضورِ اکرم نبی رحمتؐ کے قتل کا فیصلہ کیا جو ہر ہر قدم پر اسلام کا سخت ترین دشمن تھا ، لیکن فتحِ مکہ سے پہلے جب حضرت عباسؓ کے ساتھ آتا ہے تو گو اس کا ہر جرم اس قابل ہے کہ ابوسفیان کا سر اس کے تن سے جدا کر دیا جائے ، لیکن قربان جایئے اس درِ یتیم پر جو باوجود طاقتور و باقوت ہونے کے حضرت سفیان کو صرف معاف ہی نہیں کرتا بلکہ یہ بھی کہتا ہے ، مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ آمِنٌ ۔

صرف ابوسفیان کو ہی امن نہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی امن و امان دیا جاتا ہے

جوابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائیں ۔
یہی نہیں وہ ہندہ جس نے فخرِ رسالت مآبؐ کے سب سے محبوب چچا اوراسلام کے عظیم ہیرو حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ بے حرمتی کی تھی ، جس نے آپ کے محبوب چچا کے ناک کان کاٹ کر اور ہار بنا کر گلے میں فخر سے پہنی ہو اور جس نے حضرت حمزہؓ کے سینے کو چیر کر کلیجہ کھا کر چبائی ہو ، اس کے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے، فتحِ مکہ کی تاریخ کے اوراق کھنگالو تو معلوم ہوگا کہ وہ نبیٔ رحمت جس کو رب العالمین نے رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا ، وہ عفو وکرم کی بے مثال تاریخ چھوڑتا ہے کہ وہ ہندہ سے کہتا ہے کہ جاؤ میں نے تجھے معاف کیا ۔
کیا تم انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰؑ کے عفوو کرم کی ایسی مثال دکھلا سکتے ہو ، کیا زبور و توریت اور دیگر آسمانی کتابیں ایسے واقعات پیش کرسکتی ہیں ، بلاشبہ ہرگز نہیں ، ہرگز نہیں ۔
حضرت عیسیٰ انجیل مقدس میں یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ تم اپنے تمام مال واسباب کو خدا کی راہ میں دیدو ، لیکن کیا عیسائی لابی حضرت مسیحؑ کے کسی ایسے تاریخ ساز واقعہ کو بتلاسکتی ہے ، ہرگز نہیں بتلا سکتے ، لیکن آؤ میں تمہیں بتلاؤں ایسی ذاتِ گرامی جس کی مٹھی میں ایک پورا ملک ہو ، جس کی دولت کا یہ حال کہ اس کے دارالحکومت سے اونٹوں پر لدے ہوئے خزانے کے خزانے آرہے ہیں لیکن حال اس کا یہ ہے کہ مہینوں گذر جاتے ہیں کہ اس کے گھر چولھا تک نہیں

جلتا ،غرض کہنے کیلئے بہت سی باتیں ہیں ، یہ سب اس لئے ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ساری انسانیت کیلئے نمونہ بنایا ، اور ارشاد فرمایا :

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ، کہ تمہارے لئے حضورِ اکرم ﷺ کی زندگی میں نمونہ ہے ، اور ایسا کامل نمونہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص کو اس کے مطابق آپؐ کی زندگی میں نمونہ ملے گا ۔

خطیب العصر شیخ الاسلام سید سلیمان ندوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے فرماتے ہیں :

اگر تم دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر کی تقلید کرو ،اگر غریب ہو تو شعبِ ابی طالب کے قیدی اور مدینے کے مہمان کی کیفیت سنو ، اگر تم بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو ، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو ، اگر فاتح ہو تو بدر وحنین کے سپہ سالار پر نظر ڈالو ،اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو ، اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم کو دیکھو ، اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشے کو نہ بھولو ، اگر بچے ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے کو دیکھو ، اگر منصف اور جج ہو تو مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے جسٹس اور جج کو دیکھو ، جس کی نظرِ انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب سب برابر ہیں ، اور اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہ و عائشہ کے مقدس شوہر کی حیاتِ پاک کا مطالعہ کرو ، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہ کے

باپ اور حسن وحسین کے نانا کا حال پوچھو غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو ، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ اور تمہاری سیرت کی درستگی و اصلاح کے لئے سامان ، اور تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے خزانہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے ۔۔۔

.....اللہ اللہ

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور کہنے سننے سے زیادہ عمل کرنے کی ہمت اور حوصلہ مرحمت فرمائے۔

(آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁ ❁ ❁

قرآن مقدس سراپا معجزہ

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ، امابعد!
فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحدَ ثَاتُھَا وَ کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَ کُلُّ بِدْعۃٍ ضَلَالَۃٌ وَ کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِیْ النَّارِ۔

اَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَأَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَ تِلْکَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ﴾(۱) صدق اللہ العظیم

بزرگانِ محترم و برادرانِ مکرم ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الحشر کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی یوں ارشاد فرمارہے ہیں۔

'' اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ پہاڑ باوجود اپنی سختی وصلابتی کے اس قرآن کی عظمت و بزرگی کے آگے جھک جاتا بلکہ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہوجاتا ، یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں تاکہ غور و فکر کریں '' ۔

حاضرین کرام ! اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کیلئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو اس کائنات میں بھیجا ،

(۱)۔[سورۃ الحشر: پ ۲۸ ۔ آیت ۲۱]

اورحضرات انبیاءعلیہم السلام کو اللہ رب العزت نے ایسی ایسی نشانیاں عطا فرمائیں کہ انسان ان نشانیوں کو دیکھ کر اچھی طرح سے سمجھ لے کہ یہ اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا انسان ہے ، انہیں نشانیوں کو معجزات کہا جاتا ہے ۔

جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو علم الأ سماء اور علم الأ شیاء دیا گیا ، یعنی چیزوں کے نام اوران کے صفات وخصوصیات کا علم دیا گیا ،کہ زہر کا استعمال نقصان دہ ہے ، اور فلاں چیز کے استعمال سے فلاں بیماری دور ہوتی ہے ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو ٹونے زوروں پر تھے ، تو ماحول کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحانہٗ و تعالی ایسی نشانیاں اور معجزات عطا فرمائے کہ فرمایا گیا : فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی (۱) جوں ہی اپنی لاٹھی زمین پر ڈالی اژدھا بن گئی ، اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں بادشاہت کا چرچہ تھا ، بادشاہوں اور سربراہوں کی عزت ہوا کرتی تھی ، تو اللہ رب العزت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایسی بادشاہت عطا کی کہ روئے زمین پر کسی کو ایسی بادشاہت نہیں ملی کہ حضرت سلیمانؑ تخت پر بیٹھے ہوئے ہواؤں میں اڑ رہے ہیں ۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں حسن و جمال کا چرچہ تھا ، جوسب سے حسین وخوبرو ہوتا لوگ اس کو محترم سمجھتے ، تو اللہ رب العزت نے حضرت یوسفؑ کو وہ حسن و جمال عطا کیا کہ نبی کریم شفیع عظیم ﷺ نے

---

(۱)۔[سورہ طٰہٰ: پ۱۶۔ آیت:۲۰]

ارشادفرمایا : کہ اللہ رب العزت نے جب حسن و جمال کو پیدا کیا تو آدھا حسن و جمال تنہا حضرت یوسف کو عطا کیا اور آدھا پوری کائنات میں تقسیم کیا ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علمِ طب ،علم ڈاکٹری کا زور تھا ، تو اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو ایسے معجزات عطا کئے کہ عقلِ انسانی دنگ رہ گئی ، اندھے کی بے نور آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو بے نور آنکھیں پُرنور ہو جاتیں ، کوڑھ و برص کے بیمار پر پھونک مارتے تو باذن اللہ شفایاب ہو جاتے۔

انہیں معجزات ونشانیوں کے ذریعہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام پہچانے جاتے ہیں ،اسی طرح حضور سرور کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلواۃ و السلام کی بعثت کا جب زمانہ آیا تو عربی زبان و ادب فصاحت و بلاغت اور زبان دانی کا دور دورہ تھا ہر طرف شعرو شاعری ہو رہی تھی،فصاحت و بلاغت اپنے بامِ عروج پر پہونچی ہوئی تھی بڑے بڑے زبان داں فصیح اللسان اور زبان آور اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھا رہے تھے ، ایسے ماحول اور ایسے وقت میں آپ ﷺ کو قرآن کریم جیسا عظیم الشان معجزہ دیا گیا ، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اہلِ مکہ کے سامنے پیش کیا تو مشرکینِ مکہ نے اس کو کلام اللہ ماننے سے انکار کر دیا ، اور کہا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرْ(۱)، کہ یہ تو صریح جادو ہے جو لوگوں کے سر چڑھ کر بولتا ہے ۔

اِنْ هٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرْ(۲) ، یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ تو انسان کا کلام ہے،

---

(۱)۔[سورۃ المدثر : پ۲۹ ۔ آیت :۲۴]۔(۲)۔[سورۃ المدثر : پ۲۹ ۔ آیت :۲۵]

اور کہنے لگے ، لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا (۱) اگر ہم چاہیں تو اس جیسا کلام پیش کر سکتے ہیں ، جب وہ لوگ چیلنج پر آ گئے ، تو اللہ رب العزت نے ان کو چیلنج کیا یَأْتُوْ بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنَ (۲) اے مشرکینِ مکہ! اگر تم اس کلام کو انسان کی کاوش یا انسان کا لکھا ہوا سمجھتے ہو، تو اس جیسا کلام لا کر دکھلا دو، جب وہ اس چیلنج کو پورا نہ کر سکے تو قرآن اور نیچے اتر کر چیلنج کیا کہ ٹھیک ہے تم پورا قرآن نہیں لا سکتے کوئی بات نہیں فَأْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهٖ (۳) اس جیسی دس سورتیں ہی صرف لا کر دکھلا دو ، پوری تاریخ گواہ ہے کہ کسی بھی مائی کے لال کی اتنی بھی ہمت نہ ہوئی کہ قرآن کے مقابلہ میں دس سورتیں لائے ، پھر اللہ رب العزت نے اس سے بھی نیچے اتر کر اعلان کیا کہ ٹھیک ہے پورا قرآن نہیں لا سکتے ، دس سورتیں لیکر نہیں آ سکتے وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِثْلِهٖ (۴) ، اگر تم کو اس قرآن پر شک ہے جو ہم نے اپنے بندے حضرت محمد رسول اللہ پر نازل کیا ہے تو اس جیسی ایک سورۃ ہی لیکر آ ؤ ، صرف تم خود تنہا نہیں بلکہ وَادْعُوْا شُهَدَاءَ كُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (۵) ، اللہ کے علاوہ وہ تمہارے معبود جن کو تم پروردگار اور حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہو ان کو بھی بلا کر ان کی مدد سے ایک سورۃ لے آ ؤ ، جب وہ ایک سورۃ بھی نہ لا سکے تو قرآن حکیم اس سے کم پر دعوت دیتا ہے کہ ارے انسان! جب تو قرآن نہیں لا سکتا ، دس آیتیں نہیں لا سکتا ، ایک سورۃ نہیں لا سکتا ، فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ

(۱)۔[سورۃ لأ نفال: پ:۹ ۔آیت:۳۱]۔(۲)۔[سورۃ بنی اسرائیل: پ:۱۵۔آیت:۸۸]
(۳)۔[سورہ ھود: پ۱۲۔آیت:۱۳]۔(۴)(۵)۔[سورۃ البقرۃ: پ۱۔آیت۲۳]

كَانُوْا صَادِقِيْنَ (۱)، کم از کم اس جیسی ایک بات تو لے آؤ اگر تم سچے ہو۔
تاریخ شاہد عدل ہے کہ پورا عرب قرآن کے اس چیلنج کو پورا نہ کر سکا اور کیسے کر سکتا تھا خود حق جل مجدہٗ ارشاد فرماتے ہیں: قُلْ لَئِنْ اجْتَمَعَتِ الْجِنُّ وَ الْاِنْسُ عَلٰى اَنْ يَأْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا(۲) ، اے پیارے نبی ﷺ ! ببانگِ دہل اعلان کر دیجئے ،اگر قیامت تک آنے والے انسان و جنات سب ایک دوسرے کی مدد سے اس جیسا قرآن بنانا چاہیں تو وہ اس جیسا قرآن پیش نہیں کر سکتے۔
یہ عجیب بات ہے کہ مشرکینِ مکہ کے سرداروں اور پڑھے لکھے افراد کو اس بات پر پورا یقین تھا کہ یہ اللہ کا کلام ہے ، رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس ؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کا معمول تھا کہ آپ رات میں نماز میں کلامِ پاک پڑھا کرتے تھے ، ایک مرتبہ ابوجہل ، اخنس بن شریق ، ابوسفیان تینوں رات کی اندھیری میں گھر سے اس نیت سے نکلے کہ چل کر محمد بن عبداللہ کی زبان سے قرآن سنیں گے ، اور رات بھر اللہ کا کلام سنتے رہے ، جب صبح ہوئی تو تینوں نکلے ، تینوں راستے میں ٹکرا گئے ، ابوجہل نے پوچھا ابوسفیان کہاں گئے تھے ؟ ابوسفیان نے کہا قرآن سننے گیا تھا ، اخنس بن شریق سے پوچھا اس نے بھی یہی جواب دیا ، ابوسفیان نے پوچھا ابوجہل ، تم کہاں گئے تھے ؟ ابوجہل نے کہا میں بھی قرآن سننے گیا تھا ،

---

(۱)۔[سورۃ الطّور: پ ۲۷۔آیت: ۳۴] ۔(۲)۔[سورۃ بنی اسرائیل: پ: ۱۵۔آیت: ۸۸]

تینوں نے آپس میں طے کیا ، اب آئندہ ہم قرآن سننے نہیں جائیں گے، اگر لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ ہمارے سردار ہی قرآن سننے جاتے ہیں تو وہ بھی مسلمان ہوجائیں گے ،آپس میں طے کرلیا نہیں جائیں گے ، دوسرے دن جب رات ہوئی تو تینوں سے رہا نہیں گیا ، طبیعت تڑپ گئی پھر اللہ کا کلام سننے کیلئے نکل پڑے ۔

ذرا تصور کیجئے اللہ کا کلام اور رسول اللہ کی زبان ، کیسی حلاوت اور چاشنی ہوگی ، دوسری مرتبہ پھر تینوں ٹکرا گئے پھر طے کیا کہ آئندہ نہیں جائیں گے ، پھر تیسری رات بھی طبیعت مچل گئی اور قرآن سننے پہنچ گئے جب صبح ہوئی تو پھر ایک دوسرے سے ملاقات ہوگئی ، ابوجہل نے سب سے قسم لی کہ آئندہ کبھی بھی ہم قرآن سننے نہیں جائیں گے۔

اخنس بن شریق کو دن بھر بے چینی رہی دوسرے دن اس نے تلوار لی اور ابوسفیان کے یہاں پہنچ گیا ، اور کہنے لگا ابوسفیان سچ سچ بتاؤ ، قرآن کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ بلا شک وشبہ قرآن اللہ کا کلام ہے ،ابوسفیان نے اخنس بن شریق سے پوچھا تیری کیا رائے ہے؟ اخنس بن شریق نے بھی یہی کہا، یہ کلام مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰہِ ہے اس میں مجھے کوئی شک نہیں ، ابوسفیان اور اخنس دونوں ابوجہل کے پاس پہونچے ، اور ابوجہل سے دریافت کیا کہ قرآن کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ؟ ابوجہل نے کہا ،میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آسمان والے کا کلام ہے ، یہ کسی انسان

کا کلام ہو ہی نہیں سکتا ، ابوسفیان نے کہا پھر اس کلام کو مانتے کیوں نہیں ؟ ابوجہل کہنے لگا ،اگر اس کلام کو اور محمد کو مان لوں تو میری سرداری اور عزت و مرتبہ ختم ہوجائیگا اس لئے میں نہیں مانتا ، تو کفارِ مکہ کو اس بات کا یقینِ کامل تھا کہ یہ کلام کلام الٰہی ہے جو مُنَزَّلْ مِنَ اللّٰہِ ہے،لیکن صرف تعصب اور حسد کی آگ اور دنیوی وجاہت نے ان کو نہ ماننے پر مجبور کردیا تھا ۔

یہ ہے قرآن مقدس جو بذات خود ایک عظیم معجزہ ہے،اس کی فصاحت و بلاغت،زبان وبیان ، حقائق ومعارف،جامعیت اور حقانیت اظہر من الشّمس ہے ، یہ اللہ کی طرف سے تمام عالم کیلئے ایسا چیلنج ہے جس کی مثال پیش کرنے سے ساری کائنات عاجز اور درماندہ ہے اور اس کی مثال نہ کوئی لا سکا اور نہ لاسکتا ہے ۔

اب اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اے اللہ ہمیں اس کلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما ۔

(آمین یارب العالمین)

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الْقُرْآنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قُلُوْبِنَا وَ جَلَآءَ اَحْزَانِنَا وَ ذَھَابَ غُمُوْمِنَا وَ قَائِدَنَا وَ سَائِقَنَا اِ لَی جَنَّاتِ النَّعِیْمِ وَ ارْزُقْنَا تِلَاوَتَہٗ آنَاءَ الْلَّیْلِ وَ آنَاءَ النَّھَارِ وَ اجْعَلْہُ لَنَا حُجَّۃً یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَی الْخَلْقِ بِبِعْثَةِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمابعد: فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الزمر کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔ ’’ اور جو سچی بات لے کر آئے اور جنھوں نے تصدیق کی وہی لوگ پرہیز گار ہیں ‘‘ ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتقدس نے خلیفۃ المسلمین سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا تذکرہ فرمایا ہے ، قرآن کریم کی ۸ آیاتِ کریمہ میں اور ۳۱۶ احادیث شریفہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر فرمایا گیا ہے ۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا اصلی نام عبداللہ اور لقب صدیق وعتیق ہے ،آپ کے والد کا نام ابوقحافہ اور اسلامی نام عثمان اور والدۂ محترمہ کا نام ام الخیر سلمٰی ہے،

---

(۱) ۔[سورۃ الزمر: پ۲۳۔آیت ۳۳] (کتب معتبرہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مرویات ۱۴۲ ہیں، ان میں ۶ متفق علیہ ہیں ، اور گیارہ صرف بخاری شریف میں اور ایک مسلم شریف میں ہے)

علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں جس وقت حضرت ابوبکرؓ بطنِ مادر سے پیدا ہوئے ، آسمان کے ذرہ ذرہ سے ھاتف غیبی نے آواز دی ، یٰا اَمَۃَ اللّٰہِ اَبْشِرَیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیْقِ اِسْمُہٗ فِی السَّمَاءِ صِدِّیْقٌ وَ بِالْخَاتَمِ النَّبِیِینَ رَفِیْقٌ ، اے اللہ کی بندی سلمٰی تجھے ایسے لڑکے کی بشارت ہو ، جو دوزخ سے آزاد ہے ، اس کا نام عبداللہ رکھ لے یا عبدالرحمٰن لیکن آسمان میں وہ صدیق سے پکارا جائے گا وہ رسول اکرم کا یارِ غار ہوگا ۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں جس وقت ابوبکر صدیقؓ کی عمر سولہ سال تھی ، اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی اسی وقت سے ان دونوں کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے ، تیس سال کی عمر میں صدیق اکبرؓ بغرضِ تجارت شام تشریف لے گئے اثنائے سفر میں صدیق اکبرؓ نے نہایت عجیب وغریب خواب دیکھا شام کے ایک راہب جو توریت و انجیل کے زبردست عالم تھے ان کے پاس خواب بیان کیا ، وہ راہب کھڑے ہوگئے فرمایا مَنْ اَنْتَ ؟ اے خواب دیکھنے والے تم کون ہو ؟

صدیق اکبرؓ نے فرمایا میرا نام ابوبکر ہے ، پھر اس راہب نے دریافت کیا ، مِنْ اَیِّ بَلْدٍ ؟ کس شہر سے آرہے ہو ؟ صدیق اکبر نے فرمایا میں مکہ مکرمہ سے آیا ہوں ، شغل کیا ہے ؟ فرمایا تجارت کرتا ہوں ، اس راہب

نے کہا ، اے ابوبکر دھیان سے سنو ، خواب کی تعبیر یہ ہے ۔
تمہارے شہر میں نبی آخرالزماں ﷺ مبعوث ہونگے ان کا نام نامی محمد ہوگا ، وَ اَنْتَ تَکُوْنُ وَزِیْرُہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ وَخَلِیْفَتُہٗ بَعْدَ وَفَاتِہٖ(۱) نبی آخرالزماں کی حیات میں تم ان کے وزیر رہوگے اوران کی وفات کے بعد تم ان کے خلیفہ بنوگے ۔
حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں لَمْ اُخْبِرْ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ میں نے اس خواب کو کسی سے بیان نہیں کیا یہاں تک کہ نبی آخرالزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمادیا ، اور مجھے ایمان ویقین کی دعوت دی ، میں نے عرض کیا ، مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی قَوْلِکَ؟ آپ کے نبوت کی کیا دلیل ہے ؟ رسول اکرم فداہ ابی وامی علیہ السلام نے فرمادیا ، اے ابوبکر دلیل پوچھتے ہو ؟ رُؤْیَاکَ الَّتِیْ رَأَیْتَھَا بِالشَّام ،میرے نبوت کی دلیل تمہارا وہ خواب ہے جو تم نے شام میں دیکھا تھا ،جوں ہی رسول اکرمؐ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا ، صدیق اکبرؓ مارے خوشی کے اچھل پڑے ، حدیث کے الفاظ ہیں فَعَانَقَہٗ وَ قَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ ،صدیق اکبرؓ نے آپ ﷺ کو سینے سے لگالیا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا ،اور آپ علیہ السلام کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے(۲) ۔
صدیق اکبر کی شان یہ ہے کہ جس دن آپ کے دست اطہر پر ایمان قبول کیا

---

(۱)۔[الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ۔ج ۱ ص ۳۴] ۔(۲)۔[المصدر السابق ۔ نیز یہ روایت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ابن عساکر سے ازالۃ الخفا میں ذکر کی ہے]

اس دن سے لے کر وفات تک آپ سے جدا نہیں ہوئے ، الا ماشاءاللہ خلوت میں جلوت میں ، بدر میں حنین میں ، جنگ میں امن میں ، خوشی میں الم میں ، صحرا میں پہاڑ میں ، گلی میں بازار میں ، حتی کہ مزار تک میں رسول اکرمؐ کے رفیق اور ساتھ ہیں ، اور رسول اکرمؐ کے ایسے محبوب تھے کہ ارشاد فرمایا : رسول اکرم ﷺ نے وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا (۱) ، اگر میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا دوست اور خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا ۔

غزوۂ تبوک کا موقع ہے رسول اکرمؐ نے جہاد کا اعلان فرما دیا نہایت عسرت و تنگی کا زمانہ ہے مسلمان مالی اعتبار سے نہایت کمزور ہیں ، آپؐ نے چندہ کا اعلان فرمادیا ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں اس وقت میری حالت بہت عمدہ تھی میرے دل و دماغ میں خیال ہوا آج میں بارگاہِ نبوت میں ابوبکرؓ سے بازی لے جاؤں گا ، حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں میں اپنا مال لے کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوا ، خدمتِ نبوی میں پیش کیا ، حضور اکرمؐ نے قبول فرمایا ، ارشاد فرمایا اے عمر ! کتنا مال لائے ہو ؟ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا ، یا نبی اللہ ! اپنے پورے مال کا نصف حصہ لایا ہوں نصف مال گھر چھوڑ آیا ہوں ، صدیق اکبر تشریف لائے اور اپنا اثاثہ خدمتِ نبوی میں پیش کیا ، دربارِ رسالت مآبؐ سے سوال ہوا ، اے ابوبکر گھر والوں کیلئے کیا

(۱)۔[رواہ الترمذی عن اَبی سعید الخدریؓ فی کتاب المناقب والفضائل ، باب وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا ، رقم الحدیث : ۳۶۶۰]

چھوڑکر آئے ہو؟ قربان جایئے صدیق اکبر نے فرمایایارَسُوْلَ اللّٰہِ گھر والوں کیلئے اللہ اوراس کے رسول کا نام چھوڑآیا ہوں (۱) جتنا گھر میں تھا سب کچھ لے آیاہوں، حضرت عمرؓ فرمانے لگے میں کبھی بھی حضرت ابوبکرؓ سے سبقت نہیں لے جاسکتا، سبحان اللہ! پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس۔صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عائشہ الصدیقہؓ فرماتی ہیں میرے والدابوبکرصدیقؓ جب اسلام لائے تو اس وقت بڑے مالدروں میں شمار ہوتے تھے ، اس وقت آپ کے پاس ۴۵ ہزار درہم و دینار تھے سب کچھ اسلام و مسلمانوں پر خرچ کرڈالا ، ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ صدیق اکبرؓ مسجدنبوی کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے اپنے بدن کی اوپری چادر میں بٹن کی جگہ کانٹے لگا رہے ہیں، جبرئیل امین نازل ہوئے، عرض کیا اے اللہ کے رسول عرش الٰہی سے پروردگارِعالم نے ابوبکر کی خدمت میں سلام پیش کیا ہے اور پروردگارِعالم دریافت فرماتے ہیں کہ ابوبکر سے پوچھو کہ کیا ابوبکر اس حالت میں بھی اپنے رب سے راضی ہے؟ ابوبکرصدیق کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، أناعَنْ رَبِّی رَاضٍ، أناعَنْ رَبِّی رَاض، أناعَنْ رَبِّی رَاضٍ (۲) اے میرے پروردگار میں ہرحال میں تجھ سے راضی ہوں، یہی وجہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا :

مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ، (۳)

---

(۱)[رواہ الترمذی ،ابواب المناقب،باب رجاءَ ﷺ أن یکون ابوبکر ممن یدعی من جمیع ابواب الجنۃ ،رقم الحدیث: ۳۶۷۵ ورواہ ابوداؤدفی کتاب الزکوٰۃ۔رقم الحدیث : ۱۶۷۸/ الترغیب والترھیب للیافعی ص ۸۷] ۔(۲)۔[الریاض النضرۃ: رقم الحدیث:۱۱۲،ج ۲،ص ۱۳۶۔حلیۃ الأولیاء:ج ۷،ص ۱۰۵۔تاریخ بغداد:ج ۲۔ص ۱۰۶]۔(۳)۔[رواہ الترمذی،ابواب المناقب،باب ما لأحد ید الا کافیناہ ما خلا أبابکر،رقم الحدیث:۳۶۶۱۔اسد الغابہ ۳/۲۲۲]

کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع پہنچایا۔

ارشاد فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے: تمام دنیا پر میرا احسان ہے، لیکن ابوبکر کا مجھ پر احسان ہے میں نے تمام لوگوں کے احسانات دنیا میں چکا دیئے سوائے ابوبکر کے، ابوبکر کے احسانات کا بدلہ تو قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالی ہی عطا فرمائیں گے۔ (۱)

عشاء کے بعد کا حسین ودلکش منظر ہے عائشۃ الصدیقہؓ کی گود میں رسول اکرم ﷺ سر مبارک رکھے ہوئے آرام فرما ہیں، عائشۃ الصدیقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! سارا آسمان ستاروں سے جھلملا رہا ہے، آسمان میں جتنے ستارے ہیں کیا آپ کا کوئی امتی ایسا بھی ہے جس کی نیکیاں ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حَسَنَاتُ عُمَرَ بِعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ(۲) ہاں ہاں میرے عمرؓ فاروق اعظم کی نیکیاں آسمان کے ستاروں سے کہیں زیادہ ہیں، ام المؤمنین عائشۃ الصدیقہؓ فرمانے لگیں یا رَسُوْلَ اللّٰہِ میرے ابا کی نیکیاں؟ رسولِ اکرم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے فرمایا: عائشہ! عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی ہجرت کی گود کا مقابلہ نہیں کرسکتیں(۳)۔

---

(۱)۔[عَن اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''مَا لأَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَ قَدْ کَافَانَاهُ ، مَا خَلا أبَا بَکْرٍ ، فَا نَّ لَهُ عِنْدَنَا یَداً یُکَافِئِهِ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، وَ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ أحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ أبِیْ بَکْرٍ ، وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِیْلاً لاَتَّخَذْتُ أبَابَکْرٍ خَلِیْلاً ، أَلا وَا نَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰهِ، رواہ الترمذی أبواب الناقب ، باب ما لأحد یدا لا و قد کافیناہ ما خلا أبابکرؓ الحدیث :۳۶۶۱]۔(۲۔۳)۔[الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ۔ الباب السابع: ج ۱۔ ص ۳۰۹]

یہی وجہ ہے کہ فاروق اعظم سیدنا عمر ابن خطابؓ فرماتے تھے ، ابوبکرؓ میری زندگی کی ساری نیکیاں لے لو ،اس کے بدلہ میں غارثور کی وہ رات مجھے دیدو جس رات تمہاری گود میں حضور پرنور ﷺ کا سرِ مبارک تھا ، سبحان اللہ کیا شان ہے ابوبکر صدیقؓ کی ۔ (۱)

یہی وجہ ہے کہ مرضِ وفات کا زمانہ ہے رسول اکرم ﷺ پر بے ہوشی پر بے ہوشی طاری ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ موجود ہیں ۔ اَفْقَهُهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ تمام صحابہؓ میں سب سے زیادہ فقیہ اور مفتی عبداللہ بن مسعودؓ بھی موجود ہیں ، اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةُ بْنُ الجَرَّاحُ بھی موجود ہیں ، وَ أَقْرَأُهُمْ تمام صحابہ میں سب سے بہترین قاری حضرت ابی بن کعبؓ بھی موجود ہیں ، صَاحِبُ السِّر لِرَسُوْلِ اللّٰهِ حُذَيْفَةُ بْنُ يَمَانٍؓ رازدارِ نبوت حذیفہ بن یمانؓ بھی موجود ہیں ، غرض سارے صحابہ موجود ہیں ، لیکن آپ نے فرمایا ، يَا عَائِشَةُ مُرِیْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ، اے عائشہ ابوبکرؓ کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میرے مصلے پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں سے کوئی نہیں آ سکتا ، میرے مصلے پر کوئی نماز پڑھائے گا تو وہ ابوبکر ہوگا ۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا رَجُلٌ رَ قِيْقٌ ضَعِيْفُ الصَّوْتِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، ابوبکر ایک نرم دل پست آواز کے آدمی ہیں ، قرآن پڑھتے ہیں تو بہت

(۱) [رواہ رزین بحوالہ معارف الحدیث باب المناقب رقم الحدیث ۱۴۴۴ ج ۸ ص ۱۹۸۔ دلائل بیہقی میں خبہ بن مخصن سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے کہ ابوبکر کی ایک رات اور ایک دن عمر کے تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے در منثور ج ۳ ص ۲۴۱]

روتے ہیں ، آپ کی جگہ کھڑے ہونے کی ان کو تاب نہیں ، حضور اکرم ﷺ نے نہایت سخت لہجہ میں فرمایا : لَا یَابیٰ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اِلَّا اَبَابَکْرٍ ، اے عائشہ ! اللہ تعالی بھی انکار کرتے ہیں اور اللہ کا رسول بھی انکار کرتا ہے ۔(۱)

گویا رسول اکرم ﷺ اپنا مصلیٰ دے کر اس بات کا واضح اشارہ فرمادیا کہ میرے بعد اس امت کی قیادت وسیادت اور خلافت کا وارث صرف اور صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ۔ (۲)

بس دعا کیجئے اللہ تعالی ہمیں بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ایمان و تقویٰ اور جذبۂ عمل نصیب فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[رواہ الترمذی ، ابواب المناقب ،باب "مروا أبابکر فلیصل بالناس ۔" رقم الحدیث: ۳۶۷۲]

(۲)[رواہ الجامع الصحیح لمسلم ، کتاب الصلاۃ باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر او مرض ، و رقم الحدیث : من ۹۳۶ الی ۹۴۸ ۔ وکذالک رواہ الترمذی فی أبواب المناقب ، عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ اِمْرَاَۃً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَکَلَّمَتْہُ فِیْ شَیْءٍ، فَاَمَرَھَا بِاَمْرٍ ، فَقَالَتْ : اَرَاَیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ لَمْ اَجِدْکَ ؟ قَالَ : اِنْ لَمْ تَجِدِیْنِی فَاْتِیْ اَبَابَکْرٍ قولہ ﷺ لِامْرَاَۃٍ : فَاِنْ لَمْ تَجِدْنِی فَاْتِیْ اَبَابَکْرٍ . رقم الحدیث:۳۶۷۶ ، یہ متفق علیہ روایت ہے اور اس میں ابوبکر صدیقؓ کی یہ فضیلت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا قائم مقام بنایا ، اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہونگے]

اولیں پرشش نماز بود

(نماز کی اہمیت اور فضیلت)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی وَاُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ

أما بعد : قال اللہ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ، الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ، وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ، وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ، وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ، اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ، فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ، وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ، وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ، الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

وَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الصَّلَاةُ ، فَاِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهٖ وَ اِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهٖ " (۲) .

---

(۱)۔[سورۃ المؤمنون: پ ۱۸۔آیت ۱۔۱۱] (۲)۔[رواہ الطبرانی فی الأوسط و لاباس باسنادہ ان شاء اللہ بحوالہ۔الترغیب والترھیب، الترغیب فی الصلوات الخمس والمحافظۃ علیھا، رقم الحدیث :۳۱۔ج ۱ص ۲۴۵]

روز محشر کہ جاں گداز بود ۔۔ اولیں پرشش نماز بود

بزرگانِ محترم و برادارنِ مکرم ! اس وقت میں نے جن آیات کی تلاوت کی ہے وہ سورہ مؤمنون کی چند آیات کریمہ ہیں ، ان آیات میں حق سبحانہٗ و تقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" وہ مؤمن اور مسلمان فلاح و کامیابی کو پہونچ گئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو بیکار کی چیزوں سے بچتے ہیں ، اور وہ لوگ جو زکواۃ ادا کرنے والے ہیں یا اپنے اخلاق کو درست کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی بیویوں اور باندیوں کے کہ ان میں کوئی حرج نہیں البتہ جو ان کے علاوہ اور جگہ شہوت پوری کرنا چاہیں وہ لوگ حد سے گذرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی رعایت کرنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کا اہتمام کرنے والے ہیں یہی لوگ جنت کے وارث ہیں جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیش اس میں رہیں گے "۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا : کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب بندے سے لیا جائیگا ، وہ نماز کا حساب ہوگا ، پس اگر نماز پوری اور اچھی نکل آئی تو سارے اعمال درست ہونگے اور اگر نماز ہی درست نہ نکلی تو یہ سارے اعمال بھی بیکار ہونگے ۔

حاضرین کرام ! یہ بات سبھی کو معلوم ہے ایمان کے بعد سب سے پہلی چیز جو ایک مؤمن و مسلمان پر فرض ہوتی ہے وہ نماز ہے ۔

ہاں نماز ایمان و اسلام کی وہ روح ہے جس کے بغیر ایمان و اسلام محض ایک ڈھانچہ ہے ، ارشاد فرمایا آقائے مکی و مدنی علیہ السلام نے بَیْنَ الرَّجُلِ وَ بَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ(۱) ، کہ بندے اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے ۔

یہی ہے وہ نماز جو خالق و مخلوق اور عرش و فرش کے درمیان ایک رابطہ ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے معبود کو دیکھتا ہے ، حضور ختمی مرتبت فداہ ابی وامی نے ارشاد فرمایا : اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ(۲) ، اے بندۂ مؤمن ! تو اللہ کی ایسی عبادت کر گویا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے ، ہاں اگر تجھے اس پر اطمینان نہ ہو تو کم از کم یہ جان لے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے ۔

کہیں ارشاد فرمایا : اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَ مَنْ ھَدَمَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ(۳) ، ارشاد محبوب یزدانی ہے۔

کہ نماز دین کا ستون ہے دینِ اسلام کی عمارت اسی پر قائم ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے اپنے دین کو قائم رکھا جس نے نماز کو ضائع کیا اس نے دین اسلام کی عمارت کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ۔

---

(۱)۔[روی عن جابرؓ قال قال: رسول اللہ ﷺ بین الرجل وبین الکفر ترک الصلاۃ ۔ رواہ الجماعۃ الا البخاری والنسائی وفی روایۃ لمسلم بین الرجل وبین الشرک ترک الصلاۃ ۔شرح العمدۃ ۔ج ۴ ۔ص ۴۳۷] (۲)[ھو بعض الحدیث من حدیث جبرئیل ، رواہ مسلم ، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان، رقم الحدیث : ۹۳ ، و معارف الحدیث کتاب الایمان رقم الحدیث :۲ ج ۱ ص ۴۶ ۔ ۴۷ ۔ صحیح البخاری میں حضرت ابوھریرۃؓ سے بھی یہ واقعہ مروی ہے اور دیگر کتب حدیث میں بھی موجود ہے] (۳) ۔[الصلوۃ عماد الدین ۔الخ ۔کشف الخفاء ج ۲ ۔ص ۳۲ رقم الحدیث :۱۶۲۱ ۔ ورواہ الطبرانی ایضاً]

الترغیب والترہیب نے طبرانی کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے ، حضرت عبادۃ بن صامتؓ ارشاد فرماتے ہیں لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ وَ اِنْ قُطِعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ وَ لَا تَتْرُكُوْا الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدِيْنَ فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّداً فَقَدْ خَرَجَ الْمِلَّةَ (۱) ۔

اے لوگو ! اللہ کے ساتھ کبھی بھی شرک نہ کرنا اگر چہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں ، یا تمہیں آگ میں بھون کر کباب بنا دیا جائے ، دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ خبردار جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ میری امت سے نکل گیا ۔

مسلمانو ! یہی تو وہ نماز ہے جس کی خاطر ہم بہانہ تراشا کرتے ہیں ، یہی تو وہ نماز ہے جس کے پڑھنے سے ہم کو ہماری تجارتیں روکتی ہیں ، ملازمتیں روکتی ہیں ، یاد رکھئے ! نماز ایسی مہتم بالشان عبادت ہے ، جس سے کسی عاقل و بالغ مرد وعورت کو چھٹکارا نہیں ، اس معاملے میں کسی کا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا ۔

---

(۱)۔[عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ: اَوْصَانِی خَلِيْلِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعِ خِصَالٍ فَقَالَ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئاً وَ اِنْ قُطِعْتُمْ اَوْ حُرِّقْتُمْ اَوْ صُلِّبْتُمْ وَ لَا تَتْرُكُوا الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدِيْنَ فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّداً فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْمِلَّةِ وَ لَا تَرْكَبُوا الْمَعْصِيَةَ فَاِنَّهَا سَخَطُ اللّٰهِ وَ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ فَاِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا كُلِّهَا ۔ رواه الطبرانی و محمد بن نصر فی کتاب الصلاة باسنادین لا باس بهما کذا فی الترغیب و هکذا ذکره السیوطی فی الدر المنثور و عزاه الیهما فی المشکوة بروایة ابن ماجة عن ابی الدرداء نحوه ۔ الترغیب والترهیب: رقم الحدیث : ۳ ۔ ج ۱ ۔ ۳۷۹ ۔ تفسیر ابن کثیر: ج ۲ ۔ ص ۱۸۹]

مفسرین کرام نے لکھا ہے اگر کوئی بندہ میدانِ محشر میں یہ عذر کرے گا کہ اے خالق ذوالمنن میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا ، ریاست وسلطنت کے امور مجھے نماز نہ پڑھنے دیتے تھے ، تو اللہ رب کریم حضرت داودؑ و سلیمانؑ کو بلائیں گے اور کہیں گے ، تمہاری بادشاہت کی کیا حقیقت ہے ؟ ارے حضرت سلیمانؑ کی بادشاہت کو دیکھو ان کی بادشاہت صرف انسانوں پر ہی نہیں بلکہ ان کی بادشاہت تو جنگل کے درندوں ، فضاؤں کے پرندوں ، اور چرنے والے چرندوں اور نظر نہ آنے والے جنوں پر بھی چلتی تھی ، ان کی بادشاہت کا سکّہ چہار دانگ عالم پر چلتا تھا ، ان کو ان کی بادشاہت نے ان کی سلطنت اور ان کی ریاست نے ہماری بندگی سے نہیں روکا ، تیری ایک بالشت بھر کی بادشاہت نے ہماری بندگی سے روک دیا ، جاؤ جہنم تمہارا انتظار کر رہی ہے ۔

بندہ عرض کرے گا اے اللہ میں بیمار تھا میری بیماری مجھے نماز نہ پڑھنے دی تو حکمِ رب ہوگا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو حاضر کیا جائے ، ان سے کہا جائے گا تیری بیماری کیا حیثیت رکھتی ہے ، ارے میرے اس پیارے بندے ایوب کی حیاتِ مقدس کا مطالعہ کر ، یہ بندہ برسوں بیمار رہا اس کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے ، مگر ایک سانس بھی ہماری یاد اور ایک پل بھی ہمارے ذکر سے غافل نہیں رہا ۔

بندہ عرض کرے گا اے رب دوجہاں میری اولاد اتنی زیادہ تھی

کہ اس نے نماز پڑھنے سے روک دیا ، نماز کیلئے جاتا تو ایک اِدھر سے روتا ، دوسرا اُدھر سے روتا ، اللہ تعالیٰ حضرت یعقوب علیہ السلام کو باریابی کا حکم دیں گے ،اور کہیں گے تجھ سے زیادہ حضرت یعقوبؑ دنیا میں بہت اولاد والے تھے ، ہاں یہی وہ یعقوبؑ ہیں جن کا یہ حال تھا کہ حضرت یوسفؑ کی جدائی کے غم میں روتے روتے آنکھوں کی بینائی ضائع کردی ، مگر یہ رنج و الم اور آفت و افلاس نے ان کو ہم سے غافل نہ کیا ۔

کوئی عورت عرض کرے گی کہ میرا خاوند میرے اوپر ظلم کرتا تھا اس کی وجہ سے میں نماز جیسی عبادت سے دور رہی ، اللہ تعالیٰ حضرت بی بی آسیہ یعنی فرعون جیسے ظالم و جابر کی بیوی کو بلائیں گے اور کہیں گے یہ آسیہ اس شیطان اور کمینہ انسان کی بیوی ہے جس کے ظلم و ستم سے بنی اسرائیل کانپ اٹھتے تھے ، اس روئے زمین پر سب سے پہلے جس نے بچوں کے اجتماعی قتل کا حکم دیا وہ فرعون ہی تھا ، جس کے ظلم وستم کا یہ حال تھا کہ خدا کی عطا کردہ نعمت پر اتنا اکڑا اتنا اکڑا کہ خود کو خالق دو جہاں تصور کر لیا ، اور اعلان کردیا کہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ ، میں ہی تمہارا رب ہوں میں ہی تمہارا خدا ہوں ، اس شخص کی بیوی ہوتے ہوئے یہ ہماری یاد سے غافل نہیں رہی ، لہٰذا تیرا عذر بھی نا قابلِ قبول ہے ۔

تم سب نے محض سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز سے اعراض کیا ، فرشتوں کو حکم ہوگا ان نامرادوں کو جہنم کی دھکتی ہوئی آگ میں لے جاؤ ۔

ہاں جہنم کی آگ وہی آگ ہے جس کے متعلق حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ ہماری اس دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے محفوظ رہنے کیلئے ہر روز ستر دفعہ پناہ مانگتی ہے ۔

آگے قرآن کی زبانی سن لیجئے ، قرآن کہتا ہے کہ جب وہ لوگ دوزخ کے دروازے پر پہنچیں گے تو دوزخ کا دربان دوزخ کا واچ مین Watch man جس کا نام مالک ہے ، دریافت کرے گا کہ تم لوگ کس جرم کے پاداش میں جہنم آئے ہو، وہ لوگ کہیں گے لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ(۱) ہم دنیا میں اللہ کی یاد سے غافل تھے ، نماز سے غافل تھے ، ہماری دنیا اور اس کی لذتیں اللہ کی عبادت سے ہمیں روکتی تھیں ، اس جرم کی وجہ سے ہم اس آگ میں جھونک دیئے گئے ۔

مسلمانو ! اتنی سخت ڈانٹ اور وعید کے بعد بھی ہمارے بدن میں کپکپی طاری نہیں ہوتی ، ہمارے جسم کے رونگٹے کھڑے نہیں ہوتے ، ہماری آنکھیں اپنی سیہ بختی پر آنسو نہیں بہاتیں ، اللہ کے غیظ وغضب سے ہمارے دل میں خوف وخشیت کی ایک بھی لہر پیدا نہیں ہوتی ، اس سے بڑھ کر اور کیا بے شرمی اور بے غیرتی ہوگی ۔

حضور اکرم نبی رحمت علیہ السلام اپنی پوری زندگی میں نماز کی تعلیم فرماتے رہے اور جب آپؐ کے وصال کا وقت قریب آیا ، وہ لمحہ کیا لمحہ ہوگا جس میں

---

(۱)۔[سورۃ المدثر : پ:۲۹ ۔آیت:۴۳]

اللہ کا محبوب ، غمگساروں کا دلبر ، ہادیوں کا راہبر اس دنیائے فانی سے پردہ کرنے والا تھا ، مرضِ وفات اور سکرات کی شدت اور امت سے جدائی کا احساس آپ پر تابڑ توڑ حملے کر رہا ہے ، زبانِ مبارک پیاس سے سوکھ رہی ہے ،جسم مبارک پر کپکپی طاری ہے ، درد سر کی وجہ سے آپ نے اپنے سر پر ایک سرخ کپڑا باندھ رکھا ہے ، ایسی تکلیف کی حالت میں کس کو کس کی خبر رہتی ہے ، وہ رسول رحمت ﷺ اپنی آخری سانس میں بھی اپنے اس امت کو یوں وصیت کر رہا ہے ۔

اے میرے جانثارو ! اے میرے جگر پارو ، میں نے تمہاری خاطر اپنا خون بہایا ، تمہاری خاطر طائف میں پتھر کھائے ، میں نے تمہاری خاطر اپنے دانتوں کو بھی شہید کرادیا ، اب وقتِ رخصت ہے ، دو باتوں کو مضبوطی سے باندھ لو ،سن لو ! الصَّلوٰۃُ الصَّلوٰۃُ اِتَّقُوا اللّٰہَ فِیمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ (۱) نماز کی پابندی کرنا اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا ، نماز کی پابندی کرنا اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا ، نماز کی پابندی کرنا اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا ، اے دنیا کے انسانو ! تم اپنے مرنے والوں کی وصیتوں کا احترام کرتے ہو،لیکن اے مسلمانو ! تم اپنے رسول رحمۃ للعالمین ﷺ کی وصیت کا احترام کیوں نہیں کرتے ؟۔

---

(۱)۔[عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ کَانَ آخِرُ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ((اَلصَّلوٰۃُ اَلصَّلوٰۃُ اِتَّقُوْا اللّٰہَ فِیْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ)) ، رواہ ابو داؤد ، کتاب الأدب ، باب حق المملوک رقم الحدیث:۵۱۵۶ ۔ و معارف الحدیث ،باب المعاشرۃ والمعاملات ،رقم الحدیث:۹۶/ج۶/ص۱۲۱]

نماز پریشانیوں اور تنگیوں کو دور کرنے کا بہترین علاج ہے ۔

ابوداود شریف کی حدیث ہے حضرت ابوحذیفہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ صَلّٰی (۱) ، شافع روزمحشر انبیاء کے سردار علیہ الصلاۃ و السلام کو جب کوئی سخت پریشانی پیش آتی تو نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے۔

یاد رکھو کہ نماز ایک زنجیر ہے جو خدا کی رحمت کو کھٹکھٹاتی ہے ، اسی وجہ سے ارشاد فرمایا گیا ، یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (۲) اے ایمان والو ! صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد حاصل کرو ۔

اب اللہ سے دعا کیجئے اے اللہ ہمیں نماز جیسی اہم عبادت کو خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرما اور مرتے دم تک ہم کو اس پر قائم فرما۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَاوَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ، رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابْ۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[عَن حُذیفةَ قالَ کَانَ النبیُّ ﷺ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ صَلّٰی، رواہ ابوداؤد بحوالہ معارف الحدیث، کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث: ۲۲۸ ج ۳ص ۳۶۵ ۔ البدایۃ والنھایۃ: ج ۴۔ص ۱۱۵ ۔ اخرجہ اُحمد و اُبوداؤد ، و ابن جریر کذافی الدرالمنثور ۔ و مشکوٰۃ المصابیح ۔ باب صلاۃ التطوع : حدیث رقم: ۱۳۲۵]

(۲)۔[سورۃ البقرۃ: پ۲۔آیت ۱۵۳]

((نماز پڑھیئے قبل اس کے کہ آپ کی نماز پڑھی جائے))

جمعہ کے دن قبولیتِ دعا کی گھڑی

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَاوَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمابعد :۔ قَالَ النبیُّ صَلَّی اللہُ علیہ و سلَّم اِنَّ فِی الْجُمُعَۃِ لَسَاعَۃٌ لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْھَا خَیْرًا اِلَّا أَعْطَاہُ اِیَّاہُ۔(۱)

حاضرینِ کرام ! گذشتہ ماہ جمعہ کے خطبہ میں جمعہ کے فضائل و مسائل بیان کئے گئے تھے آج کا یہ میرا خطبہ بھی جمعہ کے دن سے ہی متعلق ہے۔

فرمایا نبی ذی عظمت عظیم المرتبت علیہ الصلاۃ و التسلیم نے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس ساعت میں جو بھی مانگتا ہے وہی چیز اللہ تعالی اس کو عطا فرماتے ہیں ، نیز احادیث شریفہ کے اندر ارشاد فرمایا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق جمعہ کی آخری ساعت میں ہوئی تھی اسی وجہ سے جمعہ کی آخری ساعت اللہ کے یہاں دعا کی قبولیت کا وقت ہے اس میں جو بھی دعا کی جاتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے ، اور وہ ساعت آخری ساعت ہے، یعنی عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک ، جو وقت ہے وہ وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے (۲)۔

---

(۱)۔[رواہ البخاری، کتاب الجمعۃ ،باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ ،رقم الحدیث:۹۳۵۔و رواہ مسلم، کتاب الجمعۃ ،باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ ،رقم الحدیث : ۱۹۶۹ ،مشکوۃ شریف ۱/۱۱۹] (۲)۔[رواہ أحمد۔بحوالہ الفتح الربانی :۶/۱۳]

یہی وجہ ہے کہ اکثر صوفیائے کرام جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک اوراد و اذکار اور دعاومناجات میں مشغول رہتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: امام کے خطبہ شروع کرنے سے لیکر جمعہ کی نماز کے ختم ہونے تک دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔(۱)

ایک اور روایت ہے کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان جب امام بیٹھتا ہے وہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے ، لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عصر کی نماز سے لیکر غروبِ آفتاب تک کے وقت میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس ساعت میں جو بھی دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔(۲)

انسانی زندگی خوشی ومسرت ،رنج وغم کا مرکب اورنعمتوں اور مصیبتوں کا مجموعہ ہے ، جب بھی بندۂ مومن کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے یا کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ اللہ کے دربار میں فریادی بن کر حاضر ہوتا ہے، اللہ رب العزت کی صفتِ جود وکرم اتنی وسیع وعریض ہے کہ بلا تفریق مؤمن وکافر ہر ایک اسکی نعمتوں سے استفادہ کرتا ہے، ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ کے رسول جناب محمد رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ جوتے کا تسمہ بھی اگر ٹوٹ جائے

---

(۱)[سمعتُ رسولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ھِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَجْلِسَ الاِمَامُ اِلی اَنْ تُقْضٰی الصَّلَاۃُ ، رواہ مسلم، کتاب الجمعۃ ،باب الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ ،رقم الحدیث: ۱۹۷۵، وابوداود بحوالہ الترغیب والترھیب کتاب الجمعۃ رقم الحدیث: ۲۳ ج ۱ص ۴۹۳] (۲)۔[وروی عن انس بن مالکؓ عن النبی ﷺ قال: اِلْتَمِسُوْا السَّاعَۃَ الَّتِی تُرْجٰی فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ بَعْدَ صَلَاۃِ الْعَصْرِ اِلٰی غَیْبُوْبَۃِ الشَّمْسِ ، رواہ الترمذی ۔یوم الجمعۃ اثنا عشرۃ ساعۃ لا یوجد عبد مسلم یسأل اللہ عزوجل شیئا الا آتاہ اللہ ایاہ فالتمسوھا آخر ساعۃ بعد العصر، رواہ ابوداود والنسائی بحوالہ الترغیب ۱/۴۹۵]

تو اللہ سے دعا کرو ،لیکن اللہ سے کیسے مانگے اور کس انداز سے مانگا جائے ۔

فی الحقیقت حضراتِ انبیاء علیہم السلام کو ہی اللہ سے مانگنا آتا ہے وہ حضرات جب مانگتے ہیں تو اللہ سے مانگتے ہیں ،اگر فریاد کرتے ہیں تو اللہ سے فریاد کرتے ہیں ، ہر چیز میں اللہ ہی سے رجوع کرتے ہیں ، حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ قرآنِ عظیم میں ارشاد فرمایا گیا ، انہیں بیٹا مانگنے کی ضرورت پیش آئی تا کہ ان کی نبوت کا مشن آگے چلے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے اس انداز سے بیٹا مانگا کہ اللہ رب العزت کو وہ مانگنا اتنا پسند آیا کہ قرآنِ عظیم کے اندر اس دعا کو ذکر فرمایا ، اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِيًّا اللہ رب العزت فرماتے ہیں: اس وقت کو یاد کرو جب کہ حضرتِ زکریا علیہ السلام نے چپکے چپکے اپنے دل میں اللہ سے مانگنا شروع کیا اور دھیمی آواز سے اولاد طلب کی جس کو یا تو وہ سنتے تھے یا ان کا اللہ سنتا تھا کسی دوسرے کو خبر نہیں تھی اس طرح سے مانگنا شروع کیا ، معلوم ہوا دعا مانگنے کا پہلا ادب یہ ہے کہ آدمی چیخ چیخ کر نہ مانگے بلکہ چپکے چپکے اللہ سے مناجات کرے فرمایا اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَ خُفْيَةً اللہ سے چپکے چپکے اور گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرو ، زکریا علیہ السلام یوں مانگ رہے ہیں ۔

قَالَ رَبِّ اِنِّی وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ اے اللہ میری ہڈیاں خشک ہو چکی ہیں ، بڑھاپے کی انتہا یہ ہے کہ ہڈیاں بھی خشک ہو گئیں ان میں گودا بھی باقی نہ رہا ، بھلا بتایئے جب ہڈیوں میں گودا باقی نہیں تو گوشت کہاں باقی ہوگا ، بلکہ ہڈی

سے چمڑا الگ ہو چکا ہے ،کوئی طاقت میرے اندر موجود نہیں ، آگے فرمایا وَاشْتَعَلَ الرَّاسُ شَيْبًا (۱) اے اللہ ! بال بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو گئے یعنی اندر بھی بڑھاپا سرایت کر گیا کہ ہڈیوں میں روغن نہیں اور اوپر بھی بڑھاپا چھا گیا کہ بالوں میں سیاہی تک باقی نہیں رہی ۔

ذرا تصور کیجئے حضرت زکریا علیہ السلام بیٹا مانگنا چاہتے ہیں اور حالت وہ پیش کر رہے ہیں جس حالت میں بیٹا ہونا ناممکن ہے ، لیکن درحقیقت حضرت زکریا علیہ السلام بخوبی جانتے تھے کہ ناممکن کو ممکن بنانا اللہ کے لئے آنِ واحد کا کام ہے ، اللہ رب العزت کے نزدیک اسباب کی کوئی حیثیت نہیں جو ذات بلا ماں باپ کے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے پر قادر ہو اور بلا ماں کے حضرت حوا کی پیدائش پر قادر ہو ، اور بلا شوہر کے حضرت عیسیٰ کی تخلیق پر قادر ہو ، بلا کسی سبب کے قومِ عاد کے لئے پہاڑ کے بطن سے ایک حاملہ اونٹنی نکالنے پر قادر ہو اور بذاتِ خود اسباب جس کے حکم کے محتاج ہوں اس ذات سے یہ کوئی مشکل ترین امر نہیں ہے ، آگے فرماتے ہیں وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا (۲) اے اللہ میں کبھی بھی آپ کے پاس سے نامراد واپس نہیں گیا ، جب گیا ہوں کچھ نہ کچھ لے کر گیا ہوں ، حاصل یہ کہ اسباب کے درجہ میں میرے پاس کوئی چیز نہیں اور آپ کے پاس سے کبھی مایوس بھی نہیں گیا ہوں ، اس لئے مجھے یقین رکھنا ہے کہ منہ مانگی مراد مجھے ضرور ملے گی ۔

---

(۱)۔[سورۃ مریم پ۱۶ آیت ۴] ۔ (۲)۔[سورۃ مریم پ۱۶ آیت ۴]

حدیث قدسی ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِی(۱) کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ دعا کرتا ہے پھر وہ یقین و گمان کرتا ہے کہ اللہ رب العزت میری اس دعا کو ضرور قبول فرمائیں گے، تو میں اس کو ضرور قبول کرتا ہوں لیکن اگر وہ پس وپیش کرتا ہے تو یہ اس کا قصور ہے میرا معاملہ اس کے ساتھ ویسا ہی ہوتا ہے ۔

آگے زکریا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَرَائِیْ اے اللہ مجھے اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے بھی ڈر ہے اور کوئی توقع نہیں ہے کہ دینِ حنیف کی اشاعت کے لئے میرے بعد کوشش کریں گے بلکہ دین کو ضائع کردیں گے، اس کے بعد فرمایا وَ کَانَتِ امْرَأَتِیْ عَاقِرًا اے اللہ میں ہی بوڑھا نہیں ہوں بلکہ میری بیوی بھی بانجھ ہے ، غرض اولاد ہونے کی کوئی اہلیت اور لیاقت ہم میں نہیں ہے ، فَهَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْکَ وَلِیًّا اے اللہ مجھے بیٹا عطا فرمادیجئے جو ان کمالات کا وارث بنے ۔

حقیقت یہ ہے کہ مانگنے کا ڈھنگ انبیاء علیہم السلام کو ہی آتا ہے ، وہی جانتے ہیں کہ اللہ کے دربار میں کس طرح مانگا جائے ، جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ مبارکہ میں کسی صحابی نے یوں عرض کیا ۔

یارسول اللہ ! ہم لوگ دعا کرتے ہیں ، قبول نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ ہے

---

(۱)۔[عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَهٗ حَیْثُ یَذْکُرُنِیْ ۔ رواہ البخاری ومسلم بحوالہ الترغیب والترھیب ۔رقم الحدیث :۴۰ ۔ج ۴/ ص ۲۶۹]

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَ مَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَ مَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَ غُذِّیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ (۱) کھانا دیکھو تو حرام کا پینا دیکھو تو حرام کا ، لباس دیکھو تو حرام کا ، اور کہہ رہا ہے یارب یارب دعا کہاں سے قبول ہوگی ، دعا کی قبولیت کے لئے لازم ہے کہ پاکیزہ بن کر جائے اسی طرح اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا : اَنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ (۲) اللہ رب العزت اس شخص کی دعا بھی قبول نہیں فرماتے جس کے ہاتھ اللہ کے دربار میں دراز ہوں اور دل و دماغ دنیوی علائق میں مشغول ہوں ۔

ہاں دعا وہ قبول کی جاتی ہے جس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (۳)، ہاں مضطر و بے قرار ہو کر جب آدمی اللہ سے مانگتا ہے تو دعا کبھی رد نہیں کی جاتی چونکہ اس دعا کا تعلق قلب سے ہے ، وہی دعا بارگاہِ رب العزت میں قابلِ قبول ہے جو قلبِ مضطر کے ساتھ مانگی جائے۔

اور جو دعا قلبِ مضطر کے ساتھ نہ مانگی جائے وہ دعا قابلِ التفات نہیں ہوا کرتی ، بعض حضرات کہا کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ رب العزت سے بہت مانگا لیکن وہ عطا نہیں کیا گیا اس کی وجہ ظاہر ہے کہ آدابِ دعا کی رعایت نہیں کی گئی ، اگر دعا کے کل آداب کی رعایت بھی کی ، ساری شرائط کو ملحوظِ خاطر بھی

(۱)۔[رواہ مسلم ۱/۳۲۶ ۔الترغیب والترھیب ۲/۳۴۴ ۔مشکوٰۃ المصابیح ۱/۲۴۱] (۲)۔[رواہ الترمذی ۔کتاب الدعوات ، باب فی ایجاب الدعاء تقدیم الحمد ۔رقم الحدیث ۳۴۷۹] (۳)۔[سورۃ النمل : پ۲۰ ۔آیت ۶۲]

رکھا اور دعا مانگی تو یقیناً اللہ تعالی اس کو قبول فرماتے ہیں، اللہ رب العزت خود قرآنِ عظیم کے اندر ارشاد فرمارہے ہیں ، اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (۱) تم مجھ سے مانگو میں تمھاری دعاؤں کو قبولیت کے شرف سے نوازوں گا ، لیکن قبولیت کے مختلف طریقے ہیں بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ منہ مانگی مراد فوراً ہاتھ کے ہاتھ مل جاتی ہے، اور آدمی کہا کرتا ہے کہ وہ وقت قبولیت کا وقت تھا جو مانگا وہی مل گیا کاش کہ میں اس وقت فلاں چیز مانگ لیتا تو وہ بھی مل جاتی، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ شی تو نہیں ملتی مگر اس سے بڑی چیز مل جاتی ہے، تو بعد میں خوش ہوتا ہے کہ اچھا ہوا وہ چیز نہ ملی جو مانگی تھی ۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ منہ مانگی مراد ملتی تو ہے مگر ذرا دیر سے ملتی ہے ذرا انتظار کرنا پڑتا ہے حتی کہ بعض دعائیں انتہائی گریہ و زاری کے ساتھ مانگتا ہے لیکن وہ مرادیں آخری عمر میں نظر آتی ہیں ۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کے دربار میں مانگ رہا ہے مانگ رہا ہے مانگتے مانگتے عمر گذر گئی یہاں تک کہ انتقال ہوگیا ، اسی مصیبت میں گرفتار و مبتلا ہے حتی کہ آدمی انتہائی مایوسی و ناامیدی کے عالم میں یوں کہا کرتا ہے ، اے اللہ مجھ سے کون سی غلطی ہوگئی ہے کہ میری دعائیں قابلِ التفات نہیں سمجھی جارہی ہیں اسی عالم میں اپنے آپ کو سپردِ موت کردیتا ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ المؤمن :پ۲۴۔آیت ۶۰]

تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے --- در تری رحمت کے ہر دم ہیں کھلے

حدیث شریف کے اندر ارشاد فرمایا گیا کہ جب یہ بندہ میدانِ حشر میں حاضر ہوگا تو دیکھے گا کہ اجر و ثواب کے بے انتہا ڈھیر ہیں کہ دفتر کے دفتر ہیں انتہائی استعجاب کے عالم میں یوں بارگاہِ ایزدی میں گویا ہوگا ، کہ اے پروردگارِ عالم دنیا کی زندگی میں میں نے تو اتنے عمل نہیں کئے تھے یہ اجر و ثواب کی کثیر مقدار کہاں سے آ گئی ،حق جل مجدہٗ ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے دنیا کی زندگی میں جو ہم سے داد و فریاد کیا کرتے تھے ہم اس کا ذخیرہ کرتے رہے چونکہ تیرے پاس عمل کا ذخیرہ نہیں تھا اس لئے ہم نے دعاؤں کا ذخیرہ جمع کر دیا ، بس اب جاؤ جنت کے سامانِ عیش وعشرت سے تم استفادہ کرو ، ابدالآباد تک خلد بریں میں قیام کرو ۔

اس وقت بندہ افسوس کرے گا کفِ افسوس ملے گا کہ کاش میری کوئی بھی دعا دنیا کی زندگی میں قبول نہ ہوئی ہوتی ، اسی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (۱) دعا عبادت کا مغز ہے ، دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اَلدُّعَاءُ يَرُدُّ الْقَضَاءَ (۲) دعا موت کو بھی ٹال دیتی ہے۔

کسی سے بھی رکتی نہیں ہے قضا ۔۔ مگر روک دیتی اس کو دعا

بہر کیف دعا کرنا حضرتِ انسان کا کام ہے اور اللہ رب العزت اس کو قبول فرماتے ہیں ۔

---

(۱)۔[عن انس مالکؓ عن النبیﷺ قال: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ۔ رواہ الترمذی وقال : ھذا حدیث غریب ، کتاب الدعوات باب منہ [اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ] ، رقم الحدیث : ۳۳۷۱]

(۲)۔[مشکوٰۃ المصابیح ، کتاب الدعوات ، رقم الحدیث : ۲۲۳۳]

لیکن اگر کوئی مانگے اور دعا کے تمام آداب کی رعایت نہ کرے تو یہ اس کا قصور ہے ،

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہروِ منزل ہی نہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈھنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں (۱)

تو مانگنا انسان کا کام ہے، جب کہ خود اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اے میرے بندو تم دعا کرو ، تمہارا کام تو دعا کرنا ہے اور میرا کام اس کا قبول کرنا ہے ، لہٰذا دعا کرنے کے بعد مایوس نہ ہونا چاہئے بلکہ بلا تردد اللہ سے مانگتے رہنا چاہئے ، ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (۲) جو ہماری عبادت وبندگی اور دعا و مناجات سے روگردانی اختیار کرتا ہے ، اس کو ہم ذلیل و خوار کر کے جہنم رسید کرتے ہیں، تو نہ مانگنا بھی اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے ، اے اللہ ہمیں توفیقِ عمل نصیب فرما اور ہماری دعاؤں اور دلی تمناؤں کو قبول فرما ۔ (آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

(۱)۔[شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبالؒ] ۔ (۲)۔[سورۃ المؤمن پ۲۴ آیت ۶۰]

ہر گھڑی دینے کو تو تیار ہے --- جو نہ مانگے اس سے تو بیزار ہے

گناہ اور بدعملی معاشرے کا ناسور

(اور اعتراف قصور کمال عبدیت)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْراً رَحِیْماً ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ النساء کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی یوں ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' جوکوئی بھی برائی کرکے یا گناہ کرکے اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت چاہے تو وہ اللہ کو بڑا مغفرت والا اور رحمت والا پائے گا ''

حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوۃ والتسلیم کی بعثت سے قبل قومِ عرب اور اس کے معاشرے کا یہ حال تھا کہ برائی اور گناہ کی ہر قسم و جنس اس معاشرے کے اندر موجود تھی ، قتل وغارتگری ، چوری وڈکیتی ، شراب و جوا ، غرض پورا سماج اور معاشرہ گناہوں کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا ۔

---

(۱)۔[سورۃ النساء :پ۵ ۔آیت ۱۱۰]

جب حضور ختمی مرتبت علیہ السلام کی بعثت ہوئی تو آپ نے اس گندے معاشرے میں مبتلا انسانوں کو جھنجھوڑا ، خدائے قادر و قہار کا یہ حکم سنایا ۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثاً وَاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (۱) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تم کو یونہی بیکار پیدا کردیا اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے ، نہیں ! تمہیں بہر حال ہمارے حضور حاضر ہونا ہے جہاں تمہاری زندگیوں کی جانچ پڑتال ہوگی ، اور انہیں گناہوں سے بچنے کی ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :

اے انسانو ! اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نیک اعمال اور اس کی عبادت وبندگی ہے ، اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز شرک اور گناہ والے اعمال ہیں ، گناہ ایک ایسا خطرناک فعل ہے کہ ارشاد فرمایا : ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ(۲) زمین کے خشک و تر حصوں میں یہ جو کچھ تباہی و بربادی آتی ہے یہ انسان کے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔

حضرات مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس دنیا میں بھیجا تو روئے زمین کا کوئی حصہ بنجر نہیں تھا پوری زمین سرسبز و شاداب تھی ،کوئی درخت بغیر پھل کے نہیں تھا ، سمندروں کا پانی نہایت میٹھا اور شیریں تھا ،کبھی شیر نے گائے بکری کو پھاڑا نہیں تھا ۔

---

(۱)۔[سورۃ المؤمنون : پ۱۸ ۔ آیت ۱۱۵] ۔۔ (۲)۔[سورۃ الروم : پ۲۱ ۔ آیت ۴۱]

لیکن جب حضرت آدمؑ کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تو پوری زمین میں ایک بھونچال سا آ گیا ،اس گناہ کی نحوست کے نتیجے میں سمندروں کا پانی کھارا اور کڑوا ہوگیا ، درختوں پر کانٹے آ گئے ،درندے گائے بکریوں پر حملے کرنے لگے،اور نیک اعمال کی برکتیں اٹھالی گئی ۔(۱)

حضرت آدم علیہ الصلاۃ و السلام سے لیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کبھی گوشت سڑتا نہیں تھا خواہ اس کو مہینوں رکھا جائے ، لیکن جب اللہ نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمت مَنْ و سَلْویٰ اتاری، اس میں گوشت تھا ، اللہ رب العزت نے حکم دیا کہ جو اس وقت موجود ہے وہ اسی وقت کھا لینا ، کل کیلئے بچا کر نہ رکھنا ، بنی اسرئیل نے اللہ کے اس حکم کو توڑا اور بٹیر کا گوشت کل کیلئے اٹھا کر رکھنا شروع کردیا ، اللہ نے اس نافرمانی اور گناہ کی وجہ سے حکم دیا گوشت سڑ جائے ، بس اسی دن سے گوشت سڑنے لگا (۲)۔

بنی اسرائیل کی عورتوں کو حکم ہوا کہ شوہروں کی اطاعت تم پر فرض کی گئی ہے بنی اسرائیل کی عورتیں جب اپنے شوہروں کے ساتھ خیانت کرنے لگیں تو اللہ نے ان پر حیض ونفاس مسلط کردیا ، اس سے پہلے کی عورتوں کو کبھی حیض ونفاس سے واسطہ نہیں پڑا تھا ۔(۳)

---

(۱)[اخرج الخطیب و ابن عساکر عن ابن عباس قال لما قتل ابن آدم اخاہ قال آدمؑ تغیرت البلاد ومن علیھا....الدر المنثور ج ۳ ص ۶۳]

(۲)[عن ابی ھریرۃؓ عن رسول اللہ ﷺ: قال رسول اللہ ﷺ: لَوْلَا بَنِیْ إِسْرَائِیلَ ، لَمْ یَخْبُثِ الطَّعَامُ ، وَلَمْ یَخْنَزِ اللَّحْمُ ، وَلَوْلَا حَوَّاءُ ، لَمْ تَخُنْ أُنْثیٰ زَوْجَهَا الدَّهْرَ۔رواہ مسلم ،کتاب النکاح۔رقم الحدیث: ۳۶۴۸]

(۳)[قول النبی ﷺ ”ھذا شیء کتبہ اللہ علی بنات آدم “ وقال بعضھم: کان اول ما ارسل الحیض علی بنی اسرائیل قال ابوعبداللہ : و حدیث النبی ﷺ اکثر۔کتاب الحیض۔باب: کیف کان بدء الحیض، رواہ الترمذی] ۔

اسی طرح جب بھی روئے زمین پر خدا کی نافرمانی اور گناہ والے اعمال ہوتے ہیں ، اللہ تعالی خیر وبرکت کو اٹھالیتے ہیں ، اورآفات وبلیات نازل فرماتے ہیں ، یہاں تک کہ حضوراکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : اِنَّ الرَّجُلَ لَیَحْرُمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ (۱) ، انسان جب گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس گناہ کی نحوست کی وجہ سے اپنے رزق سے محروم ہوجاتا ہے ، اور ان تمام نقصانات سے بڑھ کرآخرت کا نقصان ہے ۔

یہی وجہ ہے اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں اوررسول اکرم ﷺ نے اپنی احادیث شریفہ میں گناہوں سے بچنے اور توبہ و استغفار کرنے کا حکم دیا ہے ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحاً (۲) ، اے ایمان والو ! اللہ سے خالص توبہ کرو ۔ کہیں فرمایا : تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعاً (۳) تم سب اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو ۔

کہیں فرمایا : وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْراً رَّحِیْماً (۴) جوکوئی دوسروں کے ساتھ برائی کرے یا گناہ کے ذریعہ اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اوررحم کرنے والا پائے گا ۔

---

(۱)۔[رواہ الحاکم وقال:ھذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاہ و وافقہ الذھبی ۱/۴۹۳ ۔ المستدرک علی الصحیحین ۔رقم الحدیث:۶۰۳۸ ۔ج ۳ ۔ص ۵۴۸ ۔ مسند احمد ۔رقم الحدیث : ۲۲۴۴۰ ۔ ج ۵، ص ۲۷۷ ۔ الجرح والتعدیل ۔ج ۱، ۳۸] ۔ (۲)۔[سورۃ التحریم:پ ۲۸ آیت ۸] ۔ (۳)۔[سورۃ النور پ : ۱۸ آیت ۳۱]۔(۴)۔[سورۃ النساء:پ ۵ آیت ۱۱۰]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ اَلتَّوَّابُوْنَ ۔ (۱)

تم سب کے سب خطا کار و گناہگار ہو تم میں سے سب سے اچھا گناہگار وہ ہے جو گناہ ہوتے ہی توبہ کرے اور دربار الٰہی میں ندامت کے آنسو لیکر یوں کہے ، اے بارالٰہا ! مجھ سے تیری نافرمانی ہوئی ہے مجھے معاف کردے۔

آپؐ نے فرمایا اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ (۲) گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ ہی نہیں کیا ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک زمانہ ہے مجلس نبوت قائم ہے ایک صحابی رسول حضرت ماعز بن مالک اسلمیؓ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے عرض کیا ، یارسول اللہ ! مجھے پاک فرمادیجئے ،آپ نے فرمایا اپنے گناہ سے توبہ کرو اللہ رب قدیر معاف کرنے والے ہیں ، یہ فرماکر آپ نے اپنا رخِ انور دوسری جانب پھیرلیا ، حضرت ماعز چلے گئے تھوڑی ہی دور تشریف لے گئے ہونگے کہ بےچینی بڑھی ، دوبارہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور فرمایا یارسول اللہ! مجھے پاک فرمادیجئے ، آپ نے پھر وہی فرمایا کہ توبہ کرو ، اللہ تعالی معاف کرنے والے ہیں ، یہ کہکر اپنا چہرۂ انور پھیرلیا ،حضرت ماعز چلے گئے ، پھر خوف الٰہی نے جھنجھوڑا ، تیسری مرتبہ

(۱)۔[رواہ الترمذی ، رقم الحدیث : ۲۵۰۱۔وابن ماجہ ۔ابواب الزھد ۔باب ذکر التوبۃ ،رقم الحدیث ۔ ۴۲۵۱۔](۲)۔[رواہ ابن ماجہ ۔ابواب الزھد باب ذکر التوبۃ ۔رقم الحدیث ۔۴۲۵۰۔والبیہقی فی شعب الایمان ، معارف الحدیث کتاب الأذکار والدعوات رقم الحدیث : ۲۷۳ ج ۵ ص ۲۰۱۔مشکوۃ المصابیح ج ۲۔ص ۷۳۰]

پھر حاضر ہوئے ، چار مرتبہ اسی طرح تشریف لاتے رہے ، آپ یہی فرماتے توبہ کرو توبہ کرو ، چوتھی مرتبہ آپ نے دریافت کیا ، میں کس چیز سے تمہیں پاک کردوں ؟ عرض کیا ، مجھ سے زنا سرزد ہوگیا ہے ، زنا کی جو سزا دنیا میں اسلام نے تجویز کی ہے ، وہ سزا مجھے دیں تا کہ آخرت میں میری پکڑ نہ ہو ۔

ذرا تصور کیجئے گناہ ہوا کسی کو خبر نہیں تھی چھپانا چاہتے چھپا سکتے تھے ،لیکن وہ صحابی رسول تھے خوفِ خدا سے ان کا دل لبریز تھا ، دنیا کی بے عزتی انہیں برداشت تھی ، لیکن آخرت کی ذلت انہیں گوارہ نہیں تھی ۔

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے دریافت کیا أ هٰذَا الرَّجُلُ مَجْنُوْنٌ ؟ کیا یہ آدمی پاگل ہے ؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں ، آپؐ نے دریافت کیا ، کیا اس شخص نے شراب پی رکھی ہے؟ ایک صحابی نے منہ سونگھ کر دیکھا اور عرض کیا یہ شخص شراب کے نشے میں بھی نہیں ہے ، پھر آپؐ نے دریافت کیا ، اے ماعز ! کیا تم نے زنا کیا ہے ؟ ۔

ماعز اسلمی نے عرض کیا ،ہاں اے اللہ کے رسول ! مجھ سے یہ غلطی ہوگئی ، چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ ماعز کو فلاں میدان میں کھڑا کر کے سنگسار کردو ، پتھر برساؤ ، چنانچہ پتھر مار مار کر ان کو ختم کردیا گیا۔(۱)

---

(۱)۔[رواہ مسلم ۔کتاب الحدود ۔ بَابُ مَنْ اِعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهٖ بِالزِّنٰى، رقم الحدیث :۴۴۳۱ ۔ ورواہ الترمذی ۔ فی ابواب الحدود ۔ بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دَرْءِ الْحَدِّعَنِ الْمُعْتَرِفِ ا ذَا رَجَعَ رقم الحدیث : ۱۴۲۸]

ان کے انتقال کے بعد دو صحابی آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ماعز اگر اپنے گناہ کو چھپالیتا تو اس طرح کتّے کی موت تو نہ مرتا ۔

یہ الفاظ سن کر نبی آخرالزماں ﷺ کا چہرۂ انور غصہ سے سرخ ہوگیا ، اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے ماعز اسلمی نے ایسی توبہ کی ہے ایسی توبہ کی ہے کہ گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوگیا ہے ، خدا کی قسم میں ماعز کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس وقت جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔

مسلمانوں ! آج ہمیں جن پریشانیوں کا گلہ ہے ،جن مصیبتوں کا شکوہ ہے ، جن بے برکتیوں کا رونا ہے ، یہ تمام کا تمام ہمارے اپنے گناہوں کا ثمرہ ہے۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کریں اور ان گناہوں سے بچنے کا عہد اور پختہ ارادہ عزم مصمم کریں ۔

مولائے کریم ہمیں اس بات کی توفیق دے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁❁❁

اپنے دامن کیلئے خار چنے خود ہم نے ۔۔ اب یہ چبھتے ہیں تو اس میں شکایت کیا ہے

جہنم اور عذابِ جہنم

(کی ہولناک صورت حال)

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجمَعِیْنَ

اَمابعد : قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ المجید و الفرقان الحمید

فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَ الْحِجَا رَۃُ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرینِ کرام ! اس وقت میں نے جس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ التحریم کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے ایمان والو ! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں '' ۔

قرآن کریم میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے سینکڑوں مقامات پر جہنم اور عذابِ جہنم کی ہولنا کی اور خطرنا کی کا ذکر فرمایا ہے ۔

جہنم کیا ہے اور اس کی کیا حقیقت ہے ؟ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ '' وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ رَأَیْتُمْ

(۱)۔[سورۃ التحریم :پ ۲۸۔آیت / ۶]

مَا رَأَیْتُ لَضَحَکْتُمْ قَلِیْلاً وَ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم اس چیز کو دیکھ لیتے جس کو میں نے دیکھا ہے تو تم ہنسنا بھول جاتے اور کثرت سے آہ و بکا کرنے لگتے ،حضراتِ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا وَ مَا رَأَیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ اے اللہ کے رسول آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا رَأَیْتُ الْجَنَّۃَ وَ النَّارَ ، ہاں میں نے جنت وجہنم کو دیکھا ہے۔ (۱)

کَلَّا اِذَا دُکَّتِ الْأَرْضُ دَکًّا دَکًّا وَّ جَآءَ رَبُّکَ وَ الْمَلَکُ صَفًّا صَفًّا وَ جِآیْءَ یَوْمَئِذٍ بِجَھَنَّمَ (۲) کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ دوزخ ایک خیالی چیز ہے، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں جس وقت زمین کی بلند وبالا عمارتیں تاخت و تاراج کردی جائیں گی ،آپ کا پروردگار اور ملائکہ میدانِ حشر میں ہونگے ، اس دن جہنم کو لایا جائیگا ،قیامت کے دن جہنم کو ستر ہزار لگاموں میں جکڑ کر لایا جائے گا اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہونگے ،خدانخواستہ اگر جہنم کو آزاد کردیا جائے تو میدانِ محشر میں جو کچھ موجود ہوگا ان سب کو جلا کر خاکستر کردیگی وہ چیختی اور چنکھاڑتی ہوگی۔ (۳)

اِذَا رَأَتْھُمْ مِّنْ مَّکَانٍ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَھَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا (۴) ہاں جب جہنم جہنمیوں کو دور سے دیکھے گی اور یہ جہنمی دوزخ کا غرانا اور دھاڑنا سنیں گے،

---

(۱)۔[عَنْ اَنَسٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ أَنَّہٗ قَالَ : وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ رَأَیْتُمْ مَا رَأَیْتُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلاً وَ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْراً ، قَالُوْا : وَ مَا رَأَیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ : رَأَیْتُ الْجَنَّۃَ وَ النَّارَ ،رواہ مسلم و ابویعلی بحوالہ الترغیب والترھیب ،رقم الحدیث:۱۲ ج۴/۴۵۷] (۲)۔[سورۃ الفجر:پ۳۰ آیت ۲۱/]۔(۳)۔[رواہ مسلم و الترمذی بحوالہ الترغیب رقم الحدیث۲۰ ج۴/۴۶۱]۔(۴)۔[سورۃ الفرقان:پ۱۸۔آیت ۱۲/]

اس کا دھاڑنا اور غرانا اتنا خطرناک ہوگا ،کہ ارشاد فرمایا : وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ (۱) انسان کے کلیجے منہ کو آنے لگیں گے اور جہنم اتنی وسیع اور گہری ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے سفر معراج پر ایک دھماکہ کی آواز سنی ، آپ علیہ السلام نے جبرئیل امین سے سوال کیا مَا هٰذِهِ الْهَدَةُ ؟ یہ دھماکہ کی آواز کیسی ہے؟ جبرئیل امین نے عرض کیا هٰذَا حَجَرٌ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَهُوَ يَهْوِىْ مُنْذُ سَبْعِيْنَ عَامًا (۲) ،ارشاد فرمایا: یہ ایک چٹان کے گرنے کی آواز ہے جس کو اللہ رب ذوالجلال نے ستر سال پہلے جہنم کے کنارے سے گرایا تھا وہ چٹان ستر سال تک گرتی رہی اب جا کر اس کی تہ میں پہنچی ہے۔

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا (۳) ہاں جو لوگ کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ در گروہ دھکے دے کر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ ہانکے جائیں گے، جب وہ دروازۂ دوزخ کے قریب پہونچیں گے تو جہنم کے دوازے کھول دیئے جائیں گے۔

لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (۴) ہاں جہنم کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے سے الگ الگ جماعت داخل ہوگی ، کوئی کسی دروازے سے جائیگا، کوئی کسی دروازے سے جائیگا، ارشاد فرمایا رسولِ محترم ﷺ نے کہ ہر دروازے کے درمیان ستر سال چلنے کا فاصلہ ہوگا۔

---

(۱)۔[رواه آدم بن أبي اياس في تفسيره موقوفاً ،بحواله الترغيب والترهيب، رقم الحديث:۲۷ ج ۴ص ۴۶۳](۲)۔[الكامل في ضعفاء الرجال: ج ۲۔ص ۲۴۷۔الترغيب: برقم: ۵۵۶۷۔ج ۴ص ۲۵۵۔المعجم الوسيط۔ برقم:۸۱۵۔ج ۱۔ص ۲۴۹](۳)۔[سورۃ الزمر پ۲۴۔آیت/۷۱]۔(۴)۔[سورۃ الحجر: پ۱۴۔آیت/۴۴]

اور ہر نچلا دروازہ اوپر والے دروازے سے شدید ترین گرم ہوگا ۔

اب اللہ کا نافرمان انسان دوزخ میں داخل ہو چکا ہے ، وہاں انسان دیکھے گا کہ وہاں آگ کا ایندھن لکڑی اور کوئلہ نہیں ہونگے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ جہنم کی آگ کا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے ۔

حدیث شریف میں رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کو جنت میں داخل فرمادیں گے ، اور ساتوں زمین مع چاند سورج ستارے اور پہاڑ اور سمندر کو دوزخ میں ڈال کر آگ بنادینگے ، ہاں جہنم کی آگ دنیا کی آگ کی طرح نہ ہوگی ۔

ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے اِنَّهَا لَجُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ (۱) ، یہ تمہارے دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے، اگر اس کو سمندر کے پانی سے دو مرتبہ دھویا نہ جاتا تو تم اس آگ سے نفع نہیں حاصل کر سکتے تھے، دنیا کی آگ کو سمندر میں دو مرتبہ دھونے سے اس کے اندر روشنی پیدا ہوگئی ، ورنہ جہنم کی آگ تارکول اور کالی رات کی طرح سیاہ ہے (۲)۔

ہاں جہنم کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے روزانہ ستر مرتبہ اللہ کی پناہ چاہتا ہے ، کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک حصہ دوسرے حصہ کو جلادے ، جہنم کی آگ کی سوزش اور تمازت کا یہ عالم ہوگا کہ ارشاد فرمایا گیا اگر جہنمی کو جہنم کے آگ سے نکال کر دنیا کی آگ میں ڈال دیا جائے تو اسے نیند آجائے (۳)، جہنم کے دو حصے ہیں،

---

(۱)۔[رواہ البخاری ومسلم ، معارف الحدیث: رقم الحدیث: ۲۹ ج ۱ ص ۲۷۵] (۲۔۳)۔[رواہ الترمذی وابن ماجہ والبیہقی ، وزاد رزین: ولولان اھل النار أصابوا نار کم لھذہ لنا موافیھا، الترغیب رقم الحدیث: ۲۸۔۲۹۔۳۰۔ج ۴ ص ۴۶۴۔۴۶۵]

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ جہنم نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں شکایت کی یَا رَبِّ أَکَلَ بَعْضِی بَعْضًا، اے میرے پروردگار ! میرے ایک حصہ نے دوسرے حصہ کو کھالیا ، مجھے سانس چھوڑنے کی اجازت عطا کردیں ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم تمہیں سال بھر میں دو مرتبہ سانس چھوڑنے کی اجازت دیتے ہیں ایک موسمِ گرما میں اور ایک موسمِ سرما میں ، آپ علیہ السلام نے فرمایا : دنیا میں جو تم گرمی و سردی کی سختی پاتے ہو یہ جہنم کی سانسوں کی وجہ سے ہے ، جہنم روزانہ دوپہر میں بھڑکائی جاتی ہے ۔ (۱)

یہی وجہ ہے رسولِ محترم نے ارشاد فرمایا اِذَا اِشْتَدَّ الْحَرُّ فَابْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ (۲) جب گرمی سخت ہوجائے تو ظہر کو ذرا مؤخر کرکے ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ یہ گرمی جہنم کے سانس کی وجہ سے ہے وَاَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا اَصْحَابُ الشِّمَالِ، فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ، وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ (۳) ۔

آپ دیکھتے ہیں دنیا میں تین چیزیں ایسی ہیں جن سے انسان گرمی سے راحت پاتا ہے ، (۱)۔ پانی (۲)۔ ہوا (۳)۔ سایہ فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ وَّ ظِلٍّ مِّن یَّحْمُوْمٍ ہاں جہنم کی ہوا کا نام سموم ہے ، جو نہایت گرم ہوگی ، جہنم کے پانی کا نام حمیم ہے جو خطرناک حد تک گرم ہوگا ۔

---

(۱)۔[عن ابی ھریرۃؓ قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِشْتَکَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّھَا وَقَالَتْ اَکَلَ بَعْضِیْ بَعْضاً فَجَعَلَ لَھَا نَفَسَیْنِ : نَفَساً فِی الشِّتَاءِ ، وَ نَفَساً فِی الصَّیْفِ ، فَاَمَّا نَفْسُھَا فِی الشِّتَاءِ فَزَمْھَرِیْرٌ وَ اَمَّا نَفْسُھَا فِی الصَّیْفِ فَسَمُوْمٌ ۔جامع الترمذی باب ماجاء اَن للنار نفسین، رقم الحدیث ۲۵۹۲ (۲)۔[حدیث متفق علیہ، بلوغ المرام کتاب الصلاۃ باب المواقیت رقم الحدیث : ۱۷۱]۔(۳)۔[سورۃ الواقعۃ: پ ۲۷ ۔آیت ۴۱]

وَ اِن یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ (۱) ، اس دن انسان پانی طلب کریں گے ان کوایسا پانی دیا جائیگا کہ اس کی گرمی سے ان کے چہرے کی کھال اتر کر گر پڑے گی وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَ هُمْ (۲) کھولتا ہوا ایسا پانی دیا جائیگا جو ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیگا ، جہنم کے سایہ کا نام تحموم ہے جو جہنم کا دھواں ہوگا ۔

کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوْا الْعَذَابَ(۳)

جب ایک دفعہ ان کی چمڑی آگ سے جل جائیگی تو ہم ان کی پہلی چمڑی کی جگہ فوراً دوسری تازی چمڑی پیدا کردیں گے تا کہ عذاب بھگتتے ہی رہیں ، ایک دن میں ستر ہزار مرتبہ انسان کی کھال بدلی جائیگی ، جب آگ کی تپش اور جلن سے انسان پریشان ہوگا تو جہنمی لوگ داروغۂ جہنم جس کا نام مالک ہے اس کے پاس فریاد کریں گے کہ ہمیں جہنم کے کناروں میں چلے جانے دو، انہیں جانے کی اجازت ہوگی جب وہ لوگ کنارہ پر پہونچیں گے تو ایسی زمہریر سردی اور ٹھنڈ ان پر مسلط ہوگی کہ ان کے جسم سے گوشت گر پڑیں گے اور ہڈیاں ٹوٹنے اور چٹخنے لگیں گی، وہ گھبرا کر دوبارہ دوڑ کر جہنم میں آجائیں گے ۔

فَلَیْسَ لَهُمْ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ وَ لَا طَعَامَ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ لَا یَاْکُلُهٗ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ(۴) ۔

---

(۱)۔[سورۃ الکہف: پ۱۵ ۔آیت ۲۹]۔(۲)۔[سورۂ محمد: پ۲۶ ۔آیت/۱۵]۔(۳)۔[سورۃ النساء :پ۵ ۔آیت ۵۶]۔(۴)۔[سورۃ الحاقۃ: پ۲۹ ۔آیت/۲۵ ۔۲۷]

جہنمیوں کو وہاں کھانے پینے کی کوئی چیز میسر نہ ہوگی سوائے گرم پانی کے اور خون اور پیپ کے جس کو صرف گنہگار لوگ کھائیں گے ۔

ان دس آیات کریمہ سے میں نے جہنم کا تعارف کرایا ہے ، بس اب رب قدیر سے دعا کیجئے ۔

کہ اللہ رب العزت مجھے اور آپ سبھی حضرات اور عام مسلمانوں کو جہنم سے نجات عطا فرمائے ۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ۔

(آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ(۱)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

﴿ و ما علینا الا البلاغ المبین ﴾

❁ ❁ ❁

---

(۱)۔[سورۃ آل عمران :پ۴ ۔ آیت/۱۹۱]

سن ہجری کا پانچواں مہینہ ’’ جمادی الأولی ‘‘

عفوودرگذر انبیاء علیہم السلام کا محبوب عمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْنَا الْکِتَابَ وَاَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالنُّطْقِ الصَّوَابِ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَعَثَ بِفَصْلِ الْخِطَابِ ۔

اَمابعد : فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے ، یہ سورۂ ال عمران کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔

’’ جولوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں خوش حالی میں بھی اور تنگ دستی میں بھی اور غصہ کو پی جاتے ہیں ، اور لوگوں کی غلطیوں کو معاف کردیتے ہیں ، ایسے احسان کرنے والوں سے اللہ تعالی محبت فرماتے ہیں ‘‘ ۔

حاضرین کرام! اسلام کی دوسری جنگ غزوۂ احد ۳ھ میں پیش آئی ، اس جنگ میں ستر صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش فرمایا ، حضور اکرم ﷺ کے

(۱)۔[سورۃ ال عمران: پ ۴ ۔ آیت ۱۳۴]

نہایت محبوب وعزیز چچا حضرت حمزہؓ شہید کردیئے گئے ،خود رسولِ کریم ﷺ کواس جنگ میں چند زخم آئے ، سامنے کے چار دانتوں میں سے نیچے کا دایاں دانت شہید ہوگیا ، خود کی کڑیاں ٹوٹ کر رخسار مبارک میں گھس گئیں ، پیشانی مبارک زخمی ہوگئی ، بدن مبارک لہولہان ہوگیا ، اسی حالت میں آپ لڑکھڑا کر بے ہوش زمین پر گر گئے ، کفار مکہ نے شور برپا کردیا ، اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ ، نعوذ باللہ محمد قتل کردیئے گئے ، تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا ، وہ قوم کیونکر کامیاب ہوسکتی ہے ، جس نے اپنے نبی کا چہرہ زخمی کردیا (۱)۔

صحیح بخاری میں حضرت سالمؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام کے حق میں بددعا فرمائی ، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ (۲) ۔ اے نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ و السلام اس امر میں آپ کو کوئی اختیار نہیں ، یہاں تک کہ خدا مہربانی فرمائے یا ان کو توبہ کی توفیق دے، یا ان کو عذاب دے کیونکہ وہ بڑے ظالم ہیں ،آپ ان بے وقوفوں کو معاف کردیں آپ کا مقام بلند و بالا ہے کہ وہ ظلم کرتے کرتے تھک جائیں ،

(۱)۔ [تفسیر القرطبی: ج ۴۔ص ۱۹۹۔ورواہ سنن الترمذی: برقم: ۳۰۰۲۔ج ۵۔۲۶۶۔ابن ماجہ: برقم: ۴۰۲۷۔ ج ۲،ص ۱۳۳۶] (۲)۔[سورۃ آل عمران، پ۴، آیت: ۱۲۸۔ورواہ البخاری فی کتاب المغازی ، برقم الحدیث: ۴۰۶۹۔۴۰۷۰۔ ونفس المصدر فی کتاب التفسیر، باب: لیس لک من الأمر شیء۔ برقم: ۴۵۵۹]

لیکن آپ کی قوتِ برداشت نہ تھکنے پائے ،غصہ کو ضبط کیجئے ،درگذر کا معاملہ فرمایئے ،غصہ کو ضبط کرنا اور درگذر کرنا اللہ رب العزت کو نہایت پسند ہے ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ تینوں فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے غالبًا اسی وجہ سے حق تعالی نے ان کے حق میں بددعا کرنے سے منع کیا (۱)۔

علامہ آلوسیؒ اپنی کتاب تفسیر روح المعانی میں سورۂ آل عمران کی آیت ۱۳۵ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَ هُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اِنْفَاذِهٖ مَلَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَلْبَهٗ اَمَنًا وَّ اِيْمَانًا(۲) ، جس شخص نے غصہ کو ضبط کرلیا باوجودیکہ غصہ اتارنے کی قدرت رکھتا ہو ، بدلہ لینے پر قدرت رکھتا ہو بدلہ نہ لے ، اللہ تعالی اس کے قلب کو ایمان وسکون سے بھردیں گے ، غصہ کو ضبط کرنا حضرات انبیاء علیہم السلام کا خصوصی وصف ہے ، اسی آیت کریمہ کے ضمن میں مفسر قرآن امام فخر الدین رازیؒ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر التفسیر الکبیر میں تحریر فرماتے ہیں ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت جلیل القدر نبی ہیں ،آپ اتنے طاقتور اور قوی انسان تھے کہ آپ کی طاقت وقوت کی گواہی قرآن دیتا ہے ۔

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ (۳) ،مصر میں ایک قبطی کو ایک گھونسہ مارا ، ایک ہی گھونسہ میں قبطی جہنم رسید ہوگیا ،جن کے گھونسہ میں اتنی طاقت و قوت ہو آپ اس سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ ان کی مجموعی طاقت کا کیا عالم ہوگا ۔

---

(۱)۔فتح الباری شرح صحیح البخاری ؛ ج ۷۔ص ۲۸۱] ۔ (۲)۔[الدرالمنثور ج ۲۔ص ۳۱۶ ۔تفسیر الطبری ج ۴۔ص ۹۴]۔(۳)۔[سورۃ القصص :پ ۲۰ ۔آیت / ۱۵]

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت ملنے سے پہلے بکریاں چرایا کرتے تھے ایک دن ایک بکری آپ کے ریوڑ سے بھاگ گئی ، حضرت موسیٰ اس کے پیچھے دوڑے ،میلوں دور بھاگتے چلے گئے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کے دونوں پاؤں مبارک زخمی اور لہولہان ہوگئے اور بکری کا بھی یہی حال تھا ، آخر بکری تھک ہار کر کھڑی ہوگئی تو حضرت موسیٰ نے اس کو پکڑلیا ۔

ذرا تصور کیجئے اگر ہم اور آپ ہوتے تو ہمارے غصہ کا کیا عالم ہوتا ،مارنا تو درکنار ذبح کردیتے ،لیکن قربان جایئے حضرت موسیٰ پر ،کہ آپ نے بکری کو گود میں اٹھالیا ، اپنے کانٹوں سے پہلے اس کے پیر سے کانٹے نکالنے لگے اس کے پیر دبانے لگے ، اور زبانِ حال سے کہہ رہے تھے ، اے بکری اگر تجھے موسیٰ پر رحم نہ آیا تو کوئی بات نہیں ، اپنے آپ پر تو رحم کرتی ۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس وقت فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اے احکم الحاکمین ! یہ شخص نبوت کے لائق ہے ، اتنا صبر ، اتنا تحمل ، اتنا برداشت تو بس ایک نبی ہی کی شان ہے ، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ان کا نبی ہونا ہمارے علم میں پہلے سے مقدر ہے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِیْ ،ایک مرتبہ میں اپنے ایک غلام کو کسی غلطی پر مار رہا تھا ، اچانک میں نے ایک آواز سنی ، اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَللّٰہُ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلَیْہِ

اے ابومسعود ! جس طرح اس غلام کو تو مار رہا ہے اس سے زیادہ اللہ تجھ پر قدرت رکھتے ہیں ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں فَالْتَفَتُّ میں نے مڑکر دیکھا کہ آواز کس کی ہے فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، تو دیکھا یہ آواز نبوت ہے ،حضور سرورعالم ﷺ تشریف فرماہیں ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا : اے اللہ کے رسول ! میں نے غصہ کے عالم میں اس کو مارا ہے ، هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ ، اس خطا کے بدلہ میں میں اللہ کیلئے اس غلام کو آزاد کرتا ہوں ، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ، اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھ کو جلا کر خاک کردیتی ۔ (۱)۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں غصہ کو برداشت کرنے کا حکم بکثرت مقامات پر دیا گیا ہے ۔

ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے پہلوان وہ نہیں جو کسی کو اکھاڑے میں پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے، جو غصہ آنے پر غصہ کو برداشت کرلے لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ(۲) ۔

اکثر لوگ یوں کہا کرتے ہیں ، اجی میں تو غصہ میں پاگل ہوگیا تھا ، حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرمایا کرتے تھے ۔

---

(۱)۔[رواہ مسلم ،باب صحبۃ المماليک ،وکفارۃ من لطم عبدہ ۔رقم الحدیث :۱۶۵۹ ، ابوداؤد، باب فی حق المملوک رقم الحدیث : ۵۱۵۹ ۔الترغیب والترھیب :۳۴۸۲] ۔ (۲)۔[رواہ البخاری ، باب الحذر من الغضب ،رقم الحدیث : ۶۱۱۴]

غصہ پاگل نہیں ، بہت چالاک ہوتا ہے ، جب بھی غصہ آئے گا تو کمزور پر آئے گا ، اگر سامنے والا طاقتور پہلوان ہو تو کبھی غصہ نہیں آئے گا ، بلکہ پاؤں پکڑ لے گا ، روئے گا ، گڑگڑائے گا ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ، جب غصہ آئے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھو ، اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ ، بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ ، یا وضو کرلو ، اور جس پر غصہ آرہا ہو اس کے سامنے سے ہٹ جاؤ (۱) ۔

بس دعا کیجئے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی عفوودرگذر کرنے اور انبیاء علیہم السلام کے نقش قدم پر چلنے اور صحیح اسلامی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

(آمین بجاہ سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین)

وآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[عَنْ اَبِی ذرٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ وَ ھُوَ قَائِمٌ فَلْیَجْلِسْ فَاِنْ ذَھَبَ عَنْہُ الْغَضَبُ وَ اِلَّا فَلْیَضْطَجِعْ ،رواہ احمد و الترمذی بحوالہ معارف الحدیث کتاب الأخلاق رقم الحدیث:۱۶۳ج ۲ص ۱۴۷][عَنْ اَبِی وَائِلٍ القَاصِ قَالَ: دَخَلْنَاعَلٰی عُرْوَۃَ بْنِ مُحَمَّدٍ السَّعْدِیِ فَکَلَّمَہُ رَجُلٌ فَاَغْضَبَہُ ، فَقَامَ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ عَطِیَّۃَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّیْطَانِ ، وَ اِنَّ الشَّیْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ ، وَ اِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ ، فَاِذَا غَضِبَ أَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ ، رواہ ابوداؤد ، بحوالہ الترغیب و الترھیب ، اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّیْطَانِ، ج ۳ص ۴۵۱] ۔ نیز ذخیرۂ احادیث میں غصہ کے دفعیہ کے اور بھی طریقے بتائے گئے ہیں (۱)۔اعوذباللہ پڑھیں : [الترغیب والترھیب ۴۵۱/۳] ۔ (۲)۔وضوکریں : [الترغیب والترھیب ۴۵۲/۳]۔(۳)۔بیٹھ جائیں یا لیٹ جائیں :وغیرہ وغیرہ ۔ [الترغیب والترھیب ۴۵۰/۳]

دعوتِ نوح اور قوم کی سرکشی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی وَاُصَلِّی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ۔

اَمابعد : قال اللہ تعالی فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الأعراف کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالی یوں ارشاد فرما رہے ہیں ۔

'' بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا انھوں نے اپنی قوم سے کہا ، اے میری قوم ! صرف اللہ کی عبادت کرو ، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود برحق نہیں ، اگر تم نے میری بات کو ٹھکرا دیا تو مجھے قیامت کے دن تم پر عذاب کا خوف ہے '' ۔

---

(۱)۔[سورۃ الأعراف : پ۸ ۔آیت ۵۹]

حضرت نوح علیہ الصلاۃ و السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے ، اللہ سبحانہٗ وتعالی نے آپ کو حضرت ادریس علیہ السلام کی قوم جو ملک عراق کے آس پاس آباد تھی ان کی اصلاح کیلئے رسول بنا کر بھیجا ، قوم اپنے پیغمبر حضرت ادریس علیہ السلام کی تعلیمات کو بھلا کر جھوٹے خداؤں اور معبودانِ باطل کی عبادت کرتی تھی ۔

حضرات علمائے کرام لکھتے ہیں کہ روئے زمین پر سب سے پہلے شرک اور بت پرستی حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے شروع ہوئی ، وہ اس طرح کہ جب ان کی قوم کا کوئی عابد و زاہد اللہ والا انتقال کر جاتا ، تو شیطان اپنی تمام تر مکاریوں کے ساتھ قوم کے بڑے لوگوں کے پاس آتا ، اور ان کو مشورہ دیتا کہ ان اللہ والوں کی مورتیاں بنا کر اپنے عبادت خانہ میں رکھو تا کہ جب ہم عبادت کرنے عبادت خانہ جائیں تو ان کی تصویریں دیکھ کر ان کی عبادت اور ان کا تقویٰ ہمیں یاد آئے اور ہمیں عبادت کرنے میں خشوع وخضوع حاصل ہو ، قوم کے جاہلوں کو شیطان ملعون کی یہ تجویز بہت پسند آئی ، انہوں نے ان اللہ والوں کی مورتیاں بنا کر اپنے عبادت خانہ میں رکھ دیا ، ان لوگوں کے بعد جب دوسری نسل آئی تو انہوں نے ان مورتیوں کا احترام شروع کر دیا ، جب وہ لوگ بھی چلے گئے ان کی تیسری نسل نے احترام سے بڑھ کر ان کی پوجا شروع کر دی ، اس طرح شیطان کا مقصد پورا ہو گیا اور پوری کی پوری قوم اپنے خالق و مالک سے بالکل کٹ کر ان مورتیوں کو اپنا معبود سمجھنے لگی ۔

جب حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو ان جھوٹے خداؤں کی عبادت سے روکا اور فرمایا ، يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (۱) اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو ، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ، قوم نے آپ کو جھٹلایا ، آپ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے ۔

روایات میں آتا ہے کہ قوم حضرت نوح علیہ السلام کو اتنا مارتی تھی اتنا مارتی تھی کہ آپ بے ہوش ہو جاتے ،آپ کا بدن لہولہان ہو جاتا ،جب آپ کو ہوش آتا تو اپنے رب سے فریاد کرتے ، پروردگارا ! اپنے نبی کو زخمی دیکھ کر تیرا غیظ و غضب جوش میں نہ آجائے ، اے میرے مولیٰ ، میری قوم ناسمجھ ہے ، ناعاقبت اندیش ہے تو انہیں معاف کردے ۔

ظلم وستم سہتے رہے ، دعوت دیتے رہے ، تبلیغ جاری رکھی ،ایک سال دو سال نہیں بلکہ قرآن کہتا ہے فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا (۲) حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو نوسو پچاس سال تک وعظ ونصیحت کی ،ساڑھے نو سو سال کی محنت سے صرف اسّی (۸۰) لوگ آپ کے نورانی ہاتھوں پر ایمان لائے ، پھر بھی آپ مایوس نہ ہوئے ، برابر وعظ ونصیحت کا سلسلہ جاری رکھا ، یہاں تک کہ اللہ کا آخری حکم آگیا ۔ وَ اُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (۳)۔

---

(۱)۔[سورہ ھود : پ۱۲ ۔آیت ۵۰] ۔ (۲)۔[سورۃ العنکبوت:پ۲۰۔آیت ۱۴] ۔
(۳)۔[سورہ ھود: پ۱۲ ۔یت ۳۶] ۔

اے نوح تیری قوم میں جتنے لوگ ایمان لانے والے تھے لا چکے ، اب ان کے علاوہ کوئی ایمان نہیں لائے گا ، اس لئے جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس پر تو غمگین نہ ہو ، روئے زمین پر ایمان لانے والا اب کوئی نہیں ، پوری زمین اللہ کے نافرمانوں سے بھری ہوئی ہے ،حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو اللہ کے دردناک عذاب سے ڈرایا ، تو غرور اور تکبر سے اونچی گردن کرنے والے ناسمجھ انسانوں نے خدا کے نبی کو للکارا ، کہنے لگے ۔

قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَکْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۱) ۔

اے نوح ! تو نے ہم سے بہت جھگڑا کرلیا اگر تو واقعی سچا ہے تو جس عذاب کی تو ہمیں دھمکیاں دیتا ہے اگر وہ برحق ہے تو اس عذاب کو ہم پر لے آ ۔

حضرت نوح علیہ السلام غیظ وغضب میں بھر گئے ، دربارِ الٰہی میں دستِ دعا دراز کیا ،قرآن کہتا ہے فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ(۲) نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا ، اے الٰہ العالمین ، اب میں کمزور ہو چکا ہوں ، قوم کو دعوت دیتے دیتے میری ہڈیاں چٹخنے لگیں ہیں ، میری دستگیری فرما ۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلاً وَّ نَهَارًا فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا (۳) ۔ اے بارالٰہ ! میں نے دن رات اپنی قوم کو تیری طرف بلایا ، جتنا بلایا ، یہ اتنا ہی بھاگتی تھی ۔

---

(۱)۔[سورۃ ھود: پ۱۲۔آیت ۳۲] ۔ (۲)۔[سورۃ القمر: پ ۲۷۔آیت ۱۰]

(۳)۔[سورۃ نوح: پ۲۹۔آیت ۵۔ ۶]

وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ(۱)، جب بھی میں نے ان کو تیری طرف دعوت دی تا کہ تو ان کی مغفرت کرے تو انہوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں ، تا کہ حق و صداقت کی آواز ان کے کانوں میں نہ پڑے ۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا (۲)، میں نے ان کو کھلم کھلا دعوت دی، میری قوم میری دعوت کو قبول کرنے کے بجائے مجھے ستانے لگی ، وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا (۳)، میرے خلاف بڑی بڑی سازشیں کرنے لگی۔ وَ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا(۴)، اے خدائے قہار! روئے زمین پر جتنے نافرمان ہیں ، ان کو تاخت وتاراج کردے ، نیست و نابود کردے ، اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (۵) اے الٰہ العالمین ! اگر آپ نے ان کو چھوڑ دیا یہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی کافر اور فاجر ہی پیدا ہوگی ۔

اللہ کا نبی دربارِ خداوندی میں ہاتھ اٹھائے ،اور اللہ اس کی لاج نہ رکھے ایسا کب ہوسکتا تھا حکم ہوا ، وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا(۶)، کشتی تیار کرو ، جب نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے تھے تو کفار آپ کا مذاق اڑاتے کہ یہاں پینے کو پانی نہیں ہے کیا یہ کشتی ریت پر چلے گی ، قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ (۷)، حضرت نوحؑ فرماتے ،آج تم ہمارا

(۱)۔(۲)۔ [سورۃ نوح: پ۲۹۔آیت: ۷۔۸ ۔] ۔ (۳)۔ [سورۃ نوح: پ۲۹۔آیت:۲۲] ۔
(۴)(۵)۔[سورۃ نوح: پ۲۹۔آیت: ۲۶۔۲۷]۔(۶)۔(۷)۔[سورہ ھود :پ۱۲ ۔ آیت:۳۷۔۳۸]

مذاق اڑا لو ، وقت قریب ہے تمہاری تقدیر خود تمہارا مذاق اڑائے گی ، پھر اللہ نے حکم دیا کہ جانوروں کا ایک ایک جوڑا اور آپ پر ایمان لانے والے ۸۰ افراد کو کشتی پر سوار کرالو ۔

اِدھر حضرت جبرئیل امین کو حکم ہوا خانۂ کعبہ کو آسمان پر اٹھالیا جائے ، پھر حکم خداوندی ہوا ، اے زمین یہ ہماری قدرت ہے کہ ہم نے تیرے اندر پانی کے خزانے روک رکھے ہیں ، آج تمہیں آزاد کرتے ہیں ، زمین شق ہونے لگتی ہے ، آسمان کو حکم ہوتا ہے پانی برسا ، قرآن کہتا ہے فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ، وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ (۱) ۔

ہم نے زوردار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے وا کردیئے ، اور زمین کو چشمے کی طرح بہادیا ، سارا عالم طوفانِ بادوباراں کی لپیٹ میں آ گیا اور اس روئے زمین پر دندناکر چلنے والے ، اکڑکر چلنے والے ، فخر وغرور سے اللہ کے نبی کا مذاق اڑانے والوں کو اس خدائی عذاب سے نہ اونچے اونچے محلات بچاسکتے ہیں نہ بلندوبالا پہاڑ ، روایت میں آتا ہے کہ چالیس دن اور چالیس رات تک آسمان سے پانی برستا رہا ، اور زمین سے پانی ابلتا رہا ، یہاں تک کہ پہاڑوں سے بھی پندرہ ہاتھ اونچا ہوگیا ، جب کافر قوم غرق ہوگئی تو اللہ نے حکم دیا ۔

---

(۱)۔[سورۃ القمر : پ ۲۷ ۔ آیت ۱۱۔۱۲]

یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ(۱) ، اے زمین جتنا پانی تو نے ابلا ہے اس کو جذب کر لے اور آسمان کو حکم ہوا پانی برسانا بند کر پھر حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ(۲) ، اے نوح ہماری سلامتی اور برکتوں کے ساتھ زمین پر اتر جاؤ ۔

یہ ہے حضرت نوح علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کی ساڑھے نوسو سال تک دعوت و تبلیغ کی پیہم جد وجہد اور ان کی قوم کی سرکشی کا عبرتناک واقعہ ، اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اہل ایمان پر چاہے کسی طرح کے بھی حالات آئیں آخرکار ان کی کامیابی مقدر ہے اور کافر و مشرک چاہے کتنے ہی مست اور خوش کیوں نہ ہوں ، آخرکار خسارہ اور ہلاکت و بربادی ان کی قسمت ہے ۔

اب دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے ، اور سب مسلمانوں کو فکری و عملی گمراہیوں سے بچا کر دین پر ثابت قدم رکھے ۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَا
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ
و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[پ۱۲ ۔ سورہ ھود : آیت ۴۴] ۔ (۲)۔[پ۱۲ ۔ سورۃ ھود : آیت ۴۸]

عبادت کی اصل روح اخلاص وللّٰہیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلَی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

اَمابعد : قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ، اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے ، یہ سورۃ الزمر کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تقدس ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' اے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اس کتاب کو ٹھیک طور پر آپ کی جانب نازل کیا ہے ، پس آپ اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ عبادت کرتے رہئے ، اور یاد رکھئے ، اللہ کو خالص عبادت ہی پسند ہے '' ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتقدس حضور سرور کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلاۃ والتسلیم کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ ہر عمل کو اخلاص و للّٰہیت کے معیار پر تول کر کیجئے ۔

حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا

---

(۱)۔[سورۃ الزمر :پ۲۳ ۔ آیت۲۔۳]

یارسول اللہ ﷺ بعض مرتبہ ہم لوگ صدقہ اور خیرات کرتے ہیں ، نماز روزہ حج وغیرہ اعمال کرتے ہیں، جس میں ہماری نیت صرف اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا ہوتی ہے، ساتھ ہی دل میں یہ دبی خواہش بھی ہوتی ہے کہ لوگ ہمارے صدقہ و خیرات کو دیکھیں، نماز و روزہ کی کثرت کو دیکھ کر ہماری تعریف کریں گے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے ، اللہ تبارک وتعالی کسی بھی ایسی چیز کو قبول نہیں فرماتے ، جس میں دکھاوا ہو ، ریا ہو ، پھر آپ علیہ السلام نے قرآنِ کریم کی یہی آیت تلاوت فرمائی ، اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ، آگاہ رہو اللہ کو وہی عبادت پسند ہے جو صرف اللہ ہی کیلئے کیا گیا ہو ، کیونکہ اخلاص ہی وہ شئی ہے جس کی بنیاد پر اعمال قبول ہوتے ہیں ، اگر نیتوں میں خلوص کے بجائے کھوٹ ہو ، اخلاص کے بجائے ریا ہو تو ایسا عمل عنداللہ مردود و نامقبول ہوتا ہے ۔

ارشاد فرمایا رسولِ کریم شفیعِ عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ . (۱)

اللہ تبارک وتعالی نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتے ہیں کہ کون حسین وجمیل ہے کون قبیح و بدصورت ہے اور نہ ہی تمہارے جسموں کو دیکھتے ہیں کہ کون موٹا تازہ ہے کون دبلا پتلا ہے ۔

---

(۱). [عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ ، رواه مسلم باب تحريم ظلم المسلم .... رقم الحديث : ٦٥٤٣]

وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ ، بلکہ اللہ تعالی تو تمہارے قلوب کو تمہارے دلوں کی کیفیتوں کو اور تمہارے اعمال کی حالتوں کو دیکھتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا مبارک زمانہ ہے ،صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب محض اللہ اور اس کے رسول کیلئے اپنے وطن عزیز سے ہجرت کررہے ہیں ۔

اسی زمانہ میں ایک شخص جو مکہ میں رہتے تھے ، ان کی منگنی ایک عورت جس کا نام محدثین نے ام قیس لکھا ہے ، اس سے ہوگئی تھی ، اس عورت نے مدینہ منورہ سے یہ خبر بھیجی کہ تم سے شادی صرف اس شرط پر ہوسکتی ہے کہ تم مکہ مکرمہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرلو ، اس شخص نے اس شرط کو منظور کرلیا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرلی ، اور نکاح بھی ہوگیا ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے عرض کیا ، یارسول اللہ ﷺ فلاں شخص نے شادی کی شرط پر ہجرت کی تھی ، اب اس شخص کو ہجرت کا ثواب ملیگا یا نہیں ؟ ۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ایک اصول ارشاد فرمایا : یہ بخاری شریف کی سب سے پہلی حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ ، اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے وَ اِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰى ، ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ، ہاں جس شخص نے محض اللہ اور رسول کیلئے ہجرت کی فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ تو اس کی ہجرت

اللہ اوراس کے رسول کیلئے ہے ، وَ مَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَأةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ ، اور جس شخص نے دنیا کمانے کیلئے ہجرت کی یا عورت سے شادی بیاہ کیلئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت انہیں کیلئے ہوگی ، اس کو ہجرت کا ثواب عظیم نہیں مل سکتا۔ (۱)

اخلاص کا مطلب یہی ہے کہ ہماری ہر عبادت صرف اللہ کے کیلئے ہو ، نہ اس میں ریا کاری ہو نہ دکھاوا ہو ، نہ شہرت مطلوب ہو ، نہ ناموری مقصود ہو۔

ارشاد فرمایا رسول اکرم ﷺ نے جو لوگ دنیا میں اپنے نیک اعمال لوگوں کو دکھاتے پھرتے ہیں کہ یہ میں نے کیا ، یہ میں نے کیا ، قیامت کے دن اللہ تعالی ان کے گناہوں کو ان کے عیوب کو سارے انسانوں کے سامنے ظاہر فرمائیں گے ، حدیث کے الفاظ ہیں صَغَّرَهُ وَ حَقَّرَهُ (۲) اس کو ذلیل وخوار اور رسوا کر دیا جائیگا

حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ قیامت کے دن تین شخص بارگہِ خداوندی میں حاضر کئے جائیں گے پہلا شخص شہید ہوگا ، اللہ تعالی فرمائیں گے ، دنیا میں رہ کر ہمارے لئے کیا کر کے آئے ہو ، وہ شہید کہے گا ، قَاتَلْتُ فِي سَبِيْلِكَ اے بارالٰہ ! دنیا میں میں نے تیرے دین کی خاطر جہاد کیا ، تیرے دشمنوں سے سینہ تان کر لڑتا رہا ، یہاں تک کہ تیرے دین کیلئے شہید ہو گیا ، اللہ تعالی فرمائیں گے ، كَذَبْتَ تم جھوٹے ہو ، جہاد تم نے میرے لئے نہیں کیا بلکہ

---

(۱)۔[رواہ البخاری ، انظر رقم الحدیث : ۱۔۵۴۔۲۵۲۹۔۳۸۹۸۔۵۰۷۰۔۶۶۸۹۔۶۹۵۳]۔(۲)[عن عبداللہ بن عمرؓ قال: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ سَامِعَ خَلْقِهِ وَ صَغَّرَهُ وَ حَقَّرَهُ ، رواہ الطبرانی فی الکبیر باسانید احدھا صحیح ، والبیہقی ، الترغیب والترھیب ج ۱/۶۵]

بہادر اور شہید کہلانے کیلئے کیا ہے تا کہ دنیا تمہیں شہید کہے ۔
پھر دوسرا شخص حاضر کیا جائے گا وہ عالم ہوگا ،اللہ تعالی دریافت فرمائیں گے دنیا کی زندگی میں تم نے ہمارے لئے کیا کیا ہے ؟ وہ عالم کہے گا تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ اے پروردگار عالم ! میں نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھلایا ،تیرے قرآن کو صرف تیری خوشنودی کے لئے پڑھا ، اللہ تعالی فرمائیں گے كَذَبْتَ تم بھی جھوٹے ہو ،تمہارے علم کا سیکھنا سکھانا قرآن کا پڑھنا پڑھانا صرف اس لئے تھا کہ دنیا تمہیں عالم کہے۔
پھر تیسرا شخص حاضر کیا جائیگا وہ مالدار سخی ہوگا، اللہ تعالی دریافت فرمائیں گے تم دنیا میں ہمارے لئے کیا کر کے آئے ہو،وہ بندہ کہے گا ، میں نے کوئی جگہ ایسی نہیں چھوڑی جہاں مال خرچ کرنا تجھے پسند ہو ، اور میں نے وہاں مال خرچ نہ کیا ہو ، میں نے سخاوت کے ایسے اور ویسے دریا بہائے اللہ تعالی فرمائیں گے ، كَذَبْتَ تم بھی جھوٹے ہو، یہ سب تم نے اس لئے کیا تا کہ دنیا تمہیں سخی اور داتا کہے،سو دنیا میں کہا جاچکا ۔
اب تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے، فرشتوں کو حکم ہوگا ،ان تینوں کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم میں پھینکدو۔ (۱)

---

(۱)۔[عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِىَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا ، قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ .....الخ حدیث طویل ۔ رواہ النسائی و رواہ الترمذی وحسنہ،وابن حبان فی صحیحہ کلاھما بلفظ واحد ، بحوالہ الترغیب والترھیب ، الترھیب من الربا و ما یقولہ من خاف منھا شیئاً ۔ ج ۱ ص ۶۱ ، و رواہ مسلم ، باب من قاتل للریاء و السمعۃ استحق النار ، رقم الحدیث :۴۹۲۳]

حقیقت یہ ہے کہ نہ عالم کا علم بغیر اخلاص کے کام آ سکتا ہے ، نہ شہید کی شہادت ، نہ سخی کی سخاوت ، اخلاص ہی عبادت کی اصل جان ہے ، اور اصل روح ہے ۔

بس دعا کیجئے کہ اللہ تعالی ہمیں اخلاص و للّٰہیت کی دولت سے سرفراز فرمائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ .

❁ ❁ ❁

❁ ❁

❁

نمازوں کی پابندی اوراس کا استحضار

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ ۔ اَمَّا بَعْدُ :۔
فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وَ قُوْمُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ﴾

(۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی ایک آیت ہے ، اس آیت میں اللہ رب ذوالجلال روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو حکم دے رہے ہیں ۔

مسلمانو ! تمام نمازوں کی پوری حفاظت کرو، اور خاص طور پر صلوٰۃ وسطیٰ یعنی عصر کی نماز کی حفاظت کرو ، اور اللہ کے سامنے پورے ادب و وقار سے کھڑے رہو ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتقدس نے تین حکم بیان فرمائے ہیں ، ایک تو یہ کہ تمام نمازوں کو پوری پابندی کے ساتھ ادا کرو ، دوسرا حکم یہ دیا کہ خاص طور پر عصر کی نماز کی پابندی کرو ، اس لئے کہ عصر کے وقت انسان دنیوی کاموں میں زیادہ مشغول ہوتا ہے ، اس لئے خاص طور پر توجہ دلائی

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ ۲۔ آیت ۲۳۸]

کہ دنیوی کاموں میں مشغول ہوکر نمازِ عصر سے غافل نہ ہوجانا ،تیسرا حکم جو بیان فرمایا ہے وہی میرا موضوع ہے ، ارشاد فرمایا گیا۔

وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ (۱) ، جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتو پورے ادب و وقار کیساتھ کھڑے ہو ، چونکہ یہ شہنشاہِ کائنات پروردگارِ عالم کا دربارِ شاہی ہے ، اس دربارِ شاہی میں نہایت ادب و احترام اور پورے سکون و وقار کے ساتھ کھڑے ہونا چاہئے،

حضرات صحابہ کرامؓ کا یہ حال تھا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے سلسلہ میں روایات میں آتا ہے ، کہ جب اذان ہوتی تھی تو بدن پر کپکپی آجایا کرتی تھی ، چہرۂ مبارک زرد ہوجاتا تھا ،کسی نے پوچھا اے علی ! کیا بات ہے؟ فرمایا :

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلٰی السَّمٰوات ِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الاِنْسَانُ .....الخ(۲) ۔

قرآن کہتا ہے اس امانت کو ہم نے آسمان و زمین اور بلند و بالا پہاڑ پر پیش کیا، وہ اس امانت کو اٹھانے سے عاجز آگئے ، اس امانت کی ادائیگی کا وقت آگیا ، پتہ نہیں میں اس نماز کا حق ادا کر پاؤں گا یا نہیں ۔

حضرت خلف بن ایوبؒ ایک جلیل القدر صحابی ہیں ، ان سے کسی نے پوچھا تمھیں نماز میں مچھر اور مکھیاں نہیں ستاتیں، ایک ٹھنڈی سانس لی پھر فرمایا ، ارے بے وقوف انسان ، چور ڈاکو حکومت اور پولیس کے کوڑے

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ ۲۔آیت / ۲۳۸] ۔(۲)۔[سورۃ الأحزاب:پ ۲۲ ۔آیت ۷۲]

کھا کر حرکت نہیں کرتے ، اور میں احکم الحاکمین کے دربار میں کھڑے ہو کر ایک مکھی اور مچھر کی وجہ سے حرکت کروں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

اس کے برخلاف ہمارا کیا حال ہے ، ہر شخص اپنے حال پر غور کرے ، نماز میں کھڑے ہیں ، کبھی سر کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں ، کبھی چہرے کو کھجلاتے ہیں ، کبھی اِدھر دیکھ لیا کبھی اُدھر دیکھ لیا ، کبھی کپڑوں کو درست کررہے ہیں ۔

ایک مرتبہ رسولِ اکرم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہوکر پورے غیظ وغضب اور جلال کے ساتھ فرمایا جو لوگ اپنی نمازوں میں اوپر دیکھتے ہیں ، وہ لوگ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ نگاہیں اوپر کی اوپر رہ جائیں گی۔ (۱)

ہمیشہ یہ مسئلہ یاد رکھئے اس طرح کرنا مکروہ ہے اگر ایک رکن میں بار بار ایسی حرکت کی تو نماز فاسد ہوجائے گی، ایسے لوگوں کیلئے قرآن کریم حکم سناتا ہے فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّيْنَ ، الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ (۲) ہلاکت و بربادی مقدر ہے ان لوگوں کیلئے جو اپنی نمازوں سے غافل اور بے خبر ہیں ۔

بے خبر کا مطلب کیا ہے حضرات مفسرین کرام تحریر فرماتے ہیں کہ بے خبر کے دو مطلب ہیں ، ایک تو یہ کہ انسان کو اس بات کا ہوش ہی نہیں کہ وہ نماز کے لئے رب العالمین کے سامنے کھڑا ہو رہا ہے ، کیسے اور کس طرح کھڑے ہونا چاہئے،

---

(۱)۔[عن جابر بن سمرةؓ أن النبی ﷺ قال : لینتهین أقوام یرفعون أبصارهم ا لی السماء فی الصلاة ، أو لا ترجع ا لیهم ا ه مسلم، ابوداود ، وابن ماجہ ، بحوالہ الترغیب والترھیب، الترهیب من رفع البصر ا لی السماء فی الصلاة ا۔ص ۳۵۹] (۲)۔[سورۃ الماعون، پ۳۰۔آیت ۴۔۵]

موبائل فون آف کرنا ہے یاد نہیں رہتا، آج کل ہر مسجد میں اور ہر نماز میں موبائل فون بجتا رہتا ہے، خود کی نماز بھی خراب ہوئی، اور پوری جماعت کا ذہن جو نماز کی طرف متوجہ تھا وہ فون کی طرف متوجہ ہوگیا، اس کو معمولی بات نہ سمجھئے، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اللہ کے غضب کو دعوت دے سکتا ہے۔

اس آیت کی ایک تفسیر تو یہ ہوئی کہ پورے استحضار کے ساتھ نماز میں کھڑے ہوں، دوسری تفسیر نماز کے اندر خشوع وخضوع نہیں، استحضار نہیں، انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کیلئے فرمایا گیا: فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ (۱) ہلاکت وبربادی ہے اس شخص کیلئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہو۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا رسولِ کریم شفیع عظیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے مَنْ صَلّٰى الصَّلَوَاتِ لِوَقْتِهَا وَ اَسْبَغَ لَهَا وَضُوْءَ هَاوَ اَتَمَّ لَهَا قِيَامَهَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا وَ سُجُوْدَهَا خَرَجَتْ وَهِيَ بَيْضَاءُ مُسْفِرَةٌ (۲)

فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے جب آدمی نماز کو اپنے وقت پر پڑھے، وضو بھی اچھی طرح کرے، نماز خشوع وخضوع سے پڑھے، کھڑا بھی پورے وقار سے ہو، پھر رکوع بھی اطمینان سے کرے (کوّے کی طرح ٹھونکیں نہ مارے) پھر سجدہ بھی پورے اطمینان اور سکون سے کرے، غرض پوری نماز کو

---

(۱)۔[سورۃ الماعون: پ۳۰ آیت: ۴۔۵] ۔ (۲)۔[رواہ الطبرانی فی الأوسط، بحوالہ الترغیب والترھیب، بَابُ التَّرْغِيْبِ فِيْ الصَّلَاةِ فِيْ اَوَّلِ الْوَقْتِ، رقم الحدیث: ۱۱۔ ج۱ص۲۵۸]

عمدہ طریقہ سے ادا کرے،تو وہ نماز نہایت نورانی بن کر دعا دیتی ہے۔
حَفِظَکَ اللّٰہُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ پروردگار ! اس کی ایسی حفاظت فرما ، جیسے اس نے میری حفاظت کی ،لیکن جو شخص بے گار کی نمازیں پڑھتا ہے تو اس کے حق میں نماز بددعا دیتی ہے ، ضَیَّعَکَ اللّٰہُ کَمَا ضَیَّعْتَنِیْ) اللہ تجھے بھی ایسا ہی برباد کرے جیسے تو نے مجھے ضائع اور برباد کیا۔

مسلمانو ! ذرا تصور کرو ،کیسی سخت بددعا ہے ، نماز جیسی عبادت جو ساری عبادتوں کی سردار ہے ، وہ نماز جس کیلئے بربادی کی بد دعا کرے ، اس کی بربادی میں کیا شک و شبہ ہوسکتا ہے ، اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائے اور نمازوں کی پابندی خشوع وخضوع اور استحضار کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ، (آمین یارب العالمین) ۔

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱)۔[رُوِیَ عَن أنس بن مالکٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ : مَنْ صَلَّی الصَّلواتِ لِوَقْتِهَا ، وَ اَسْبَغَ لَهَا وَضُوءَ هَا ، وَ اَتَمَّ لَهَا قِيَامَهَا وَ خُشُوْعَهَا وَ رُكُوْعَهَا وَ سُجُوْدَهَا ، خَرَجَتْ وَ هِیَ بَيْضَاءُ مُسْفِرَةٌ ، تَقُوْلُ: حَفِظَکَ اللّٰہُ کَمَا حَفِظْتَنِیْ ، وَ مَنْ صَلَّاهَا لِغَيْرِ وَقْتِهَا ، وَ لَمْ يُسْبِغْ لَهَا وَضُوْءَ هَا ، وَ لَمْ يُتِمَّ لَهَا خُشُوْعَهَا ، وَ لَا رُكُوْعَهَا ، وَ لَا سُجُوْدَهَا ، خَرَجَتْ وَ هِیَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ ، تَقُوْلُ : ضَيَّعَکَ اللّٰہُ کَمَا ضَيَّعْتَنِیْ ، حَتّٰی اِذَا کَانَتْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰہُ لُفَّتْ کَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلَقُ، ثُمَّ ضُرِبَ بِهَا وَجْهُهُ " رواہ الطبرانی فی الأوسط بحوالہ الترغیب والترھیب: الترغیب فی الصلاۃ فی أول الوقت،رقم الحدیث: ۱۱ج ۱ص ۲۵۸] نماز وہ تحفہ ہے جو اللہ تعالی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات عطا فرمایا تھا،نیز نماز جنت کی کنجی بھی ہے،اس لئے اس کی عزت وحرمت کو مدنظر رکھتے ہوئے نماز بہت سکون سے ادا کریں ،تا کہ ہر رکن صحیح طریقہ سے ادا ہو ، اور دل میں یہ یقین کامل ہو کہ میں سارے جہانوں کے مالک کے سامنے حاضر ہوں اور وہ مالک حقیقی مجھے دیکھ رہا ہے۔

صبر اور نماز ۔ توبہ اور استغفار

(مشکلات ومصائب کا حل اور علاج)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

امّا بعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ، وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ،وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وِ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ، الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ، اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اُصِیْبَ بِمُصِیْبَۃٍ بِمَالِہٖ اَوْ فِیْ نَفْسِہٖ فَکَتَمَھَا وَ لَمْ یَشْکُھَا اِلَی النَّاسِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَغْفِرَ لَہٗ ۔ (۲)

بزرگانِ محترم و برادران مکرم ! اس وقت جن آیات کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ البقرہ کی آیات کریمہ ہیں ، ان آیات میں حق جل مجدہ

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ۲ ۔آیت ۱۵۳۔۱۵۷] ۔ (۲)۔[رواہ الطبرانی ، و لا بأس باسنادہ ، بحوالہ الترغیب والترھیب ،رقم الحدیث:۳۶۔ ج۴ص ۲۸۶]

ارشاد فرمارہے ہیں ۔

اے ایمان والو ! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو ، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ، اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہوتا ، اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر اور فاقہ کشی اور جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے ، ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے ، ایسے ہی لوگوں کو آپ خوشخبری دیجئے کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے عنایات ہونگی اس کی رحمت سایہ کرے گی اور ایسے لوگ سیدھے راستے پر ہیں " ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا: مَنْ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ بِمَالِهٖ اَوْ فِيْ نَفْسِهٖ فَكَتَمَهَا وَ لَمْ يَشْكُهَا اِلَى النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَغْفِرَ لَهٗ (۱) جو شخص کسی جانی یا مالی مصیبت میں گرفتار ہوا پھر اس نے اس مصیبت کو چھپایا لوگوں میں کہتا نہیں پھرا تو اس نے اللہ پر لازم کردیا کہ اس کی مغفرت کی جائے ۔

حضرات سامعین ! روئے زمین پر آفات وبلیات ، مصیبت وتکلیف ، رنج و غم جو کچھ انسان کو پہونچتا ہے ، وہ اسی کے کئے ہوئے کا بدلہ ہوتا ہے،

(۱) [رواہ الطبرانی فی المعجم الأوسط برقم: ۷۳۷۔ج ۱ ص ۲۲۴، و لا بأس باسنادہ، بحوالہ الترغیب و الترھیب ۔رقم الحدیث: ۳۶۔ج ۴/ص ۲۸۶ ۔ اور المعجم الکبیر میں فی نفسہ کی جگہ فی جسدہ آیا ہے، ۱۱/ ۱۸۴]

ارشاد فرمایا گیا ۔ وَ مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَ یَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ (۱) اے انسانو ! جان لو کہ جو کچھ آفتیں اور مصیبتیں تم کو پہنچتی ہیں وہ تمہارے ہی اعمال کا ثمرہ ہوتی ہیں ، اور بہت سارے گناہ تو ایسے ہیں جن کو اللہ تعالی معاف کردیتے ہیں ۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں : ظَھَرَ الْفَسَادُ فِیْ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْ النَّاسِ (۲) ۔ خشکی و تری میں جو کچھ فساد اور عدم اطمینانی پیدا ہوتی ہے وہ تمام انسانوں کے ہاتھوں کے اعمال کی وجہ سے ہی ہوتی ہے۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم فداہ ابی وامی نے ارشاد فرمایا : مَا مِنْ مُصِیْبَۃٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ عَنْہُ بِھَا حَتّٰی الشَّوْکَۃَ یُشَاکُھَا (۳)۔

ارشاد فرمایا : جو کوئی مصیبت مومن و مسلمان کو پہونچتی ہے اللہ تعالی اس کے بدلہ میں اس کی خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں حتی کہ جب کانٹا چبھتا ہے اس سے جو تکلیف ہوتی ہے اس تکلیف کے عوض میں خطائیں معاف ہوتی ہیں ۔

---

(۱)۔[سورۃ الشوری: پ ۲۵۔آیت ۳۰] ۔(۲)۔[سورۃ الروم : پ ۲۱ ؍آیت ۴۱]

اپنے دامن کیلئے خار چنے خود ہم نے ۔ اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے

(۳)۔ [عن عائشۃؓ قالت :مَا مِنْ مُصِیْبَۃٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ عَنْہُ بِھَا حَتّٰی الشَّوْکَۃَ یُشَاکُھَا، رواہ البخاری برقم: ۵۳۱۷ ۔ج ۵ص ۲۱۳۷۔وصحیح مسلم برقم: ۲۵۷۲۔ج ۴ ص۱۹۹۲۔ و سنن البیہقی الکبری ۔برقم: ۶۳۳۰ ۔ج ۳۔ص ۳۷۳، والترغیب والترھیب ۔رقم الحدیث :۳۲۔ج ۴ ص ۲۸۵]

مصیبت کا بھی ایک مقصد ہے دنیائے حوادث میں ۔ کہ اک ٹھوکر لگے اور آدمی ہشیار ہوجائے

بخاری شریف میں حضرت ابوھریرہؓ کی روایت ہے ، مخبر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس مومن اور مسلمان کے ساتھ اللہ رب کریم خیر کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں اس کو مبتلائے مصیبت وتکلیف کردیتے ہیں ،اور اس کی تکلیف کی ہرآہ پر ہرلمحہ صبر و رضا پر اس کے سیاہ اعمال نامے کو دریائے رحمت میں دھودیا جاتا ہے ۔

حضرت مصعب بن سعدؓ کی روایت ہے نبی رحمت ﷺ سے دریافت کیا گیا ،روئے زمین پر سب سے زیادہ کس کے اوپر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں ، وہ کون سا طبقہ ہے جو سب سے زیادہ تختۂ مشق بنتا ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اَشَدُّ بَلَاءً اَلْأَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ (۱) ۔

سب سے زیادہ مصیبتوں میں مبتلا کر کے آزمائش حضرات انبیاء علیھم السلام کی ہوا کرتی ہے ،پھر ان لوگوں کی جو ان کے ماننے والے ہیں ۔

غرض انسانی زندگی راحت وتکلیف،کلفت وشادمانی، سرور وغم کا ملا جلا مجموعہ ہے، جہاں نہ تکلیف کو دوام حاصل ہے نہ راحت وآرام کو بلکہ یہ سب آنی جانی چیز ہے ، فطرت انسانی کا خاصہ ہے جب اس پر انعام و اکرام کی بارش ہو تو سرور ومسرت میں اٹھلاتا پھرتا ہے ارشاد فرمایا گیا: فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ (۲) ۔

---

(۱) ۔ [رواہ ابن ماجہ وابن ابی الدنیا والترمذی، وقال: حدیث حسن صحیح بحوالہ الترغیب ، بَابُ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْأَنْبِیَاءُ ۔رقم الحدیث:۱۴۔ج۴ص۲۸۰۔۲۸۱] ۔(۲)۔[سورۃ الفجر: پ۳۰ ۔آیت ۱۵]

جب انسان کو اس کا پروردگار کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر انعام و اکرام کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ۔

وَ اَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنْ (۱) ۔

ہاں جب اس کو کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر رزق کو تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھ کو ذلیل کیا ۔

شکوہ و شکایت کرتا ہے ،واویلا مچاتا ہے ، بے صبری اور بے ثباتی کا عملی مظاہرہ کرتا ہے ،حالانکہ حقیقت میں یہ بے صبری اور بے ثباتی خدائے وحدہٗ لاشریک کی سراسر نافرمانی اور سرکشی ہے ۔

یہی وجہ ہے کہ ارشاد فرمایا: وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجئے کہ مصیبت و تکلیف کوئی دائمی چیز نہیں ہے، بلکہ مصیبت راحت کی آمد کا اعلان ہوا کرتا ہے،اسی وجہ سے حضور ختمی مرتبت فداہ ابی وامی نے ارشاد فرمایا : مَنْ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ بِمَالِهٖ اَوْ فِيْ نَفْسِهٖ فَكَتَمَهَا وَ لَمْ يَشْكُهَا اِلَى النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَغْفِرَ لَهٗ (۲) جو کوئی کلفت و تکلیف میں مبتلا ہوا لیکن دامن صبر کو تھامے رہا صبر ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور لوگوں سے اس تکلیف کا ذکر بھی نہیں کیا بلکہ راضی بہ رضا ہونے کا ثبوت دیا ، اس کیلئے جنت واجب ہے۔

---

(۱)۔[سورۃ الفجر :پ۳۰ ۔آیت ۱۶] ۔

(۲)۔[عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ مَنْ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ بِمَالِهٖ اَوْ فِيْ نَفْسِهٖ فَكَتَمَهَا وَ لَمْ يَشْكُهَا اِلَى النَّاسِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَغْفِرَ لَهٗ ، رواہ الطبرانی ،ولاباس باسنادہ بحوالہ الترغیب والترھیب ،الترغیب فی الصبر ،ج۴ص۲۸۶]

لیکن انسان پر جب مصائب و تکالیف آتی ہیں تو انسان برداشت کرنا بھول جاتا ہے اور انتہائی سخت پریشانی و حیرانی کے عالم میں مبتلا ہوجاتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ مصیبت بھی درحقیقت باعث راحت و مسرت ہے ایسے ہی موقع پر اللہ رب ذوالجلال نے ارشادفرمایا : یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (۱) ۔

اے ایمان والو ! مصیبت وآفت کی حالت میں جب تم بے قرار و بے چین ہو چکے ہو دنیاوی اسباب تمہارا ساتھ چھوڑ چکے ہوں تو تم ہم سے تعلق قائم رکھو صبر اور نماز کے ذریعہ سے، ہماری رحمت تم پر سایہ فگن ہوگی ۔

قرآن کریم اور مجموعہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی مصیبت وبائی شکل اختیار کر جائے اور عام لوگ تکلیف میں مبتلا ہونے لگیں تو ان پر پانچ کام ضروری ہیں ۔

(۱)۔ مصیبت پر صبر کیا جائے (۲)۔نماز کے ذریعہ اللہ کی مدد و رحمت کو اپنی جانب متوجہ کیا جائے ، چاہے وہ نماز فرائض ہوں یا نوافل یا صلوٰۃ الحاجات ہوں یا دیگر نوافل (۳)۔ اپنے اعمال کی اصلاح و درستگی کی کوشش کی جائے ۔

یاد رکھئے ، جن اعمال کی وجہ سے تباہی ہمارا مقدر ہوچکی ہو ، جن افعال کی وجہ سے آسمان سے زمین پر بلائیں اتر رہی ہوں ، ان اعمال کو

---

(۱)۔[سورۃ البقرہ : پ۲ ۔آیت ۱۵۳۔۱۵۷]

چھوڑنے کی جب تک فکر نہ کی جائے گی ، بلاشک و شبہ خدا کی رحمت تم پر سایہ فگن نہیں ہوگی ،ارشاد ربانی ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ (۱)۔

خدائے لم یزل ولایزال کی کی عادت وسنت یہ ہے کہ وہ کسی قوم کی اس وقت تک حالت نہیں بدلتے جب تک وہ قوم خود اپنی حالت کو بدلنے کی فکر نہ کرے ، اسی کو علامہ اقبالؒ نے بڑے اچھے انداز میں کیا خوب کہا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

(۴)۔چوتھی چیز صدقات وخیرات کرنا ، اس لئے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا، اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ (۲) ۔

صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے ، صدقہ و خیرات مصیبتوں اور آفتوں کو دور کرتا ہے ۔

(۵)۔پانچویں چیز توبہ واستغفار ہے ، بھلا بتلاؤ تو سہی حضرات انبیاء علیہم السلام سے زیادہ اس روئے زمین پر کون معصوم ہوسکتا ہے ، یہی نہیں حضور اکرم سرور عالم محبوب خدا علیہ السلام سے زیادہ کون معصوم ہوگا، وہ محمد عربی ﷺ جس کی مغفرت کا اعلان قرآن اس زبان سے کر رہا ہے ۔

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ ۔

---

(۱)۔[سورۃ الرعد: پ۱۳۔آیت ۱۱]۔(۲)۔[وھو طرف من الحدیث، رواہ الطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن، مجمع الزوائد ۲۹۳/۳] ۔(۳)۔[سورۃ حم: پ ۲۶۔آیت ۲]

اللہ رب جلیل نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کردیئے ، پہلی بات تو یہ کہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ کا صدور نہیں ہوا کرتا لیکن پھر بھی مغفرت کا اعلان کردیا گیا جس کی مغفرت کی شہادت عرش والا دیتا ہو اس کی مغفرت میں بھلا کیا شک ہوسکتا ہے ،لیکن اس نبی رحمت فخر رسالت مآب کے حالات دیکھئے خود ارشاد فرماتے ہیں ۔

مسلم شریف کی روایت ہے اے لوگو! اللہ سے توبہ کرو ، اس لئے کہ میں ہر دن میں سو مرتبہ اللہ سے توبہ کرتا ہوں(۱) ، سوچنے کا مقام ہے آپ گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود ایک دن میں سو مرتبہ استغفار کرتے ہیں اور ہم جیسے گنہگار معصیت میں ڈوبے ہوئے توبہ کی بات بھی نہیں سوچتے ، خود حق جل مجدہ اپنے گنہگار بندوں کو دعوتِ مغفرت دیتے ہیں ، توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اللہ کی رحمت ومغفرت ہمارا انتظار کررہی ہے ۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً اِنَّہُ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔(۲)

اے میرے وہ بندو جنھوں نے گناہوں کے ذریعہ اپنے آپ پر ظلم کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک رب قدیر تمہاری تمام خطاؤں کو بخش دے گا ، بے شک وہ صاحب مغفرت اور رحمت والا ہے ۔

---

(۱)۔[قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : یَا اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّیْ أَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ ۔ رواہ مسلم ، بَابُ اِسْتحبابِ الاِسْتغفارِ وَ الاستکثارِ مِنْہُ ، رقم الحدیث : ۶۸۵۸ ۔ ۶۸۵۹]۔(۲)۔[سورۃ الزمر: پ ۲۴ ۔آیت ۵۳]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے مَنْ لَزِمَ الِاسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضَیِّقٍ مَخْرَجاً وَ مِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجاً وَ رَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبْ (۱)، جس نے استغفار کو لازم کیا اللہ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بتائے گا ہر غم سے کشادگی پیدا کریگا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا ۔

آج بھی وہی خدا موجود ہے جس نے نارنمرود کو یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْداً وَّ سَلَاماً عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (۲) کہہ کر گلِ گلزار بنادیا تھا جس نے دریائے نیل کے تلاطم خیز موجوں میں اپنے نبی حضرت موسیٰؑ کو ان کے لشکر سمیت راستہ دے کر فرعونیوں کو غرقاب کردیا تھا ،آج بھی وہی خدا موجود ہے ، جس نے ابرھۃ الاشرم کے ٹڈی دل فوج کو ہلاک و برباد کر کے خانۂ کعبہ کی حفاظت کی تھی ، کیا وہ ہمیں ان مصیبتوں اور آفتوں سے نجات نہیں دلاسکتا یقیناً دلاسکتا ہے وہ قادر مطلق ہے جس کے لفظ کن سے فیکون ہوجاتا ہے،لیکن شرط یہ ہے کہ پہل ہماری طرف سے ہونی چاہیے ۔

بس اب دعا کیجئے اے اللہ ہم تمام مسلمانوں کو صبر اور نماز اور توبہ واستغفار اور اصلاح اعمال کی توفیق نصیب فرمائے۔(آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

---

(۱)۔[رواہ احمد و ابوداؤد ۔ و ابن ماجہ ، ابواب الأدب ۔ باب الاستغفار۔ رقم الحدیث : ۳۸۱۹ ۔ و معارف الحدیث کتاب الأذکار و الدعوات رقم الحدیث : ۲۸۸ ۔ ج ۵/ص ۲۱۶]

(۲)۔[سورۃ الأنبیاء : پ ۱۷ ۔آیت ۶۹/]

مخلوقات عالم کی حقیقت اور بے ثباتی

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

اَمابعد : فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَ کُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ، وَ کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ۔

قال اللہ تعالی فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفاً وَّ شَیْبَۃً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴾ (۱)

صدق اللہ مولانا العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الروم کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالی نے مخلوقات عالم کی حقیقت اوران کی بے ثباتی کو بیان فرمایا ہے ۔

ارشاد فرمایا گیا '' اللہ رب کائنات ہی نے تم کو کمزور بنایا پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد تمہیں کمزوری اور بڑھاپے میں ڈھال دیا ، اللہ تعالی جس طرح چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں اور وہی جاننے والے قدرت والے ہیں''

---

(۱)۔[سورۃ الروم: پ ۲۱۔آیت ۵۴]

اس آیت کریمہ میں کائنات کے ہر شی کی پوری زندگی کی ترتیب کو بیان کیا ہے ، ہر چیز پر تین زمانے آتے ہیں ، پہلے بچپن کا زمانہ آتا ہے پھر جوانی آتی ہے پھر بڑھاپا آتا ہے ، اس کائنات کے اندر درخت وشجر ہیں ابتدا میں دانہ ڈالا جاتا ہے اس سے ایک کونپل پیدا ہوتا ہے یہ اس کا بچپن ہے ، پھر اس کے بعد وہی ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے ، یہ اس کی جوانی کا زمانہ ہے پھر جب اس پر بڑھاپا آتا ہے وہ گر جاتا ہے یا کاٹ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح انسان ہے کہ جب یہ پیدا ہوتا ہے تو دو بالشت کا ہوتا ہے اس کے اندر اتنی بھی طاقت و قوت نہیں ہوتی کہ وہ کسی چیز کو پکڑ سکے ، وہ کروٹ لینے پر بھی قادر نہیں ، اس کی ماں اس کو کروٹ لٹاتی ہے ، لیکن یہی انسان آگے بڑھ کر جوانی میں قدم رکھتا ہے تو یہ رستم وسہراب کہلاتا ہے ، مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ، پھر جب جوانی کے ایام ختم ہوتے ہیں تو بڑھاپا آجاتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے :

جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی ۔۔ جو آ کے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا

بڑھاپے کے بعد کوئی دور نہیں سوائے اس کے کہ موت آئے ، گویا یہ ترتیب ہر چیز کے اندر قائم ہے ، کائنات کی کوئی چیز ایسی نہیں خواہ جمادات ہوں یا نباتات ،حیوانات ہوں یا انسان ، سب پر یہ تین دور آتے ہیں ، اور آتے رہیں گے، ہاں البتہ دو چیزیں ایسی ہیں جو ہمیشہ جوان ہی نظر آتی ہیں ایک آسمان اور دوسری زمین ،آسمان کو جس حال میں آپ دیکھ رہے ہیں ،

صدیوں پہلے ہمارے بزرگوں نے ویسا ہی دیکھا ، زمین کی جو شکل آج ہم دیکھ رہے ہیں ، وہی شکل سینکڑوں سال پہلے ہمارے بڑوں نے بھی دیکھا ، سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سال اس زمین و آسمان پر گذر چکے ہیں لیکن یہ ہمیشہ جوان ہی نظر آتے ہیں ، لیکن اسلام نے آکر اس کی نفی کی ہے قرآن نے آکر اس کی نفی کی ہے ،اور واضح کیا کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر تین دور آئیں گے خواہ آسمان ہو یا زمین ،آسمان و زمین بھی اس سے خالی نہیں لیکن فرق اتنا ہے ان کا بچپن ہزاروں سال کا ہے ۔

حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا : جب اللہ رب العزت نے اس کائنات کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو پوری کائنات کو چھ(٦) دن میں بنایا ۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ(۱) ۔

زمین کو اتوار اور پیر کے دن ، پہاڑ وغیرہ کو منگل اور بدھ کے روز آراستہ کیا اور جمعرات کے دن آسمان اور چاند و سورج کو اور جمعہ کے دن حضرت آدم کو پیدا کیا ۔

جب اس کائنات کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو کائنات میں سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا پھر بخارات پانی کے اندر پیدا ہوئے ، بلبلے پیدا ہوئے پھر ان میں سختی آئی ،پھر وہ زمین کا ایک چھوٹا حصہ بن گیا پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کا طواف کرو یہ وہی مقام ہے جہاں خانہ کعبہ واقع ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ ق : پ۲۶ ۔آیت ۳۸/]

یہ تو زمین کا چھوٹا سا حصہ بنا یہ زمین کا بچپن تھا ، یہ کتنا عرصہ رہا اللہ ہی کو معلوم ہے ،اس کے بعد فرمایا : وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰهَا(۱)، زمین کو ہم نے پھیلایا تو اس کے اندر جوانی آ گئی ، طاقت وقوت پیدا ہوگئی ، زمین کی جوانی کا زمانہ کتنا طویل رہا یہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ۔

انسانی علم کے اوپر بھی تین دور آئے پہلا دور حضرت آدم علیہ السلام کا دور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو علم الأ سماء چیزوں کے نام کا علم دیا گیا، اس لئے کہ یہ علم کا ابتدائی دور تھا ، ابتدائی مقام تھا ،کسی چیز کے نام کا علم ابتدائی علم ہوتا ہے جیسے بچوں کو سکھایا جاتا ہے ،یہ آم ہے یہ انگور ہے وغیرہ ، اسی علم میں حضرت آدم کا مقابلہ ملائکہ مقربین سے کرایا ، ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ(۲) ۔

ملائکہ ناکام ہوئے اور کامیابی حضرت آدم کے مقدر ہوئی ، علم ہی کی بنیاد پر انسان کو ملائکہ جیسی مقرب اور معزز مخلوق پر فوقیت عطا کی گئی ، یہ علم انسانی کے بچپن کا دور تھا ۔

علم کی خاصیت یہ ہے کہ ایک علم آتا ہے تو دوسرے کی طلب پیدا کرتا ہے انسان نے ایک چیز کا نام جان لیا تو اب اس کے اندر فطری طور پر ایک طلب پیدا ہوئی کہ اس چیز کو دیکھوں اس کی حقیقت کو دیکھوں ، اب اس کی حقیقت سمجھنے کی طاقت اس کے اندر پیدا ہوگئی ۔

---

(۱)۔ [سورۃ النازعات ۔پ : ۳۰ آیت ۳۰]۔(۲)۔[سورۃ البقرہ: پ ۱ ۔ آیت ۳۱]

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرَاهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْقِنِیْنَ (۱) ، ہم نے حضرت ابراہیم پر آسمان و زمین کی حقیقت کو روشن کردیا ، سورج کیا ہے چاند کیا ہے ستارے کیا ہیں ؟ معلوم ہوا یہ ساری چیزیں آپ کی مخلوق ہیں ، یہ اطاعت گذار ہیں ، فرمابردار ہیں ، یہ خود خالق نہیں مالک نہیں الٰہ نہیں رب نہیں ، یہ سب اللہ کی پیدا کردہ مخلوق ہے انسان بھی اللہ کا پیدا کردہ ہے یہ اپنے وجود پر قادر نہیں ، یہ تمہاری جیسی مخلوق جیسے تم اپنے وجود پر قادر نہیں ہو اسی طرح یہ بھی اپنے وجود پر قادر نہیں ، پیدا کرنے والے نے وجود بخشا تو موجود ہو گئے ، یہ اس کے بچپن کا زمانہ ہے ۔

ایک زمانہ گذرا انسانی علم ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ ترقی کے نام کو جان لیا اور اس چیز کی حقیقت کو بھی جان لیا ، تو اس کے اندر طلب پیدا ہوئی اس کے احکام کیا ہیں ؟ ۔

احکام کا علم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا گیا ، ارشاد فرمایا گیا اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ (۲) ، ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت و نور ہے ، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا کی گئی ، یہ زمانہ علم انسانی کی جوانی کا زمانہ تھا ۔

علم انسانی ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ ترقی کے نام کو جان لیا ، چیز کو جان لیا ، اس کے احکام کو جان لیا تو اس کے اندر طلب پیدا ہوئی کہ احکام کی علت کیا ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ الأنعام :پ ۷ ۔ آیت ۷۵] ۔ (۲)۔[سورۃ المائدۃ : پ ۶ ۔ آیت ۴۴]

یہ علم دیا گیا حضور خاتم الأنبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہی علم کا آخری درجہ تھا ، تو حضرت آدم کا زمانہ بچپن کا زمانہ تھا حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ علم انسانی کی جوانی کا زمانہ تھا ،حضرت موسیٰ کا زمانہ جوانی کی پختگی کا زمانہ ہے ، جوانی میں انسان کے ہاتھ پاؤں میں طاقت وقوت تو ہوتی ہے لیکن عقل کی پختگی نہیں ہوتی ، یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے ان کی قوم نے جو مطالبات کئے ہیں وہ فکری اعتبار سے انتہائی پست وگھٹیا ہیں ، جب حضرت موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ ایک اللہ کو مانو اور اس کی عبادت و بندگی کرو ، تو انہوں نے کہا: وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (۱) ۔ جب تک ہم خدا کو ان آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اس وقت تک ہم ایمان نہ لائیں گے ، یہ سوال عقل کی پستی اور قلتِ علم کی علامت تھی تو یہ زمانہ علم انسانی کی جوانی کا زمانہ تھا ۔

لیکن جب بڑھاپا آتا ہے تو ہاتھ پیر کی طاقت سمٹ جاتی ہے اور عقل میں پختگی آجاتی ہے ، یہ بڑھاپے کا دور رسول اکرم ﷺ کو دیا گیا ، گویا انسانیت اس مقام پر پہونچ چکی تھی ، کہ وہ صحف آدم بھی پڑھ چکی تھی ، اور توریت و انجیل اور صحف ابراہیم وغیرہ پڑھ چکی تھی ، گویا انسان اتنا ترقی کر چکا تھا کہ اس کو ایک ایسا علم دیا جائے جو کامل ومکمل ہو، تو اللہ رب العزت نے کلام اللہ (قرآن مجید) عطا کیا ۔

---

(۱)۔[سورۃ البقرۃ : پ۱ ۔آیت ۵۵]

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ قرآن مجید ہی صرف اللہ کا کلام ہے (۱) توریت انجیل زبور صحف آدم وابراہیم وغیرہ کتب اللہ تو ہیں کلام اللہ نہیں ہیں ، لیکن علم انسانی کے آخری دور میں جو علم دیا گیا وہ کلام اللہ کی صورت میں دیا گیا ۔

علم کے اوپر بھی تین دور آئے ہیں رسول اکرمؐ کا دور ہی انسانی علم کا آخری دور ہے ، اس علم کے مخاطب اس کلام اللہ کے مخاطب صرف اس امت کے مرد افراد ہی نہیں بلکہ ہماری عورتیں بھی اس کی مخاطب ہیں ، پوری دنیا میں شور ہے کہ اسلام تعلیم نسواں کا مخالف ہے ، میڈیا اپنی پوری طاقت و قوت اس پر صرف کر رہی ہے کہ اسلام تعلیم نسواں کے عنوان پر تنگ نظر ہے ۔

یاد رکھئے اسلام ایک کامل ومکمل نظام زندگی اور دستور حیات ہے ، وہ تعلیم نسواں کا مخالف نہیں ، بلکہ وہ تعلیم نسواں کا حامی وموجد ہے اسلام طریقۂ تعلیم سے اختلاف رکھتا ہے نہ کہ تعلیم سے ،اسلام صرف اور صرف مخلوط تعلیم کا مخالف ہے اگر تعلیم نسواں کا مخالف ہوتا تو حضرت عائشہ علم سے بے بہرہ ہوتیں ، حضور اکرمؐ کے زمانہ سے لیکر آج تک تعلیم نسواں کا نظام چلا آرہا ہے اور چلتا رہے گا ۔ اللہ تعالی ہم سب مردوں اور عورتوں کو علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین یارب العالمین)

﴿ وماعلینا الا البلاغ ﴾

❁❁❁

(۱)۔[الدرالمنثور ج ۷ ۔ص ۲۲۴ ۔ ورواہ سنن الدارمی : رقم الحدیث :۳۳۵۵ ۔ج ۲ ۵۳۳]

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظمؓ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ ۔

أما بعد : فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ یٰا اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الأنفال کی ایک آیت کریمہ ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ و تعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔ ’’ اے پیارے نبی! آپ کو اللہ کافی ہے ، اور جتنے مسلمان آپ کے ساتھ ہیں وہ بھی آپ کیلئے کافی ہیں ‘‘ ۔

سامعین کرام! اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتقدس نے فاروق سیدنا امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کا تذکرہ فرمایا ہے ، سیدنا فاروق اعظم کا اصلی نام عمر لقب فاروق والد کا نام خطّاب ہے ، ابتدائے اسلام کا زمانہ ہے ،حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلاۃ و السلام کے دستِ حق پرست پر ۴۵ افراد ایمان لا چکے ہیں (۲)۔

---

(۱)۔[سورۃ الأنفال: پ ۱۰ ۔آیت ۶۴]۔(۲)۔حضرت عمر فاروقؓ ،آپ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے ۔بقول بعض انتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے بعد اور بقول دیگر ۴۵ مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام میں داخل ہوئے ۔آپ سابقین اور عشرہ مبشرہ میں ہیں]۔

(بحوالہ تاریخ اسلام :مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی)

لیکن دینِ اسلام ابھی بھی کمزور ہے علی الاعلان خدائے واحد کی طرف بلا نہیں سکتے ،کعبۃ اللہ میں نماز ادانہیں کرسکتے ، مشرکین کی دہشت ایسی ہے کہ اپنے اسلام کا اظہار تک نہیں کرسکتے ، مسلمان انتہائی بے کسی اور نہایت بے سروسامانی کے عالم میں ہیں ، اِدھر باطل اپنی پوری طاقت و قوت کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے پر کمربستہ ہے ۔

رات کا آخری پہر ہے سیدالأنبیاء نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم حرم محترم میں غلاف کعبہ کو پکڑے دعا کررہے ہیں ، اے باراللہ ہم بے بس ہیں ، الٰہی تیری زمین پر تیرا نبی اور تیرا دین اسلام کمزور ہے ۔

اے رب کعبہ تیری عزت وجلال کا واسطہ تیرے رحم وکرم کا واسطہ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِأَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الخَطَّاب(۱) الٰہی یا تو عمر کو مسلمان کردے یا ابوجہل کو دولت ایمان دے ، انتخاب آپ کیجئے چوائس Choice کرنا آپ کے ذمہ ہے ، سیدالأنبیاء ﷺ کی یہ دعا ساتوں آسمانوں کو چیرتی ہوئی بارگہِ خداوندی میں پہونچی۔

اِدھر مشرکین مکہ نے اعلان کردیا کہ محمد کو کون قتل کریگا ؟ مجمع میں سے خطاب کا بیٹا عمر ۲۷ برس کا کڑیل نوجوان پورے جلال کے ساتھ اپنا سینہ ٹھونک کر کہتا ہے کل کا سورج غروب ہونے سے پہلے نعوذ باللہ محمد کی زندگی کا سورج غروب کردونگا ، اسے کیا خبر کہ جس کو مٹانے جائے گا وہاں خود مٹ

(۱)۔[رواہ احمد والترمذی ،ابواب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ حفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ،رقم الحدیث: ۳۶۸۱ ۔و معارف الحدیث ۔کتاب المناقب و الفضائل ۔رقم الحدیث: ۱۵۱ ۔ج۲۰۶/۸]

جائیگا ، جس کا سر لینے جائیگا وہاں اپنا سر رکھ کر آئیگا ۔

قصہ مختصر یہ کہ قرآن کریم کی چند آیات کریمہ بہن کے ذریعہ سنی ، قرآن سن کر دل کی دنیا بدل گئی، سوچ کے دھارے بدل گئے ،آستانۂ نبوت پر حاضری دی ، صحابہ کرامؓ نے اطلاع دی کہ عمر آرہا ہے ، سرکارِ دو جہاں نے فرمایا عمر آ نہیں رہا ہے بلکہ لایا جارہا ہے ،جوں ہی عمر نے آپ کے دست اقدس پر ایمان قبول کیا، صحابہ کرامؓ فرط مسرت سے جھوم اٹھے ،عرش الٰہی سے جبرئیل امین تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ، اِسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ(۱) آج عمر کے اسلام لانے سے آسمان کے فرشتے خوشیاں منارہے ہیں،

ذرا تصور کیجئے کیا مقام ہے حضرت فاروق اعظم کا کہ جن کے اسلام لانے پر آسمان پر فرشتے خوشیاں منارہے ہیں ، ابھی اسلام قبول کیا ہی ہے کہ نماز کا وقت آ گیا ، رسول اکرم ﷺ نے گھر ہی میں نماز کا ارادہ فرمایا ، فاروق اعظم کی آنکھیں چمک اٹھیں ، فرمایا عمر مسلمان ہو جائے اور نماز چھپ کر پڑھی جائے ایسا نہیں ہوسکتا ، کفارِ مکہ کو للکار کر کہا ،آج عمر بیت اللہ میں حضور اکرم کی اقتداء میں نماز ادا کریگا ، جس میں ہمت ہو روک کر دکھادے، کعبۃ اللہ پہونچ کر کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا ، یہی تو وجہ ہے کہ ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ جَهْرًا عُمَرُ وَ اَوَّلُ مَنْ فَتَحَ بَابَ الْكَعْبَةِ عُمَرُ ، روئے زمین پر سب سے پہلے علی الاعلان اسلام

(۱)۔[صحیح ابن حبان، رقم الحدیث:۶۸۸۳ ۔ ج ۱۵۔ص ۳۰۷ ۔ المستدرک علی الصحیحین، رقم الحدیث: ۴۴۹۱، ج ۳،ص ۹۰۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۔ رقم الحدیث: ۱۱۱۰۹ ۔ ج ۱۱۔ص ۸۰]

لانے والے عمرؓ ہیں، سب سے پہلے اسلام اور مسلمان کیلئے کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولنے والے عمرؓ بن الخطاب ہیں ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ارشادفرماتے تھے، کَانَ الْاِسْلَامُ قَبْلَ اِسْلَامِ عُمَرَ فِیْ غَایَۃِ الْخِفَاءِ وَ بَعْدَہٗ عَلَی غَایَۃِ الْجَلَاءِ (۱) ، اسلام پہلے جتنا پوشیدہ تھا عمر کے ایمان لانے کے بعد اتنا ہی روشن اور واضح ہوگیا۔

فاروق اعظم کو اللہ سبحانہٗ وتعالی نے وہ رعب وہ دبدبہ وہ جلال وہ تمکنت عطا فرمایا تھا ، کہ حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ تحریر فرماتے ہیں ۔

حضرت عمرؓ اپنے زمانۂ خلافت میں ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جارہے تھے آپ کے پیچھے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت ساتھ تھی ، فاروق اعظم آگے آگے اور صحابہ کرامؓ پیچھے پیچھے ،کہ اچانک حضرت عمرؓ نے پلٹ کر دیکھا تو صحابہ کرامؓ مارے خوف و دہشت کے گھٹنوں کے بل گر گئے ، ایسا رعب اور جلال عطا کیا گیا تھا کہ آپ مدینہ میں تشریف فرما ہیں مگر آپ کے رعب ودبدبہ کا یہ عالم ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں قیصر وکسریٰ ، روم و ایران ، آپ کے نام سے تھراتے تھے ۔

روم و ایران کی حقیقت کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ عمرؓ کے نام سے تھراتا تھا، حضرت ساریہؓ کو تین سو میل دور جہاد کیلئے بھیجا گیا ،حضرت ساریہؓ دشمن کے گھیراؤ میں آگئے ، حضرت عمرؓ مدینہ میں خطبہ دے رہے ہیں اچانک اثنائے

---

(۱)۔[الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ :ج ۱ /ص ۲۸]

خطبہ فرمایا: یا سَارِیَۃَ اِلَی الْجَبَلِ ، اے ساریہ تمہارے پیچھے پہاڑ ہے ، پہاڑ پر چڑھ جاؤ ،حضرت ساریہ تین سو میل دور وہ آواز سن رہے ہیں (۱) ، مدینہ میں زلزلہ آرہا ہے ، زمین پے در پے جھٹکے کھا رہی ہے ، فاروق اعظمؓ نے ایک درہ مارا اور فرمایا اُسْکُنْ ، زلزلہ ختم ہوگیا ، مدینہ کے پہاڑ سے اچانک آگ نمودار ہوئی ، حضرت عمرؓ نے اپنے بدن سے چادر اتار کر ہلایا آگ بجھ گئی ، مصر سے قاصد پیغام لے کر آیا کہ مصر کے دریائے نیل میں پانی نہیں بہتا جب تک کہ کنواری لڑکی کی بھینٹ نہیں دی جاتی حضرت عمرؓ نے ایک خط لکھا دریائے نیل کے نام ، مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ اِلٰی بَحْرِ النَّیْلِ اِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ فَاجْرِ اِلَّا فَلَا حَاجَۃَ لَنَا(۲) اے دریائے نیل محمد کا غلام عمر لکھتا ہے اگر تو پروردگار عالم کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو جاری ہو جا ورنہ تیری کوئی ضرورت اور حاجت نہیں ، خط کیا پہونچا تاریخ لکھتی ہے دریا ایسا بہا کہ آج تک دریائے نیل کا پانی خشک نہیں ہوا ،

یہی تو وجہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : مَا سَلَکَ عُمَرُ فَجًّا اِلَّا سَلَکَ الشَّیْطَانُ فَجًّا غَیْرَہٗ(۳)، میرا عمر جس گلی سے گذرتا ہے ، شیطان اس گلی سے راستہ بدل لیتا ہے ،عمر کو انسان برداشت کرسکتا ہے ، لیکن شیطان برداشت نہیں کرسکتا ۔

---

(۱)۔[البدایۃ والنھایہ ج ۷۔ص ۱۳۱ ۔تاریخ الطبری ۔ج ۲۔ص ۵۵۴]۔ (۲)۔[البدایۃ والنہایۃ ۔ج ۷۔ص ۱۰۰۔تفسیر ابن کثیر، ج ۳۔ص ۴۶۵] ۔ (۳)۔[رواہ صحیح مسلم: فضائل الصحابۃ :باب من فضائل عمر: رقم الحدیث: ۶۲۰۲ ۔ و رواہ الترمذی ،ابواب المناقب، باب قولہ ﷺ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْکَ یَا عُمَرُ رقم الحدیث: ۳۶۹۰۔۳۶۹۱ ۔ مشکوٰۃ المصابیح ، رقم الحدیث : ۶۰۲۷]

ارشاد فرمایا نبی اکرم ﷺ نے میرے عمر کے اندر وہ صلاحیتیں اور قابلیتیں ہیں جو ایک نبی کے اندر ہوا کرتی ہیں لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ (۱) میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے ،لیکن دروازۂ نبوت بند کردیا گیا ہے ، اَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ چونکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئیگا ۔

ان ہی صلاحتیوں کی بنیاد پر فاروق اعظم نے اپنے زمانۂ خلافت میں تقریبًا ساڑھے بائیس ہزار میل کا علاقہ فتح کیا ، اٹھارہ ہزار شہر فتح کئے قیصر وکسریٰ روم و ایران کے تخت وتاج کو روند ڈالا ، عدل وانصاف کا وہ مظاہرہ کیا کہ انگریز مورخین لکھنے پر مجبور ہو گئے ، ڈاکٹر ولیم لکھتا ہے کہ اگر اسلام کو ایک اور عمر مل جاتا تو روئے زمین پر سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نہ رہتا ۔

حضرت فاروق اعظمؓ ہمیشہ دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَ اجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ(۲) ، اے شہنشاہِ کائنات مجھے اپنے راستے میں شھادت عطا فرما اور اپنے رسول کے شہر مدینہ میں مجھے موت آئے ، رب قدیر نے شہادت کی تمنا قبول فرمائی ۔

امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ فجر کی نماز کی امامت کررہے ہیں قرآن کی تلاوت کررہے ہیں کہ اچانک ایک ایرانی کافر نے آپ پر حملہ کردیا آپ کے بدن پر

---

(۱)۔[رواہ الترمذی ،باب المناقب ، بابُ لَو کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ ، رقم الحدیث : ۳۵۸۶ / ۳۶۱۹، مسند الشامیین ۱۶۷۶۴ معارف الحدیث کتاب المناقب والفضائل رقم الحدیث :۱۴۸۔ج۸ص۲۰۴] (۲)۔[رواہ البخاری فی کتاب الحج ۔باب فضائل المدینہ ۔ الحدیث الأخیر رقمہ: ۱۸۹۰]

چھ گہرے زخم آ گئے ، سیدنا امیر المؤمنینؓ اسی وقت زمین پر گر گئے ۔
ذرا تصور کیجئے حضرت عمرؓ اسلام میں آئے قرآن سنتے ہوئے آئے اور جب دنیا سے جا رہے ہیں تو قرآن پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اشارہ کیا کہ نماز مکمل کریں ، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دریافت کیا قاتل کون ہے ؟ مسلمان ہے یا کافر ؟ اطلاع دی گئی کہ کافر ہے ، ایک نعرۂ شوق لگایا ، فُزْتُ وَ رَبِّ الْکَعْبَۃِ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ، خون زیادہ بہہ گیا غشی پر غشی طاری ہو رہی ہے جب افاقہ ہوا تو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا کہ جاؤ ،اماں جان حضرت عائشہؓ سے درخواست کرنا کہ عمر کی تمنا ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے پہلو میں دفن ہو ، اماں عائشہؓ رونے لگیں اور فرمایا یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی یہ جگہ بہت قیمتی ہے کوئی اور ہوتا تو انکار کر دیتی ، فاروق اعظم کو کیسے انکار کر سکتی ہوں اجازت ملنے پر چہرۂ مبارک پر خوشی و مسرت کے آثار نظر آئے ، آخری وقت میں اپنے فرزند عبداللہ سے فرمایا شاید اماں جان نے میری زندگی میں لاج رکھنے کیلئے اجازت دے دی ہو ، عبداللہ میرا جنازہ اماں عائشہ کے دروازہ پر رکھ دینا میرے چہرے سے کفن ہٹا دینا کہنا کہ اماں جان آپ کا بیٹا عمر حاضر ہے دفن کی اجازت چاہتا ہے ، حضرت عائشہؓ رونے لگیں فرمایا عمر تیرے احسانات کو کون بھلا سکتا ہے بخوشی اجازت ہے ۔
سارا مدینہ رونے لگا ، سچ فرمایا رسولِ اکرم نے اِنَّ الْاِسْلَامَ یَبْکِیْ عَلٰی

مُوْتِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ یَا عُمَوُ اے عمر تیری موت پر دنیا کیا روئے گی، دنیا کے رہنے والے کیا روئیں گے ،اے عمر تیری موت پر اسلام قیامت تک روتا رہے گا ۔

فَجَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنِ الاِسْلَامِ وَ اَھْلِہٖ جَزَاءً وَافِیًا

بس دعا کیجئے اللہ رب العزت ہمیں بھی ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی ایمانی زندگی گذارنے کی توفیق نصیب فرمائے ۔

(آمین یارب العالمین)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

❁ ❁

❁

مرویات عمر فاروقؓ: آپ کی مرویات کی تعداد ۵۳۹ ہے متفق علیہ ۲۶ ہیں، صرف بخاری شریف میں ۳۴ ہیں، اور مسلم شریف میں ۲۱ ہیں، اور بہت سے صحابہ اور تابعین نے آپ سے روایت کی ہے ۔

سن ہجری کا چھٹا مہینہ ’’ جمادی الأخری ‘‘

امت محمدیہ پر آپ ﷺ کے حقوق

(حقوق النبیؐ علی أمتہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

أمابعد : فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

﴿ وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ ، وَ لَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰہَ وَ اسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے سورۃ النساء کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس آیت میں اللہ سبحانہٗ وتعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔

’’ اے پیارے رسول ﷺ انہیں بتلادیجئے کہ ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ، اگر وہ لوگ جنھوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے آپ کے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے ‘‘ ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ

---

(۱)۔[سورۃ النساء : پ۵ ۔آیت ۶۴]

فرمایا ہے ، مدینہ میں ایک بشر نامی منافق تھا اس کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوگیا ، یہودی نے اس منافق سے کہا رسولِ محترم کی خدمت میں چل ، ان سے ہی فیصلہ کرائیں گے ، مگر بشر منافق نے اس سے انکار کردیا ، اس لئے کہ بشر منافق غلطی اور ناحق پر تھا اور یہودی حق پر تھا وہ جانتا تھا کہ فیصلہ یہودی کے حق میں ہوگا ، اس لئے اس نے انکار کیا اور کہا کہ کعب بن اشرف جو یہودیوں کا ایک سردار اور دشمنانِ رسول میں سے ایک دشمن تھا ، اس کے پاس چل، یہ کتنی عجیب بات تھی کہ یہودی تو اپنے سردار کو چھوڑ کر سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو پسند کرے ، اور اپنے آپ کو مؤمن اور مسلمان کہنے والا یہودی سردار کے فیصلہ کو اختیار کرے مگر راز اس میں یہی تھا کہ دونوں بخوبی جانتے اور مانتے تھے ، کہ رسول اکرم ﷺ حق و انصاف کا معاملہ فرمائیں گے ، آخرکار یہ دونوں اس بات پر راضی ہوگئے کہ رسولِ محترم کی عدالت میں فیصلہ کرایا جائے ۔

دونوں حاضر ہوئے دعویٰ دائر ہوا حضور اکرمؐ نے معاملہ کی تحقیق فرمائی اور فیصلہ یہودی کے حق میں دیدیا ، لیکن بشر منافق چونکہ غلطی پر تھا ، لہذا اس نے عدل وانصاف کے آقا محمد عربی ﷺ کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کردیا ، اور کہا کہ چلو ، حضرت عمر فاروقؓ کے پاس فیصلہ کرائیں ، حضرت عمرؓ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ تھے یعنی کفار کے معاملہ میں سخت تھے اس لئے اس منافق نے سوچا کہ اس یہودی کافر کے خلاف عمر فاروقؓ کا فیصلہ ہوگا ، دونوں

حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، یہودی نے پورا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوا ، حضرت عمرؓ نے اس منافق سے دریافت کیا ، کیا یہی واقعہ ہے اس نے اقرار کیا ،حضرت عمرؓ غیظ وغضب میں بھر گئے ، چہرہ مبارک تمتما اٹھا ، فرمایا ذرا ٹھہرو ، گھر سے ابھی آتا ہوں ، جب آئے تو عمرؓ کے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی اور فوراً منافق کا سرتن سے جدا کردیا اور فرمایا جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو، اس کے حق میں عمر فاروق کا یہی فیصلہ ہے (۱)۔

اسی واقعہ کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی ، ہم نے جو بھی رسول بھیجا ، اسی لئے بھیجا تا کہ اس کی اطاعت کی جائے اگر یہ منافق آپ کے فیصلہ پر سرِتسلیم خم کرتا ، اور اللہ سے معافی مانگتا ، اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اللہ کے رسول سے بھی بخشوا تا تو اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتا ۔

اس آیت کریمہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے حضور حاضر ہوکر مغفرت کی دعا کرانے سے اللہ تعالی مغفرت فرمادیتے ہیں۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جس طرح آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے زمانہ میں حاضری دینا اور مغفرت کی دعا کرانا باعث مغفرت ہے ، اسی طرح آج بھی روضۂ اقدس پر حاضری دینا اور مغفرت کی دعا کرانا باعث مغفرت ہے

---

(۱)۔[تفسیر القرطبی: ج۵۔۲۶۶ ۔ تفسیر الطبری: ج۵۔۱۵۶۔۱۵۷ ۔]

اس لئے کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے ، اَلْأَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ (۱)، کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر کے فارغ ہوئے تو اس کے تین دن بعد ایک گاؤں والا آیا اور آپ کی قبر مبارک کے پاس آ کر گر گیا ، زار و قطار روتے ہوئے یہ آیت پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں وعدہ فرمایا ہے کہ اگر خطا کار و گنہگار رسول محترم کی خدمت میں حاضر ہو جائے ، اور رسول محترم اس کے لئے دعائے مغفرت کر دیں تو اس کی مغفرت ہو جائیگی ۔

اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ،آپ میری مغفرت کی دعا فرمادیں ، زار و قطار روتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا ، روایت میں آتا ہے کہ روضۂ مقدس سے آواز آئی ، قَدْ غُفِرَ لَکَ(۲) ، اے میرے امتی خوشخبری ہو تیری مغفرت کر دی گئی ،اسی لئے رسول کائنات فخر موجودات علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :۔مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِی(۲) جس شخص نے میری موت کے بعد میرے قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں زیارت کی ۔

---

(۱)۔[عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْأَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ۔مسند ابی یعلی ۔رقم الحدیث : ۳۴۲۵۔ج ۶ ۔ص ۱۴۷۔ و فتح الباری ،ج ۶۔ص ۴۸۷۔ و نیل الأوطار ۔ ج ۳۔ص ۳۰۵ ۔ رواہ المنذری و صححہ البیہقی]۔(۲)۔[تفسیر القرطبی :برقم ۶۴۴۔ج ۵۔ص ۲۶۵]۔(۳)۔[رواہ البیھقی فی شعب الایمان و الطبرانی فی الکبیر و الاوسط۔ والدر المنثور ، ج ۱۔ص ۵۶۹۔ ومعارف الحدیث ، کتاب الحج ۔ رقم الحدیث : ۲۱۹ ج ۴ ص ۴۵۸ ۔]

افسوس ہے ان جاہل علماء پر جنھوں نے حضور اقدس ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کو غیر ضروری قرار دیتے ہیں ، اور کہا کہ حجاج کرام پر ضروری نہیں کہ وہ مدینہ میں حاضری دیں ۔

ذرا تصور کیجئے جس ذات گرامی نے ہماری خاطر طائف کی گلیوں میں پتھر کھائے جس ذات گرامی نے اس امت کی خاطر میدانِ احد میں اپنے دانت شہید کرائے ، چہرے پر زخم کھائے ، جو ہمارے لئے راتوں کو رب کریم کے دربار میں بلبلایا کرتے تھے ، جن کے صدقے اور طفیل میں ہمیں ایمان کی دولت ملی ، معرفت کا نور ملا ، آج اس ذات گرامی سے اتنی نفرت ہے ۔

خدا کی قسم ! اگر نبی رحمت پیدا نہ ہوتے تو ہم کیا یہ ساری کائنات وجود میں نہ آتی ، حدیث قدسی ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاکَ ، اگر پیغمبر آخر الزماں کی پیدائش مقدر نہ ہوتی تو یہ کائنات اور اس کی چمک دمک پیدا نہ کی جاتی ، محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا ۔ (۲)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَجَّ وَ لَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (۳) جس نے حج کیا اور میرے در پر حاضری نہ دی اس نے مجھ سے بے وفائی کی ۔

---

(۱)۔[قال القاری فی الموضوعات الکبری : هذا حدیث موضوع و لکن معناه صحیح ۔ یہ زمیں آسماں یہ ستارے نہ ہوتے ۔ محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا]۔(۲)۔[ہوتا نہ تیرا نور گر کچھ بھی نہ ہوتا جلوہ گر ۔ تیرے سبب یہ سب بنا صلِ علی محمد] ۔ (۳)۔[عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال : مَنْ حَجَّ وَ لَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِی. واخرج سعید بن منصور و ابو یعلی والطبرانی وابن عدی و الدارقطنی و البیهقی فی الشعب وابن عساکر عن ابن عمر قالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ فَزَارَقَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِی ۔ و الدر المنثور : ج ۱ ص ۵۶۹]

آپ علیہ السلام کے احسانات اس امت پر بے حدو بے حساب ہیں ، ہم آپ کا احسان چکا نہیں سکتے ،آپ کے احسان کو چکانے کا طریقہ کیا ہے؟۔ علمائے کرام لکھتے ہیں ، احسان کے چکانے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کے حقوق کو پہچانے ،آپ کے حقوق کیا ہیں؟ آپ کے حقوق تین ہیں ۔

(۱)۔عظمت (۲)۔محبت (۳)۔متابعت عظمت کیا ہے ؟ عظمت یہ ہے کہ آپ کو اتنا بڑا جانا جائے کہ کائنات میں اللہ کے بعد کوئی اتنی بڑی ہستی نہیں ، جتنی آپ کی ہے جس کو شاعر نے اپنی زبان میں یوں ادا کیا ہے ۔

نعتِ تو ہم چناں کہ توئی کے شود مگر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

درحقیقت آپ ﷺ کی عظمت کا حق تو ہمارے اکابر نے ادا کیا ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ جب حج کیلئے تشریف لے گئے تو مدینۃ الرسول میں حاضری دی ، تین دن قیام فرمایا اور جب واپس ہونے لگے تو لوگوں نے آپ کا راستہ روک لیا کہ ہم تو آپ کو جانے نہیں دیں گے ، آپ سے ہم لوگ اور استفادہ کرنا چاہتے ہیں ،آپ نے بہت معذرت کی مگر اہل مدینہ نے نہیں مانا ، پھر رک گئے یہاں تک کہ گیارہواں دن آ گیا ، لوگوں نے پھر روکا آپ نے فرمایا اب رکنا میرے بس میں نہیں ہے لوگوں نے دریافت کیا ، کیا بات ہے فرمایا آج گیارہواں دن گذر گیا آج تک میں نے استنجا نہیں کیا

میرے دل نے یہ گوارہ نہ کیا کہ مدینۃ الرسول میں آ کر گندگی پھیلاؤں، پتہ نہیں میرے آقا سرورکائنات کا قدم مبارک کہاں پڑا ہواللہ نہ کرے وہاں ابوحنیفہؒ گندگی ڈالے ، سبحان اللہ کیا بات تھی ، یہ تھی حقیقی عظمت جو ہمارے اکابر کے دلوں میں تھی، آج ہم اس کی نقالی بھی نہیں کر سکتے ۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ میں رہتے تھے ، ہوش سنبھالنے سے لے کر وفات تک مدینہ کی گلیوں اور بازاروں میں ننگے پاؤں چلتے تھے اور فرماتے کہ پتہ نہیں میرے حبیب کا قدم مبارک کہاں پڑا ہوگا ، اور مالک جوتے پہن کر وہاں سے گذرے ، فرماتے تھے ، ان گلیوں کا حق تو یہ ہے کہ مالک سر کے بل چلے ، چونکہ یہ میرے بس میں نہیں اسلئے کم ازکم جوتا پہن کر نہیں چلتا ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۱۸ سال تک مدینہ منورہ میں درس حدیث دیا ، آپ کی داڑھی بہت ہی گھنی تھی ، آپ روزانہ حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر پر حاضری دیتے اور اپنی داڑھی سے روضۂ مبارک جھاڑو دیا کرتے تھے۔

جب عشق ہوتا ہے تو عظمت ہوتی ہے، پھر یہ سب مشکل نہیں آسان ہو جاتا ہے، یہ ہے حقیقی عظمت ۔

اور دوسرا حق حضور اکرم کا یہ ہے کہ آپ سے کامل محبت ہو، ارشاد فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے : لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ

وَلَدِہٖ وَ وَالِدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ(۱) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے باپ اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ جانے ۔

اور تیسری چیز ہے متابعت یعنی اتباع کامل، اللہ کے رسول ﷺ نے جو قانون لاکر ہمیں دیا ہے اس کی پیروی اور اطاعت کرے اور احکامات پر من وعن عمل کرے، آپ کی سنتوں کو جان جان کر عمل کرے (۲) جب یہ تینوں حقوق ہم سے ادا ہونگے تو پھر سمجھا جائیگا کہ حضور اکرم ﷺ کے احسانات کا کچھ نہ کچھ حق ہم نے ادا کیا ، تو حضور اقدس ﷺ کے روضہ پر حاضری مغفرت کا باعث اور شفاعت کا موجب ہے، انتہائی ادب واحترام سے حاضری دیں، اور رسول محترم ﷺ کے روضہ پر حاضری دینے والے انسانو ! یاد رکھو ۔

یہ بارگہِ ناز رسول عربیؐ ہے ۔ پلکوں کا جھپکنا بھی یہاں بے ادبی ہے

رب کریم ! ہم سب کیلئے پیارے رسولؐ کے روضہ کی حاضری مقدر فرما ۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً اَبَداً
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

(۱)۔[رواہ البخاری ، کتاب الایمان ، بَابُ حُبِّ الرَّسُوْلِ مِنَ الْاِیْمَانِ، رقم الحدیث : ۱۴۔۱۵ ۔ رواہ مسلم، کتاب الایمان، بَابُ وُجُوْبِ مَحَبَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَکْثَرَ مِنَ الأَھْلِ وَالْوَلَدِ وَالْوَالِدِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ ، رقم الحدیث : ۱۶۹ ۔ مسند احمد: رقم الحدیث: ۱۲۸۳۷۔ ج ۳ ص ۱۷۷ ۔ صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: ۲۳۴ ۔ ج ۱ ص ۴۰۵ ۔ السنن الکبری: رقم الحدیث: ۱۱۷۴۴ ۔ ج ۶ ص ۵۳۴ ۔ شرح کتاب التوحید: ج ۱ ص ۴۱۵] ۔

(۲)۔[نبی کی سنتوں پر جو کوئی عامل نہیں ہوتا ۔۔ وہ کچھ بھی کر رہا ہو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا]

تبلیغ ودعوت امت مسلمہ

کی اہم ترین ذمہ داری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ ۔

امّابعد :۔ فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ لْتَکُنْ مِنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (۱)

صدق اللہ العظیم

بزرگان محترم و برادران مکرم ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے وہ سورۂ ال عمران کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس میں اللہ سبحانہٗ وتقدس ارشادفرما رہے ہیں کہ ۔

'' تم میں سے ایک جماعت ایسی ہوناضروری ہے جوکہ بھلائی کی طرف بلائے اورنیک کاموں کاحکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور دراصل ایسے ہی لوگ کامیاب ہونگے ''

حاضرین کرام ! قدرت کاہمیشہ سے یہ طریقہ رہاہے ، کہ دنیامیں جب جب برائیاں پھیلیں ، شرور و فتن نے سر اٹھایا ، گناہوں اورغلط کاریوں نے

(۱)۔[سورۃ ال عمران :پ ۴ ۔ آیت ۱۰۴]

تسلط جمایا ، تو اللہ نے انسانوں کی ہدایت کیلئے نبی اور رسول بھیجے جنہوں نے دکھی انسانیت کی رگ کو پکڑا ، اور ہدایت کے راستے پر گامزن کیا ،شرورو فتن کی بیخ کنی کی ، دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کردکھایا ،حق کی راہ واضح کی اور کفروضلالت کا قلع قمع کیا ، یہ سلسلہ روزازل سے چلتارہا آخرکار نبیوں اور رسولوں کے سلسلۃ الذہب کی آخری کڑی آقا ومولیٰ محمد عربی ﷺ پر ختم ہوئی ، اور آپ پر نبوت ورسالت کا سلسلہ بند ہوگیا ،اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آنے والا ہے ،اب قیامت تک کوئی بشر منصبِ بنوت پر فائز نہیں ہوسکتا۔(۱)

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی سب کے سامنے ہے کہ برائیاں آج بھی پھیل رہی ہیں ،لوگ غلط کاریوں کی طرف آج بھی جارہے ہیں ، جبکہ نبیوں کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے ،لیکن شرورو فتن کے پھیلنے کا سلسلہ بند نہیں ہوا تو آخر اس کا سدِ باب کیا ہے؟ان برائیوں اوران غلط کاریوں کو کیسے مٹایا جاسکتا ہے؟۔

مسلمانو !غورکرو اللہ رب العزت نے اس کا حل قرآن عظیم میں بیان فرمادیا ہے ،اس نے نبیوں اور رسولوں کے سلسلہ کو تو بند کردیا ،لیکن دعوت وتبلیغ اوران کے مشن کو چلانے والے متعین فرما دیئے ،بابِ نبوت بند ہوچکا لیکن کارِ نبوت کو باقی رکھا ،لیکن کس طرح باقی رکھا ؟۔

---

(۱)۔[کما قال تعالی: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ و رواہ مسلم عن جابرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ :مَثَلِي وَ مَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَتَمَّهَا وَ اَكْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ۔۔الخ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ۔تفسیر القرطبی ج ۱۴ص ۱۹۷ ۔ عن انس بن مالکؓ فی قولہ ﷺ : اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ۔تفسیر القرطبی ۔ ج ۱ ص ۷۸ ۔ رواہ البخاری۔ کتاب المناقب۔باب خاتم النبیین ۔رقم الحدیث: ۳۵۳۴ ۔ ۳۵۳۵]

ارشادفرمایا: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (۱) ۔

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے نکالی گئی ہو، اس لئے کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۔

مطلب یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ جودراصل حضرات انبیاء علیہم السلام کا کام تھا ، اس کوامت محمدیہ کے سپرد کردیا گیا ۔

اس عالم ہست وبود میں جہاں کہیں بھی شر پھیلے ، اس کی بیخ کنی تم پر فرض ، جس خطہ و چپہ میں بدی سرابھارے اس کو کچلنا تمہارے اوپر فرض ، غرض اس عالم رنگ وبو میں جو بھی فتنہ اٹھے اس کو ملیامیٹ کرنے کیلئے تمہیں ہی میدان عمل میں کودنا پڑے گا ، یہ ذمہ داری امت کے کسی ایک فرد کی نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے ۔

ارشادفرمایا قرآن عظیم میں:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲) ۔

اگر پوری امت اس فریضہ کے ادا کرنے سے قاصر ہو تو کم ازکم ایک جماعت کو تو ایسا ہونا چاہئے جو برائیوں کا سدباب کرسکے اور نیک کاموں کا حکم دے سکے،

---

(۱)۔[سورۃ ال عمران : پ ۴ ۔آیت ۱۱۰] ۔ (۲)[سورۃ ال عمران : پ ۴ ۔ آیت ۱۰۴]

رسول اکرم نبی خاتم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ رَأیٰ مِنْکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیّرہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (۱) ۔تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے اگر اس میں طاقت وقوت ہو تو اس کو قوتِ بازو سے روک دے اور اتنی قوت نہ ہو تو زبان سے کہہ دے کہ یہ ناجائز امر ہے اگر بولنے کی قدرت بھی نہیں تو ارشاد فرمایا اپنے دل میں اس کو برا سمجھے یہ ایمان کا بہت ادنی درجہ ہے ۔

اس کے علاوہ بکثرت آیاتِ شریفہ اور احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ کام امت محمدیہ کے ہرفرد پر لازم اور ضروری ہے ،لیکن افسوس صد افسوس کہ ہم نے اس فریضہ کو ادا کرنا چھوڑ دیا ۔

حجۃ الوداع کا موقعہ ہے رسول اکرم نبی خاتم علیہ السلام صحابہ کرامؓ کے ایک مجمع عظیم سے خطاب کرتے ہوئے فرما رہے ہیں : اَلَا فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ (۲) جن لوگوں تک میری بات پہونچی ہو ان لوگوں کو چاہئے کہ وہ دوسروں تک پہنچائیں ،جوں ہی نبی رحمت علیہ السلام کی یہ آواز حضرات صحابہؓ کی سماعت سے ٹکرائی صحابہ کرامؓ اسی میدان سے دنیا کے کونے کونے میں اسلام وایمان کی تبلیغ کیلئے نکل گئے ،گھر تک جانا بھی گوارہ نہیں کیا ۔

---

(۱)۔[رواہ مسلم، باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان رقم الحدیث:۱۷۷] ۔ (۲)۔[عن جابر بن عبداللہؓ قال : خطبنا رسول اللہ ﷺ فی اوسط ایام التشریق خطبۃ الوداع فقال: یاایھا الناس ان ربکم واحد، وابا کم واحد، الا لا افضل لعربی علی عجمی ، ولا لعجمی علی عربی ، ولا لأ حمر علی أسود، ولا لأ سود علی أحمر الا بالتقوی، ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ، الا ھل بلغت ؟ قالوا: بلی یا رسول اللہ ، قال فلیبلغ الشاھد الغائب ، رواہ البیہقی بحوالہ الترغیب ج ۳ ص ۶۱۲ رواہ مسلم و البخاری]

ایک صحابی نے آپ کی تقریر کے بعد گھر کا رخ کیا جب گھر کے دروازے پر پہنچے تو اس نیک خاتون کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ، تاریخ وسیر کی کتابیں اٹھا کر دیکھو ، تاریخ نے اس نیک دل خاتون کے الفاظ کو بھی محفوظ کیا ہے ،وہ نیک دل خاتون کہتی ہے ، اے میرے سرتاج ! آپ واپس کیوں لوٹ آئے کیا تم نے اللہ کے رسول کا فرمان نہیں سنا ، صحابی رسول نے کہا ، نہیں ایسی بات نہیں میں نے سنا اور یہ سوچ کر آیا ہوں ، آخری مرتبہ گھر بار کی خیر خبر لے لوں اس کے بعد اشاعتِ دین کیلئے نکل جاؤں ، لیکن وہ نیک دل خاتون کہتی ہے ، ارے سرتاج غم اسی کا ہے ،سینکڑوں صحابہ تو بلا گھر بار لوٹے وہیں سے چلے گئے ، قیامت کے دن ان کی گردن فخر سے بلند اور اونچی ہوگی ، اور تمہاری اس سے نیچی ہوگی ۔

ذرا تصور کیجئے کیا ماحول تھا ، حقیقت یہ ہے کہ یہ انہی حضرات کی قربانیوں کا اثر ہے کہ دین آج تک ہم میں باقی ہے ۔

لیکن آج ہم نے اسی کام کو پسِ پشت ڈال دیا ہے جس کام کو حضرات صحابہؓ نے سینہ سے لگایا تھا ۔

حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے تم لوگ ضرور بالضرور نیکی کی طرف بلاتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو ، ورنہ قریب ہے ، کہ اللہ کا عذاب تم پر آن پہنچے پھر تم اس سے دعا مانگو دعا

قبول نہ ہو ، تم فریادکرو تمہاری فریاد نہ سنی جائے ،تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں (۱)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل میں سب سے پہلے بربادی اس وجہ سے پھیلی کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ برائیوں میں مبتلا ہوئے تو پہلے ان کے علماء نے ان کو روکا مگر وہ باز نہ آئے ، اس کے باوجود علماء نے ان سے تعلقات ختم نہیں کئے انہیں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا برقرار رکھا ، یہاں تک کہ اللہ نے ان کے دلوں کو ان کے گناہگاروں کے دلوں کی طرح کردیا ، سب ایک رنگ میں رنگ گئے نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کا عذاب ان کو آن پکڑا ، اسی مضمون کو قرآن نے سورۂ انفال میں یوں بیان کیا ہے ، وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً (۲) ، ارشاد فرمایا : اس فتنے سے بچو جو خاص طور سے گناہگاروں کو ہی نہیں پہنچے گا بلکہ جو لوگ گناہ ہوتے ہوئے دیکھتے رہے اور خاموشی اختیار کی ان کو بھی پہونچے گا (۳)۔

آیئے اب اللہ تعالی سے دعا کریں اے اللہ ہمیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی توفیق عطا فرما اور جو ذمہ داری اس امت پر عائد ہوتی ہے اس کو پوری طرح سے نبھانے کی توفیق عطا فرما ۔ (آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

---

(۱)۔[تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۹۱ ۔رواہ الترمذی: باب ماجاء فی الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر ۔ برقم ۲۱۶۹ ۔ج ۴ ۔ص ۴۶۸]۔(۲)۔[سورۃ الأنفال: پ ۹ ۔آیت ۲۵]۔(۳)۔[مختصر تفسیر ابن کثیر: المجلد الثانی ۔ رقم الصفحۃ: ۹۶ ۔ ۹۷]

روزِ قیامت اور اس کا ہولناک منظر

اَلْحَمْدُلِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمابعد : قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کتابہ المجید و الفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَۃِ ، وَ لَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ ، اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے سورۃ القیامہ کی ابتدائی آیات تلاوت کی ہیں ، ان آیات میں اللہ سبحانہٗ وتعالی ارشاد فرمارہے ہیں ۔

" میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ، اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو اپنے آپ کو ملامت کرے ، کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے " ۔

حاضرین کرام ! قرآن عظیم میں جن پانچ مضامین کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے ان میں سے ایک مضمون قیامت کا مضمون ہے ، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کے اندر مستقل ایک سورت قیامت کے متعلق اتاری ہے ، جس کو سورۂ قیامۃ کہتے ہیں ، اس کے علاوہ ایک دو جگہ نہیں بلکہ کثرت کے ساتھ قیامت کے متعلق آیات کریمہ نازل فرمائیں ہیں ۔

---

(۱)۔ [سورۃ القیامہ : پ۲۹ ۔ آیت ۱۔۳]

حدیث شریف میں ارشادفرمایارسولِ اکرم ﷺ نے لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لاَ یُقَالَ فِیْ الْأَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ (۱)۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ زمین پر اللہ اللہ کرنے والے موجود ہونگے ، جب اللہ اللہ کہنے والے روئے زمین سے ختم ہوجائیں گے تو قیامت طاری ہوگی ۔

احادیث شریفہ میں ارشادفرمایا گیا کہ ہرانسان اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگا ، اچانک ایک ہلکی سی آواز اس کے کانوں میں پڑے گی ، آدمی ایک دوسرے سے پوچھے گا یہ کیسی آواز ہے ؟ ایسی آواز تو ہم نے آج تک نہیں سنی ، جوں جوں اسرافیل علیہ السلام کے صور کی آواز بلند سے بلندتر اور بلندتر سے بلند ترین ہوتی چلی جائے گی ، زمین شق ہونے لگے گی ، پہاڑ اپنی سختی اور صلابتی کے باوجود روئی کے گالوں کی طرح ہواؤں میں اڑنے اور تیرنے لگیں گے ، آسمان ریزہ ریزہ ہوجائے گا ، سورج اور چاند جو ہزاروں سال سے بغیر ٹکرائے چلتے تھے جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَر ایک دوسرے سے ٹکراجائیں گے ، انسان بھاگے گا ، بارش اور دھوپ سے بچنے کے لئے جگہ ڈھونڈھنے والا انسان ، مصیبتوں اور آفتوں سے بچنے کیلئے جگہ ڈھونڈھنے والا انسان ،قیامت کی خطرناکی اور ہولناکی سے بچنے کیلئے بھی جگہ ڈھونڈھے گا ۔

---

(۱)۔ [رواہ مسلم :کتابُ الایمان ، بَابُ ذَهَابِ الْإِيْمَانِ آخِرَ الزَّمَانِ ۔ رقم الحدیث : ۳۷۵ ۔ وفی روایۃ ۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی أَحَدٍ يَقُوْلُ: اللّٰهُ ، اللّٰهُ ۔ نفس الباب ۔ برقم ۔۳۷۶]

يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرْ ، اس دن انسان کہے گا میرے چھپنے کی جگہ کہاں ہے ، اللہ رب العزت نے بہت پہلے آیات کریمہ اتاردی كَلَّا لَا وَزَرَ ہرگز نہیں ہرگز نہیں چار و ناچار تمہیں ہماری خدمت میں حاضر ہونا پڑے گا ۔

اب سارا نظام درہم برہم کردیا جائے گا ،کوئی ذی روح باقی نہیں رہے گا، سب کے سب تہس نہس کرکے رکھ دیئے جائیں گے ، ایک تباہی ہوگی ، ایک تاخت وتاراج کرنے کا عالم ہوگا ، تباہ کردیا جائیگا ، اب ساری دنیا ختم زمین پر بسنے والے سارے انسان ختم، دندنا کر چلنے والے ، اکڑ کر چلنے والے فخر وغرور میں نوٹوں کی گڈیاں جمع کرنے والے سب کے سب موت کی نیند سوئے ہونگے ، اس کے بعد آسمان پر ایک آواز گونجتی رہے گی ، لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَومَ ؟ لِمَنِ الْمُلْكُ اليَومَ ؟ لِمَنِ الْمُلْكُ اليَومَ ؟ لِمَنِ الْمُلْكُ اليَومَ ؟ .

اے غرور وتکبر میں مبتلا انسان بتاؤ ، لِمَنِ الْمُلْكُ اليَومَ آج بادشاہت وشہنشاہیت کس کے لئے ہے ؟ چالیس سال تک یہ آواز آسمان پر گونجتی رہیگی ، لیکن کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا ، کیسے جواب دے سکتا ہے؟ سب پر موت کی نیند طاری ہوچکی ہے ،خود اللہ تبارک وتعالی جواب دیں گے ۔(۱)

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ شہنشاہیت وبادشاہت اس اللہ کے لئے ہے جو واحد ہے قہار ہے،اب دوبارہ اللہ تعالی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرمائیں گے۔

(۱)۔[تفسیر القرطبی: ج ۱۵،ص ۳۰۰ ۔ تفسیر الطبری: ج ۱۲،ص ۶۵ ۔ تفسیر ابن کثیر: ج ۱ ص ۴۵]

اور ان کو حکم دیا جائیگا ، کہ صور پھونکو جوں ہی حضرت اسرفیل علیہ السلام اپنے منہ میں لگا ہوا صور پھونکیں گے ، انسان اپنی اپنی قبروں سے اپنے بدن سے مٹی جھاڑتا ہوا اٹھے گا ۔

حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک کافر و مشرک فخر و غرور میں مبتلا اپنے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی لے کر حاضر ہوا ، اور اپنے ہاتھوں کی طاقت سے اس ہڈی کو ریزہ ریزہ اور برادہ Powder کر کے آپ سے کہنے لگا ، مَنْ يُحْيِ الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيْمٌ (۱) ، اے محمد ﷺ ذرا بتلایئے تو سہی جو ہڈی بوسیدہ ہوگئی ہے جس کو ہاتھ سے مسلا جا سکتا ہے، اسے کون زندہ کریگا ؟ اللہ تبارک وتعالی نے آیت اتاردی: قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْ اَنْشَاَهَا اَوَّلَ مَرَّةٍ (۲) ، اے محمد ﷺ اس الٹی کھوپڑی والے انسان کو بتلادیجئے کہ اس کائنات میں سرے سے تمہارا وجود ہی نہیں تھا ، ہم نے سرے سے تمہیں وجود بخشا، هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا (۳)، جب ہم نے انسان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا جب کہ کائنات میں اس کا وجود ہی نہیں تھا ، کم از کم اب اس کی ہڈیاں تو موجود ہیں ، ان ہڈیوں کو رکھ کر اس پر گوشت چڑھانا پھر اس میں روح پھونکنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے۔

---

(۱)۔[سورۃ یٰس: پ۲۳ ۔آیت ۷۸](۱)۔شان نزول ۔ قد ورد أن أبی بن خلف لما جاء بعظام بالية ففتها و ذرها فی الهواء و قال يا محمد : من يحی العظام و هی رميم ، فأنزل الله تعالی:قل يحييها الذی أنشأها أول مرة و هو بكل خلق عظيم ،بحوالہ البرھان فی علوم القرآن ، ج۲۔ص۲۶ ۔ البدایۃ والنھایۃ ج۶ ۔ص۲۷۲]۔(۲)۔[سورۃ یٰس: پ۲۳۔آیت:۷۹]

(۳)۔[سورۃ الدھر: پ۲۹ ۔آیت:۱]

اب انسان قبروں سے اٹھ رہے ہیں ،اللہ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں ، حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا حُفَاۃً وَّ عُرَاتًا آدمی ننگے پیر اور ننگے بدن اللہ کے حضور دوڑے چلے جارہے ہونگے ، حضرت عائشہ الصدیقہؓ نے عرض کیا : اے اللہ کے رسولؐ ! انسان ننگے ؟ کیا ایک دوسرے کا بدن نہیں دیکھیں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے اور فرمایا اے عائشہ ! وہاں کس کو اس بات کا ہوش ہوگا کہ میں ننگا ہوں ،اور کوئی دوسرا بھی ننگا ہے ، وہاں سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ (۱)

یَومَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَ اُمِّہٖ وَ اَبِیْہِ وَ صَاحِبَتِہٖ وَ بَنِیْہِ (۲) ،ہاں قیامت کا دن وہ دن ہے کہ بھائی اپنے بھائی سے ، بیوی اپنے شوہر سے ، ماں اپنے بیٹے سے بھاگ رہے ہونگے ،کہ دنیا کی محبت کے بدلے میں مجھ سے کوئی ایک نیکی نہ مانگ لے ، ایک عجیب سراسیمگی کا عالم ہوگا ۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخر وہ انسان جس پر قیامت طاری ہوگی تمام کے تمام یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ (۳) اللہ کے حضور حاضر ہونگے۔

اب حساب و کتاب شروع ہوگا ، وہ دن انتہائی افسوس کا دن ہوگا ، آپ

---

(۱)۔[عَنْ ابنِ أبی مُلَیکَۃَ عَنِ الْقَاسِمِ ، قَالَ قَالَتْ عَائِشَۃُؓ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ؟ قَالَ " حُفَاۃً عُرَاتاً " قُلْتُ وَالنِّسَاءُ؟ قَالَ : اَلنِّسَاءُ ، قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَمَا نَسْتَحْیِیْ ؟ قَالَ : یَا عَائِشَۃُ ! الأَمْرُ أَھَمُّ مِنْ أَنْ یَنْظُرَ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ رواہ ابن ماجۃ کتاب الزھد، باب ذکر البعث، رقم الحدیث: ۴۲۷۶ ۔ عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ "یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حُفَاۃً عُرَاتاً غُرْلاً کَمَا خُلِقُوْا] رواہ الترمذی ، بابُ مَا جَاءَ فِیْ شَأنِ الْحَشْرِ، رقم الحدیث: ۲۴۲۳ ۔وکذلک الترغیب والترھیب ج ۴ ص ۳۸۵]

(۲)۔[سورۃ عبس ۔پ ۳۰ ۔الآیۃ ۳۴، ۳۵، ۳۶] ۔ (۳)۔[سورۃ المطففین ۔پ ۳۰ ۔الآیۃ ۶]

دیکھتے ہیں جب انسان کوکوئی صدمہ یا افسوس ہوتا ہے تو اپنی انگلی منہ میں رکھ لیتا ہے ، یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلاً (۱) ، ہاں قیامت کادن وہ دن ہے کہ انسان افسوس کی وجہ سے اپنی انگلی کومنہ میں رکھ کر چبانے لگے گا ، چباتے چباتے انگلی ختم یہاں تک کہ چباتے چباتے مونڈھوں تک چباتا چلا جائے گا ، اور اس کو اس بات کا احساس تک نہیں ہوگا کہ میں نے اپنا ہاتھ چبالیا ہے ۔

اب اللہ تعالی ہر انسان کے ہاتھ میں اس کے اعمال نامے دیں گے ، اس دن انسان کہے گا ، اے اللہ یہ میں نے نہیں کیا ، یہ میں نے نہیں کیا ، یہ جو کچھ لکھا ہے فرشتوں نے غلط لکھا ہے ، اس وقت اللہ تعالی فرمائیں گے تھوڑی دیر ٹھہر جا ، الیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (۲) اب اللہ تعالی زبان پر مہر لگا دیں گے ، اور ہاتھ پیر سے کہیں گے تم ہی بتلاؤ تمہارے صاحب نے کیا کیا کام کرائے ہیں ، ہاتھ کہے گا میرے صاحب نے مجھ سے یہ یہ کام کرائے ہیں ، پیر کہے گا میرے صاحب نے مجھ سے یہ یہ کام کرائے ہیں ۔

الغرض ہمارے اعضاء ہمارے خلاف گواہی دیں گے ، اس وقت انسان کہے گا وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا (۳) اے ہاتھ تو تو میرا ہے میرے خلاف کیوں گواہی دے رہا ہے ؟۔

---

(۱)۔[سورۃ الفرقان ۔پ۱۹۔الآیۃ ۲۷] ۔ (۲)۔[سورۃ یٰس ۔پ۲۳۔الآیۃ ۶۵] ۔
(۳)۔[سورۃ حم سجدہ ۔پ۲۴۔الآیۃ :۲۱]

ہاتھ پیر کہیں گے: قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ کُلَّ شَیْءٍ (۱) ، آج تک تو یہ سمجھتا تھا کہ میں تیرا ہوں آج جان لے کہ میں اللہ کا غلام ہوں ، دنیا میں تیرے پاس امانت کے طور پر دیا گیا تھا تو نے غلط استعمال کیا ، اب اللہ نے ہمیں زبان دی ہے، اب ہم وہی بولیں گے جو تم نے ہم سے کرائے ہیں۔

حاضرین کرام ! اب اس خطبہ کو اس حدیث شریف پر ختم کرتا ہوں ،

ارشاد فرمایا رسول اکرم ﷺ نے: لاَ تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاه وَ عَنْ شَبَابِه فیما اَبْلاهُ ، وَ عَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَهٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَ مَاذَا عَمِلَ بِمَا عَلِمَ ۔ (۲)

ارشاد فرمایا : میدان محشر سے اس وقت تک بندہ کو چھٹکارا نہیں مل سکتا ، جب تک کہ وہ ان پانچ سوالوں کے جوابات نہ دیدے ، سوال ہوگا عمر کے بارے میں عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ ، ہم نے دنیا میں تمہیں زندگی دی تھی کسی کو ساٹھ سال ، کسی کو ستر سال یا اس سے بڑھ کر ، اس کو کس کام میں خرچ کیا ؟ ۔

---

(۱)۔ [سورۃ حم سجدہ : پ۲۴ ۔آیت:۲۱] ۔

(۲)۔ [عَنْ ابنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لاَ تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاه وَ عَنْ شَبَابِه فیما اَبْلاه ، وَ عَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَهٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَ مَاذَا عَمِلَ بِمَا عَلِمَ ۔ رواہ الترمذی ۔ ابوابُ صِفَةِ الْقِیَامَةِ ۔ رقم الحدیث : ۲۴۱۶]

دوسرا سوال جوانی کے بارے میں ہوگا ، وَ عَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلٰی ، دنیا میں ہم نے تم کو جوانی عطا کی تھی جوانی کو کہاں گلایا ، کہاں خرچ کیا ؟ تیسرا مال کے بارے میں وَ عَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَہٗ ، مال کہاں سے کمایا حلال طریقہ سے کمایا یا حرام طریقہ سے کمایا ۔

اور چوتھا سوال وَ فِیْمَا اَنْفَقَ ، اور اس مال کو کہاں خرچ کیا عیش وعشرت میں خرچ کیا یا اللہ کے راستے میں ، اور پانچواں سوال علم کے بارے میں ہوگا ، اپنے حاصل کئے ہوئے علم پر کتنا عمل کیا ؟۔ (۱)

اللہ رب العزت سے دعا کیجئے کہ اے اللہ ہمیں ہمت و توفیق دے کہ ہم ان پانچ سوالات کے جوابات با آسانی دے سکیں ، اور دنیا میں اسکی تیاری کر سکیں ۔ (آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلا یْمَانِ اَنْ آمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَآمَنَّا ، رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّئَاتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ، رَبَّنَا وَ آتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ، اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

(۱)۔ [رواہ الترمذی : ابوابُ صفۃِ الْقِیامۃِ (الرقاق و الورع عن رسول اللہ ﷺ) ، بابٌ فِی الْقِیَامَۃِ ، رقم الحدیث : ۲۴۱۶۔۲۴۱۷۔ وفی روایۃ : لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُسْاَلَ عَنْ اَرْبَعٍ .....الخ ۔ الترغیب والترھیب ۔ فَصْلٌ فِیْ ذِکْرِ الْحِسَابِ وَغَیْرِہٖ ۔ رقم الحدیث : ۳۶ ۔ ۳۷۔ ج ۴۔ ص ۳۹۶۔]

خلوصِ نیت ہی عنداللہ مقبول ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔

اَمابعد : قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصاً لَّہُ الدِّیْنَ ، اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

وَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَ لٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ ۔(۲)

صدق رسول اللہ ﷺ

بزرگانِ محترم و برادرانِ مکرم ! اس وقت میں نے جن آیات کریمہ کی تلاوت کی ہے وہ سورہ زمر کی آیات کریمہ ہیں ، اس میں اللہ سبحانہٗ و تقدس ارشاد فرمارہے ۔

'' ہم نے اس کتاب کو ٹھیک طور پر آپ کی جانب نازل کیا ہے پس آپ اللہ کیلئے اخلاص کے ساتھ عبادت کرتے رہئے اور یاد رکھئے خدا کو خالص عبادت ہی پسند ہے '' ۔

---

(۱)۔[سورۃ الزمر :پ۲۳ ۔آیت۲۔۳]۔(۲)۔[رواہ مسلم ،کِتَابُ الْبِرِّ وَ الصِّلَۃِ وَ الْأَدَبِ ۔ بَابُ تَحْرِیْمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ ..... الخ ۔ رقم الحدیث:۶۵۴۳]

ان آیات کریمہ میں اللہ سبحانہٗ و تقدس اپنے محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمارہے ہیں کہ آپ ہر عمل کو اخلاص کے معیار پر تول کر کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے عمل میں ریا اور نام ونمود کا زہر ہلاہل موجود ہو ۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ! بعض مرتبہ میں صدقہ وخیرات بھی کرتا ہوں نماز وروزہ دیگر عبادات کرتا ہوں جس میں میری نیت اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دل میں خواہش ہوتی ہے کہ لوگ میری تعریف وتوصیف کریں گے ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے ، اللہ تبارک وتعالی کسی ایسی چیز کو قبول نہیں فرماتے جس میں کسی غیر کو شریک کیا گیا ہو ، پھر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۔

یادرکھو! اللہ کو وہی عبادت پسند ہے جو صرف اللہ کیلئے کیا گیا ہو، نہ اس سے شہرت مقصود ہو، نہ دنیا کا مال وزر مقصود ہو ، کیونکہ اخلاص ہی وہ شی ہے کہ جس کی بناء پر اعمال قبولیت کا درجہ حاصل کرتے ہیں ، اگر نیتوں میں خلوص کے بجائے کھوٹ ہو ، تو وہ عمل عنداللہ مقبول نہیں ہوتا ۔ (۱)

---

(۱)۔[يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَخْلِصُوْا أَعْمَالَكُمْ ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَا يَقْبَلُ مِنَ الْأَعْمَالِ إِلَّا مَا خَلَصَ لَهُ ۔ الترغیب والترھیب ۔التَّرْغِيْبُ فِي الْإِخْلَاصِ ، ا نَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ خَالِصاً لَهُ ۔رقم الحدیث: ۸ ج ۱ص ۵۵]

حضورِ پُرنور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَ لٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ (۱)۔
اللہ تعالی نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے بلکہ وہ علیم بذات الصدور ہے وہ دلوں کے احوال وکوائف سے باخبر ہے تمہارے دلوں کی نیتوں کو اور تمہارے اعمال کے اخلاص کو دیکھتا ہے ۔
قربانی کے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرمارہے ہیں :
لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَ لَا دِمَآؤُ ھَا وَ لٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (۲)۔
اللہ تبارک وتعالی کو نہ ان قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون پہنچتا ہے، ہاں اس کے پاس ایک چیز پہنچتی ہے وہ تمہارے دلوں کی کیفیت اور نیت ، کہ تم نے اس قربانی سے کیا چاہا ، آیا دنیا کی شہرت چاہی یا اللہ کی خوشنودی؟ ہاں اگر ہمارے قلوب اخلاص سے معمور ہوں ،اور ہماری نیتوں میں کھوٹ کے بجائے محض اللہ کی رضا ہو، تو ارشاد فرمایا کہ وہ قطرۂ خون ابھی زمین پر پڑنے بھی نہیں پاتا ہے کہ اللہ تعالی اس کی قربانی کو قبول فرمالیتے ہیں ۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک دور ہے ، لوگ مکہ سے مدینہ کی جانب محض اسلام کی خاطر ہجرت کررہے ہیں ، ایک شخص نے ایک عورت جن کا نام ام قیس تھا اس سے منگنی یعنی نسبت کررکھی تھی اس عورت نے شرط لگائی کہ تم سے شادی اسی صورت میں ہوسکتی ہے کہ تم ہجرت کرکے مدینہ آجاؤ ، اس شخص

---

(۱)۔[رواہ مسلم :برقم:۶۵۴۳ ۔](۲)۔[سورۃ الحج :پ۱۷ ۔آیت/۳۷]

نے محض شادی کی خاطر ہجرت کی ،صحابہ کرامؓ نے آپ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ واقعہ پیش آیا ،کیا اس شخص کو ہجرت کا ثواب ملے گا ،آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ..... اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیٍ مَا نَوٰی ،ہر آدمی کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہے ، فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ، جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہوگی ، اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کیلئے ہوگی ، وَ مَنْ کَانَتْ ھَجْرَتُہٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُھَا ، اَوِ امْرَأَۃٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ ، اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کیلئے ہوگی جس کیلئے اس نے ہجرت کی ہے۔ (۱)

مقصد یہ کہ اس شخص نے حضرت ام قیس سے نکاح کرنے کیلئے ہجرت کی ہے لہٰذا اسے کوئی نیکی ہجرت کی وجہ سے نہیں ملے گی اس لئے کہ اخلاص اس میں ناپید ہے ۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ہر عبادت صرف اللہ کیلئے ہو اللہ کی ہی رضا مقصود ہو ، نہ اس میں ریاکاری ہو نہ دکھاوا ہو ۔

---

(۱)۔[اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ .....الخ ۔ رواہ البخاری ، بَابُ النِّیَّۃِ فِی الْاِیْمَانِ ، رقم الحدیث : ۶۶۸۹ ۔ ۔انظر رقم : ۱ ، ۵۴ ، ۲۵۲۹ ، ۳۸۹۸ ، ۵۰۷۰ ، ۶۹۵۳ ۔ و رواہ مسلم و ابوداؤد و الترمذی و النسائی ، بحوالہ الترغیب والترھیب ، بَابُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ، رقم الحدیث : ۱۵ ۔ ج ۱ ، ص ۵۶]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : جو شخص دنیا میں اپنے اعمال دکھاتا پھرے کہ میں نے یہ کیا ، میں نے وہ کیا ، ارشاد فرمایا : حَقَّرَهُ وَ صَغَّرَهُ (۱) قیامت کے دن اللہ تعالی اس کے عیوب لوگوں کو بتائیں گے اور اس کے دکھاوے کو ظاہر فرما کر رسوا اور ذلیل کریں گے ، یاد رکھو ، دکھاوا اللہ کو غضب میں لانے والا عمل ہے ۔ (۲)

حضرت ابوھریرہؓ کی روایت ہے (۳) کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تین شخص اللہ کے حضور حاضر کئے جائیں گے ، سب سے پہلے شہید کو لایا جائیگا ، اللہ تعالی شہید کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے وہ ان نعمتوں کا اقرار کریگا پھر اللہ تعالی فرمائیں گے بتاؤ میں نے تم کو نعمتیں دیں اس کا تم نے کیا حق ادا کیا ؟ وہ کہے گا ، اے میرے آقا ، قَاتَلْتُ فِيْكَ میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا ، صف کفار میں شیروں کی طرح گھس پڑ الڑ تا رہا ، لڑتا رہا یہاں تک کہ جامِ شھادت نوش کیا ، اللہ تعالی فرمائیں گے ، كَذَبْتَ تم جھوٹے ہو ، جہاد تم نے میرے لئے نہیں بلکہ اس لئے کیا کہ لوگ رہتی دنیا تک تجھے بہادر اور شہید کے نام سے یاد کرتے رہیں ،

---

(۱)۔[عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قال : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ سامِعَ خَلْقِهٖ وَ صَغَّرَهُ وَ حَقَّرَهُ ،رواہ الطبرانی فی الکبیر باسانید احدھا صحیح ، والبیہقی بحوالہ الترغیب والترھیب ۔رقم الحدیث :۷ ج۱/۶۵ ۔] ۔ (۲)۔[عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْمُ فِي الدُّنْيَا ، مَقَامَ سُمْعَةٍ ، وَ رِيَاءٍ اِلَّا سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔رواہ الطبرانی باسناد حسن ۔الترغیب ،رقم الحدیث :۱۰۔ج۱،ص۶۶] ۔ (۳)۔[رواہ مسلم ، بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلرِّيَاءِ وَ السُّمْعَةِ اِسْتَحَقَّ النَّارَ ، رقم الحدیث : ۴۹۲۳ ، مکمل حدیث آئندہ صفحہ پر بعد اختتام خطبہ ملاحظہ فرمائیں]

لہٰذا دنیا میں تمہیں بہادری کی شیلڈ Shield دے دی گئی ، لَا خَلَاقَ لَهُ فِی الْآخِرَةِ ،اب یہاں تمہارے لئے آخرت میں کوئی اجروثواب نہیں ہے۔

فرشتوں کوحکم دیا جائیگا اس ریاکار شہید کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دو، فرشتے فوراً حکم کی تعمیل کریں گے۔

اس کے بعد دوسرا شخص لایا جائیگا جو عالم دین ہوگا وہ عالم دین جس نے خود علم دین سیکھا ہوگا اور دوسروں کو سکھایا ہوگا جس نے خود قرآن پڑھا ہوگا دوسروں کو پڑھایا ہوگا ،اللہ تعالی اس کو سب نعمتیں یاد دلائیں گے،وہ سب نعمتوں کا اقرار کرے گا ، اللہ تعالی فرمائیں گے فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا ؟ تم نے ان نعمتوں کے پانے کے بعد کیا کیا ؟ وہ بندۂ عالم کہے گا ، تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَ عَلَّمْتُهُ وَ قَرَأْتُ فِيْکَ الْقُرْآنَ، اے اللہ میں نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور تیرے واسطے قرآن کو پڑھا ،اللہ تعالی فرمائیں گے تو جھوٹا ہے تو نے علم دین اس لئے سیکھا تھا تاکہ تو عالم کہلائے تو نے قرآن دنیا میں اس لئے پڑھا تھا تاکہ تو قاری کہلائے ، تیری جو تمنا تھی وہ سب دنیا میں پوری ہوچکی ، اب یہاں تیرے لئے کچھ نہیں ہے ، فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس شخص کو منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے جہنم کی جانب لے جاؤ ۔

پھر تیسرا شخص لایا جائیگا جسے اللہ نے ہر طرح کے مال ومنال سے نوازا ہوگا، ہر قسم کی آسائشیں اور رحمتیں عطا کی ہونگی ، اللہ تعالی اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے اور اس سے بھی پوچھیں گے تو کیا لایا ہے ؟وہ بندۂ مال و زر

کہے گا ،میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں مال خرچ کرنا تجھے پسند ہو،اور میں نے خرچ نہ کیا ہو ، بلکہ میں نے وہاں سخاوت کے دریا بہائے ،میں نے ننگوں کو کپڑے پہنایا ،بھوکوں کو کھانا کھلایا ،اللہ تعالی ارشاد فرمائیں گے: تو بھی جھوٹا ہے تو نے یہ سب اس لئے کیا تا کہ تو دنیا میں مالدار مشہور ہو ، تجھے سخی اور داتا کہا جائے،تیری ہر خواہش دنیا میں پوری ہو چکی ، لہٰذا تیرا ٹھکانا دوزخ ہے۔(۱)

کیا ہی عبرت کا مقام ہے کہ نہ عالم کا علم بغیر اخلاص کے کام آسکتا ہے ، نہ ہی شہید کی شہادت اخلاص کے بغیر کام آسکتی ہے ، اور نہ ہی سخی کی سخاوت بغیر اخلاص کے فائدہ پہونچا سکتی ہے ، اخلاص ہی اصل چیز ہے ، اسی لئے ارشاد فرمایا : اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ،اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ،نیت درست تو عمل درست اور اگر نیت صالح نہیں تو عمل رائیگاں اور برباد ، اور گناہ لازم ۔

اب اللہ تبارک و تعالی سے دعا کیجئے کہ اے اللہ حسن نیت نصیب فرما اور اخلاص کی دولت سے ہم سب کو سرفراز فرما ۔ (آمین یارب العالمین)

حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَبِيْبٍ الْحَارِثِيُّ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الحارث : حدثنا ابن جريج : حدثني يونس بن يوسف عن سليمان بن يسار قَالَ : تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ ، فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ اَهْلِ الشَّامِ : اَيُّهَا الشَّيْخ! حدثني حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : نَعَمْ ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :" اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ ، رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَّفَهَا ، فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا ؟ قَالَ : قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اُسْتُشْهِدْتُ ، قَالَ : كَذَبْتَ ، وَ لٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُقَالَ جَرِيٌّ ، فَقَدْ قِيْلَ ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ ، وَ رَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَ عَلَّمَهُ وَ قَرَاَ الْقُرْآنَ ، فَاُتِيَ بِهٖ ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا ، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا ؟ قَالَ : تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَ عَلَّمْتُهُ وَ قَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ ، قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ ، وَ قَرَاْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ ، فَقَدْ قِيْلَ ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ ، وَ رَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ ، فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا ، قَالَ : فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا ؟ قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُنْفَقَ اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ ، قَالَ كَذَبْتَ ، وَ لٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ ، فَقَدْ قِيْلَ ، ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ، ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ "

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد ، بابُ مَنْ قَاتَلَ لِلرِّيَاءِ وَ السُّمْعَةِ اِسْتَحَقَّ النَّارَ ،رقم الحدیث:۴۹۲۳)

دورحاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی
(اسباب و علاج)

الحمد للہ وحدہ لاشریک لہ والصلوٰۃ والسلام علی سید الأولین والآخرین واصحابہ الکاملین ۔ امّابعد :۔ فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ ﴾ (۱)
صدق اللہ العظیم

سامعین کرام ! قرآن مجید کی جوآیت کریمہ میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۂ شوریٰ کی ایک آیت کریمہ ہے ، اس میں اور اس کے آگے کی آیتوں میں اللہ رب العزت نے دنیا میں جوانسان کوآلام و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے ، ان مصائب و تکالیف کی بناء کیا ہے اور اس کا پس منظر کیا ہے بیان فرمایا ہے ۔

وَ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ

اے انسانو ! جان لو کہ جو کچھ مصیبتیں اور آفتیں تم کو پہونچتی ہیں وہ تمہارے ہی برے اعمال کا ثمرہ ہے ، اور بہت سارے گناہ تو ایسے ہیں جن کو اللہ تعالی درگذر فرما دیتے ہیں ۔

---

(۱)۔[سورۃ الشوریٰ : پ۲۵ ۔ آیت/۳۰]

حضرت حسنؓ ارشادفرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو اللہ کے رسول نے ارشادفرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی شخص کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے یا کوئی رگ پھڑکتی ہے یا قدم کو لغزش ہوتی ہے ، یہ سب اس کے گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے اور اللہ تعالی ہر گناہ کی سزا نہیں دیتے بلکہ جو گناہ اللہ تعالی معاف کردیتے ہیں ان کی تعداد ان گناہوں سے کہیں زیادہ ہے جن پر اللہ کا مواخذہ ہوتا ہے ۔

حضرات سامعین کرام !اس دور میں جس جانب بھی آپ نظر ڈالیں مسلمان پریشان دکھائی دیتا ہے ، نہ اس کو پہلے جیسا سکون میسر ہے نہ ہی راحت واطمینان ، بلکہ سارا عالم ایک سراسیمگی کی حالت میں مبتلا نظر آتا ہے ، فرقہ پرست عناصر مسلمانوں کو لقمۂ تر سمجھ کر چٹ کرجانے پر کمربستہ نظر آتے ہیں ، میں یہ نہیں کہتا کہ آپ پورے عالم پر نظر ڈالئے بلکہ صرف ہمارے اس ملک کو دیکھئے جہاں حالات دن بدن رو بہ زوال ہیں ، مسلمانوں کو زیر کرنے کیلئے تمام باطل پرست عناصر متحد ہوچکے ہیں ، کہیں مسلمانوں پر جانی حملے کئے جاتے ہیں ، کہیں مسلمانوں کی عزت و آبرو کو ذلت وخواری کے لبادہ میں لپیٹا جارہا ہے ،کہیں مسلمانوں کو سیاست سے روکنے کیلئے ایسے قانون وضع کئے جارہے ہیں کہ مسلمانوں کی عورتیں بے پردہ ہوکر منظر عام پر آجائیں ،کہیں مسلمانوں کے استحصال کیلئے منظّم طور پر ہرطرح کے حربے استعمال کئے جارہے ہیں ،کہیں مسلمانوں کی معیشت

کو تباہ کیا جارہا ہے ،کہیں مساجد پر یلغار کی جاتی ہیں تو کہیں مقابر پر یورشیں کہیں مسلم پرسنل لاء کو نشانۂ ہدف بنایا جاتا ہے تو کہیں یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی گندی اور ناپاک کوشش کی جارہی ہے ، کہیں ہماری تجارت ومعیشت پر کسی نہ کسی طرح قبضہ کیا جا رہا ہے تو کہیں ہمارے مکانوں اور مارکیٹوں Markets کو خریدا جا رہا ہے تا کہ ہم خستہ حال بے حال ہوجائیں ، منظّم سازشیں بن رہی ہیں اور عمل میں لائی جارہی ہیں۔

لیکن افسوس صد افسوس ہم ابھی تک خواب خرگوش میں گرفتار ہیں ،مسلمانو! ذرا بتاؤ تو صحیح ہندوستان کا وہ کون سا گوشہ وچپہ اور خطہ باقی ہے جو مسلمانوں کے بے گناہ خون سے سیراب نہ ہوا ہو اور جہاں ان کی بہو بیٹیوں کی عصمت و عفت کے دامن تار تار نہ ہوئے ہوں ۔

وہ سرزمین جس پر ہم آٹھ سو سال اپنی سطوت واقبال کے پرچم لہرائے تھے آج وہ ہماری بے گوروکفن لاشیں دیکھ رہی ہے، وہ آسمان جس نے محمد بن قاسم، محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کے جاہ وجلال کو دیکھا تھا،آج ہماری ذلت ورسوائی اور بے بسی اور لاچاری کا تماشہ دیکھ رہا ہے ، اس میں شک نہیں کہ دنیا میں حق وباطل کا تصادم روز اول سے جاری ہے،ظالم ومظلوم ، طاقتور اور کمزور کی کہانیاں بہت قدیم ہیں ،خرمنِ انسانیت پر کئی بجلیاں گری ہیں ، باغ آدم میں کئی آندھیاں آئی ہیں ، وحشت وبربریت نے بارہا انسانیت کا منہ نوچا ہے اور حیوانیت کا ننگا ناچ کیا ہے لیکن آگ وخون کا جو کھیل آج ہمارے ساتھ کھیلا

جارہا ہے وہ کسی سورج اور چاند نے نہیں دیکھا، یہ سب کیوں ہو رہا ہے صرف اس کی وجہ ہماری بداعمالیاں ہیں ہمارے کرتوت ہیں اسی کو قرآن ببانگ دہل کہتا ہے : ظَهَرَ الْفَسَادُ فِيْ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۱)۔

یہ جو کچھ فساد اور عدم اطمینانی خشکی اور تری میں پیدا ہو رہی ہے یہ تمام کا تمام انسانوں کی بداعمالیوں کا ہی نتیجہ ہے ، ان کی شامت اعمال کا ثمرہ ہے ،شاید کہ وہ اس طرح باز آجائیں۔

آج ہماری تجارت روبہ زوال ہے ،کیوں ؟ کیا کسی نے غور کیا مسلمان مسلمان کو نقصان پہونچا رہا ہے، وعدہ اور عہد و پیمان کا پاس ولحاظ نہ رہا حتی کہ ہم میں سے ایک وعدہ کرتا ہے کہ فلاں دن پیمنٹ Payment کردے گا پھر ٹال مٹول کرتا ہے نتیجۃً ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے تجارت کرنے پر تیار نہیں حتی کہ مسلمانوں پر غیر مسلموں کو ترجیح دی جارہی ہے اس لئے کہ وہ زبان کے اعتبار سے وعدے کے اعتبار سے سچے ہیں،ارے یہ تو تمہارا شیوہ تھا تم نے ترک کردیا اور غیروں نے اپنالیا ، نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری معیشت میں وہ پانچ پرسنٹ Prcent تھے تو اب پچاس پرسنٹ Prcent ہوگئے ، مسلمانوں کی معیشت خستہ سے خستہ تر بلکہ خستہ ترین ہوتی چلی جارہی ہے ، یہ سب ہماری

(۱)۔[سورۃ الروم : پ۲۱ ۔آیت ۴۱]

اپنے دامن کیلئے خار چنے خود ہم نے -- اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے
مصیبت کا بھی ایک مقصد ہے دنیائے حوادث میں -- کہ اک ٹھوکر لگے اور آدمی ہوشیار ہوجائے

بداعمالیوں اور بدعہدیوں کا نتیجہ ہے ۔

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا : وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (۱) جوبھی تم وعدہ کرو اس کا پورا کرنا تم پر فرض ہے اگر تم نے وعدہ کا ایفاء نہ کیا تو اس کے بارے میں قیامت میں سوال کیا جائے گا ۔

بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ : اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَ اِذَا اُئْتُمِنَ خَانَ (۲) ۔ منافق کی منجملہ نشانیوں میں سے یہ ہے کہ جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا ہے ، اور جب امانت اس کے پاس رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے ۔

آج کے دور میں یہ تمام کی تمام علامتیں ہمارے اندر پائی جاتی ہیں ،حدود خداوندی سے بیزاری اور احکام ایزدی سے روگردانی عام ہوتی چلی جارہی ہے ابھی بھی وقت ہے ہوش کے ناخون اختیار کرلو ۔

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ایک لشکر کافروں کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوا اور رات ودن کفار سے مصروف جہاد رہا ،لیکن فتح ونصرت کا سورج ان پر طلوع نہ ہوا حتی کہ امیر لشکر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ امیر المؤمنین صبح سے شام تک

---

(۱)۔[سورۃ بنی اسرائیل :پ ۱۵ ۔آیت ۳۴] ۔(۲)۔[عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ ، وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ ، وَ اِذَا اُئْتُمِنَ خَانَ. رواه البخاری ۔کتاب الایمان ، بابُ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِ ، رقم الحدیث ۳۳ ۔ و رواہ مسلم ،کتاب الایمان ، بابُ خِصَالِ الْمُنَافِقِ ، رقم الحدیث : ۱۰۷ ۔ ۱۰۸]

مسلمان کفار سے نبرد آزما ہیں، تین دن ہو گئے لیکن فتح وغلبہ نہیں مل رہا ہے ، حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ شاید کسی سنت سے بے اعتنائی کی جارہی ہے ، جوں ہی یہ خط قاصد لے کر امیر لشکر کی خدمت میں حاضر ہوا صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی کتاب زندگی کے ہر ہر ورق کو کھنگھالا تو مسواک کی سنت متروک ہو چکی تھی ، فوراً سارے لشکر نے مسواک کی سنت کو زندہ کیا تاریخ شاہد ہے نظرِ آفاق اس روشن ترین باب سے بخوبی واقف ہے کہ اللہ نے کفار کے قلوب میں ایسا رعب مسلمانوں کا ڈال دیا کہ کفار نے یہ سوچا کہ شاید ہمیں چبانے کیلئے دانت تیز کر رہے ہیں ، آج مسلمانوں کے ارادے خطرناک نظر آتے ہیں ،نتیجۃً کفار مغلوب ہو گئے ، صرف ایک سنت کے چھوڑنے پر فتح و نصرت کے دروازے کو بند کر دیا گیا ، آج ہم سنتیں تو سنتیں واجبات و فرائض کو چھوڑنے میں بھی خوف محسوس نہیں کرتے ، بلکہ بڑی جرأت و بے باکی کے ساتھ قرآن کی خلاف ورزیاں کرتے رہتے ہیں اب بہت ہو چکا ،خدا کے واسطے بداعمالیوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرو، اور اپنی اصلاح کی فکر کرو ، قرآن ببانگ دہل کہتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (۱) ۔اللہ رب العزت کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتے جب تک اس کو خود اپنی حالت کے بدلنے کی فکر نہ ہو ،لیکن اگر یہی روش رہی

---

(۱)[سورۃ الرعد: پ۱۳۔آیت ۱۱]
خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی ۔ نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اور وہی بے ڈھنگی رفتار جو پہلے تھی سو اب بھی رہی تو اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔
وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ (۱)۔
اور اگر تم نے ہمارے احکامات سے ایسی ہی بے زاری دکھائی جس طرح دکھا رہے ہو ، تو ہم تمہاری جگہ دوسرے کو لا کھڑا کریں گے، اور ان سے ہم کام نکال لیں گے تو یاد رکھو ہمیں نہ تمہاری ضرورت ہے اور نہ ہی تمہارا وجود ہمیں فائدہ پہونچاتا ہے ، بلکہ جب تک ہمیں اس دنیا کو اور اس میں اسلام کو باقی رکھنا ہے ہم اپنے دین حق کی حفاظت اور احکام کی تعمیل کیلئے ایک ایسی قوم کو پیدا کریں گے جو تمہاری طرح نہ ہم سے سرکشی کرے گی اور نہ ہی اعراض کرے گی۔

اس روئے زمین کے اوپر سینکڑوں قوموں کو اللہ تبارک وتعالی نے پیدا کیا اور جب تک انھوں نے اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اللہ تعالی ان پر فضل و انعام کی بارش فرماتے رہے لیکن جب انھوں نے سرکشی اختیار کی تو ان کو تباہ و برباد کردیا ۔

ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے ۔ وَ کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشاً(۲) ، ہم نے تم سے پہلے کتنی ہی قوموں اور جماعتوں کو ان کی بداعمالیوں اور بداعتقادیوں کی وجہ سے ہلاک و برباد کردیا جو طاقت وقوت میں تم سے کہیں زیادہ تھے ۔

---

(۱)۔[سورۃ محمد :پ۲۶ /آیت ۳۸] ۔ (۲)۔[سورۃ ق : پ۲۶ /آیت ۳۶]

دوسری جگہ اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرماتے ہیں : اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ، اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ، الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ، وَ ثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوْا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ، وَ فِرْعَوْنَ ذِيْ الْأَوْتَادِ ، الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ، فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ، فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (۱)

کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد وقامت ستونوں اور کھمبوں کی طرح دراز تھے جو اپنی طاقت وقوت کے اعتبار سے اتنے عدیم المثال تھے کہ کائنات میں ان جیسے ڈیل ڈول اور طاقت وقوت والے پیدا ہی نہیں کئے گئے ، اور قوم ثمود جو اپنے طاقت وقوت کے بل بوتے پر پہاڑوں کو مکانوں میں تبدیل کردیتے تھے اور وہ فرعون جس کی حکومت وسطوت مضبوط و مستحکم تھی جب ان تمام لوگوں نے اللہ کی نافرمانیاں اور بداعمالیاں شروع کیں ، اور روئے زمین پر فساد برپا کرنے لگے ، تو آپ کے رب نے ان پر عذاب کے کوڑے برسائے اور ان کی طاقت وقوت اور ڈیل وڈول اور ان کی حکومتیں سب کو تہہ وبالا کردیا ، تہس نہس کرکے رکھدیا فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْأَبْصَارِ (۲) ، اے مسلمانو عقل و خرد کے مالک ان واقعات سے عبرت حاصل کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی کے مستحق بن جاؤ ، اگر تم لوگوں نے اپنی اصلاح کرلی تو اللہ کا وعدہ ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ الفجر :پ۳۰ ۔ آیت ۶۔۱۳] ۔ (۲)۔[سورۃ الحشر: پ۲۸ ۔ آیت ۲]

اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ (۱) ، بلاشبہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہونگے ۔

اگر ہم نے اپنی اصلاح کر لی، تو اللہ تعالی بھی ہمارے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ فرمائیں گے کیونکہ آج بھی وہ خدا موجود ہے جس نے نارنمرود کو یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْداً وَّ سَلَامًا عَلَی اِبْرَاهِیْمَ ، کہہ کر گل گلزار بنادیا تھا ، جس نے نیل کے تلاطم خیز دریا میں اپنے نبی حضرت موسیٰ کو لشکر سمیت راستہ دے کر فرعونیوں کو غرق آب کیا تھا ، جس نے ابرہۃ الأشرم کے ٹڈی دل فوج کو ہلاک وبرباد کر کے بیت عتیق کی حفاظت فرمائی تھی ۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۲)۔

اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنے اوپر گناہوں کے ذریعہ ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو ، اللہ تمہارے تمام گناہوں کو معاف کردے گا ، بے شک تمہارا پروردگار مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین یارب العالمین)

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الحَمْدُ للّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁❁❁

---

(۱)۔[سورۃ الأنبیاء : پ۱۷۔ آیت ۱۰۵] ۔ (۲)۔[سورۃ الزمر: پ۲۴۔ آیت ۵۳]

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ

الحمدللہ احمدہٗ سبحانہٗ وتعالیٰ واصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اَمابعد

قال اللہ فی کتابہ المجید والفرقان الحمید ،

فاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ﴾(۱)

صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الفتح کی نصف آیت کریمہ ہے اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ و تقدس ارشاد فرماتے ہیں ۔

'' اے پیارے رسول ﷺ جولوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں ، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے ''

برادران اسلام ! اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے خلیفۂ ثالث کامل الحیاء و الایمان سیدنا عثمانؓ کا تذکرہ فرمایا ہے ۔

سیدنا عثمان غنیؓ کا اصلی نام عثمان آپ کالقب کامل الحیاء و الایمان اور ذوالنورین ہے ، اور والد کا نام عفّان ہے آپ کا نسبی تعلق خاندان بنوامیہ سے ہے(۲)۔

---

(۱)۔[سورۃ الفتح :پ ۲۶ ۔ آیت ۱۰]۔(۲)۔[تاریخ اسلام: جلداول ۔صفحہ:۳۷۴]

عثمان غنیؓ شہر مکہ کے بڑے تاجروں میں شمار ہوتے تھے ، بچپن ہی سے صدیق اکبرؓ سے دوستانہ تعلق تھا ، حضور ختمی مرتبت علیہ الصلاۃ و التسلیم کے اعلان نبوت کے بعد صدیق اکبرؓ نے اپنے دیرینہ دوست عثمان غنیؓ پر دعوت ایمان پیش کی ، عثمان غنیؓ ابھی دل ہی دل میں ارادہ کر ہی رہے تھے کہ خبر ملی کہ خالہ کی طبیعت ناساز ہے ، عیادت کو تشریف لے گئے ، عیادت کر ہی رہے تھے کہ نبی آخر الزماں محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ، یوں سمجھ لیجئے کہ کنواں پیاسے کے پاس خود چل کر آ گیا ہو، عثمان غنیؓ رسول اکرمؐ کے حسن و جمال کو دیکھکر مبہوت کھڑے رہے یکا یک لبہائے نبوت نے جنبش کی فرمایا عثمان کیا دیکھتے ہو ، کہنے لگے میں نے اپنی زندگی میں ایسا پاکیزہ حسن و جمال نہیں دیکھا ۔

آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :عثمان اللہ کی جنت قبول کرلو ، میں تمہاری طرف ہادی بن کر آیا ہوں ، پروردگار عالم نے نبی محترم کی زبان میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ پتھر موم ہوجاتا ، لوہا پگھل جاتا ، یہ تو عثمان کا دل تھا ، جو زمانۂ جاہلیت سے شرک و بت پرستی سے پاک ، گناہ کی غلاظتوں سے مبرّا ، عفت و پاکدامنی سے مرصع ، فوراً کہہ اٹھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

ایمان لانے کے بعد آپ کے اخلاق و عادات ،عفت و پاکدامنی سے رسول اکرمؐ ایسے متاثر ہوئے کہ اپنی لخت جگر حضرت رقیہؓ سے نکاح فرمادیا ۔

پھر عثمان غنیؓ مشرکینِ مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اپنی اہلیہ کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی، علمائے کرام تحریر فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر حضرت ابراہیم و ہاجرہ علیہما الصلاۃ والسلام کے بعد یہ پہلا جوڑا تھا جو حق و صداقت کی خاطر وطن سے جلا وطن ہوا (۱)۔

پھر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی ، مدینہ پہونچے تو دیکھا مسجد نبوی نمازیوں کیلئے تنگ ہے ، رسولِ اکرم شفیع اعظم علیہ الصلاۃ والسلام نے آخر اک دن اعلان فرمایا ،کون ہے جو مسجد نبوی کیلئے مزید جگہ لے کر دے اور اس کے بدلہ میں محمد سے جنت کا سودا کرلے ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے فرمایا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! یہ سودا مجھے منظور ہے جگہ خرید کر مسجد میں داخل کردی۔

مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں WELL تھا جس کا مالک یہودی تھا ، مسلمانوں کی بچیاں اور عورتیں جب بھی پانی لینے جاتیں ،یہودی انھیں چھیڑتے ،آوازیں کستے تھے ، رسول اکرم ﷺ کو خبر ہوتی تو غمگین اور بے تاب ہوجاتے ۔

بھری مسجد میں رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا : مَنْ یَشْتَرِی بِئْرَ رُوْمَۃَ نَسْتَعْذِبُ بِھَا(۲) ، جوں ہی عثمان غنیؓ نے رسول اکرمؐ کا ارشاد سنا تو جنت کے حصول کیلئے تڑپ اٹھے ، بیس ہزار درہم میں کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کردیا ، رسول اکرم ﷺ کے چہرۂ انور پر خوشی و

---

(۱)۔[رحمۃ للعالمین ج۲] ۔ (۲)۔[الدر المنثور ج۸۔ص۵۱۳۔ صحیح البخاری ج۲۔۸۳۹]

مسرت کے آثار نمایاں ہوئے اور فرمایا : اَبُوْ بَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِی الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ (۱) ، ابوبکر جنت میں جائیگا ، عمر جنت میں جائیگا ، اور عثمان بھی جنت میں جائیگا ۔

۹ھ کا زمانہ ہے سخت گرمی کا موسم ہے ، باغوں میں کھجور کی فصل تیار ہے ، نہایت تنگدستی کا زمانہ ہے ، اچانک خبر آئی کہ قیصر روم اپنے لاؤلشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے ، اس خبر سے اہل مدینہ کی نیندیں اچٹ گئیں ، رسول اکرم ﷺ نہایت تشویش میں مبتلا ہو گئے ۔

مدینہ اور قرب و جوار میں آپؐ نے اعلان فرمادیا ، مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ (۲)، مسلمانوں کے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں ہے جہاد کیلئے اسباب کہاں سے لاتے ، جس دن رسول اکرمؐ نے اعلان فرمایا اسی دن سیدنا عثمان غنیؓ کا تجارتی قافلہ مدینہ پہونچا ، یہ تو عثمان غنی تھے رسول مقبول ﷺ کو پریشان دیکھنا ان کو کیسے گوارہ ہوتا ، سارا تجارتی قافلہ لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ، دس ہزار مجاہدین کیلئے ساز و سامان ، ایک ہزار اونٹ ، ستر گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں خدمت اقدس میں نذر فرمائیں ، رسول اکرم ﷺ کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو اچھل پڑے (۳)۔

---

(۱) ۔ [رواہ الترمذی ۔ المناقب ۔ بابُ حَدِيْثِ تَبْشِيْرِهٖ ﷺ عُثْمَانَ بِالْجَنَّةِ ۔ رقم الحدیث : ۳۷۱۰ ،معارف الحدیث : کتابُ المَناقِبِ ۔ رقم الحدیث: ۲۰۰ ۔ ج ۸ ص ۲۷۱]

(۲)۔[رواہ الترمذی :۔ابواب المناقب ۔باب ''فی عد عثمان تسمیته شهیداً ، و تجهیزه جیش العشرة .....''۔رقم الحدیث : ۳۷۰۰]۔(۳)۔[ ]

اسلام کی خاطر سخاوت کا ایسا دریا بہایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے ، رسول اکرم ﷺ ان اشرفیوں کو اپنے نورانی ہاتھوں سے اچھالتے جاتے تھے اور فرماتے تھے ، مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَه ، مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَه (۱) نبی محترم اعلان کرتے ہیں اے عثمان ! اب جنت میں داخلہ تک کوئی چیز تیرے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی ، اور رفاقت کا بھی حق ایسے ادا کیا کہ زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا : لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ (۲) ، ہجرت کی رات ابوبکر میرا ساتھی معراج میں جبرئیل ساتھی اور جنت میں عثمان میرا ساتھی ہوگا ۔

رشتہ داری ایسی نبھائی کہ حضرت رقیہؓ کا جب انتقال ہوگیا ، تو رسول اکرم ﷺ نے اپنی تیسری بیٹی ام کلثومؓ سے نکاح کردیا ، ان کی زندگی نے بھی وفا نہ کی ان کا بھی انتقال ہوگیا ، تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا : لَوْ اَنَّ عِنْدِیْ عَشْرٌ لَزَوَّجْتُكَهُنَّ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَاِنِّیْ عَنْكَ لَرَاضٍ (۳) ، اے عثمان ! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تیرے نکاح میں دیتا چلا جاتا ۔

---

(۱)۔[رواہ الترمذی ، کتابُ المَناقِبِ ، رقم الحدیث : ۳۷۰۰ ۔ و معارف الحدیث کتاب المناقب و الفضائل رقم الحدیث :۱۶۲۔ج ۸ص ۲۲۰]۔(۲)۔[عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِیٍّ رَفِيْقٌ وَ رَفِيْقِيْ فِيْ الْجَنَّةِ عُثْمَانُ ۔رواہ الترمذی ،ابواب المناقب ۔باب [وَ رَفِيْقِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ] رقم الحدیث: ۳۶۹۸ ۔ و هذا حديث غريب]۔(۳)۔[رواہ الطبرانی فی الاوسط۔رقم الحدیث:۶۱۱۶ ۔ ج۶، ۱۷۶۔ المعجم الکبیر: ج۲۲،ص۴۳۶ ۔ والدارقطنی فی الافراد ، ابن عساکر]

رسول اکرم ﷺ تشریف فرماہیں آپ کی لنگی گھٹنوں سے ذرا اوپر اٹھی ہوئی ہے صدیق اکبرؓ نے حاضری چاہی، اجازت ملنے پر صدیق اکبرؓ اندر تشریف لائے پھر فاروق اعظمؓ آئے ، حیدر کرار علی مرتضیٰ آئے آپ ﷺ اسی حالت میں تشریف فرماہیں ، پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا آپ نے دریافت کیا مَنْ دَقَّ الْبَابَ ؟ کس نے دروازہ کھٹکھٹایا ؟ کہا عثمان باریابی کی اجازت چاہتا ہے ، آپ علیہ السلام نے لنگی درست فرمائی اٹھ کر بیٹھ گئے ، کسی نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ! صدیق آئے فاروق آئے حیدر کرار آئے مگر عثمان کے آتے ہی آپ کا انداز بدل گیا ؟ ارشاد فرمایا رسول اکرم ﷺ نے: اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْهُ الْمَلَائِکَةُ(۱) کیا فرش پر محمد اس سے حیا نہ کرے جس سے عرش پر فرشتے حیا کرتے ہیں۔

ذرا تصور کیجئے کیا مقام ہے سیدنا عثمان غنی کا ، ایک موقع پر ارشاد فرمایا : یَا عُثْمَانُ یُصِبْکَ الْبَلْوٰی(۲) اے عثمان تجھ پر مصیبتیں آئیں گی ظالم لوگ تجھ سے خلافت چھیننا چاہیں گے ، عثمان جان دیدینا محمد کے مصلے کو نہ چھوڑنا ۔ (۳)

---

(۱)۔[رواہ مسلم ۔ ابُ مِنْ فَضَائِلِ عُثمانَ ،رقم الحدیث: ۶۲۰۹ ۔ ومشکوٰۃ المصابیح ۔رقم الحدیث :۶۰۶۰۔المعجم الکبیر: ج ۱۲،ص ۳۲۷۔ج ۲۳، ۲۱۷ ۔ فضائل الصحابہ لابن حنبل: ج ۱، ۴۶۷] ۔

(۲)۔[رواہ البخاری ، مَناقِبُ عُثمانَ بنِ عَفَّان ، رقم الحدیث : ۳۶۹۵۔ و صحیح مسلم فی فضائل الصحابۃ ، رقم الحدیث : ۶۲۱۴ ، معارف الحدیث کتاب المناقب والفضائل رقم الحدیث:۱۶۶ ج ۸ص ۲۲۴ ۔] (۳)۔[رواہ الترمذی ، المناقب ، بَابُ مَنَعَ النَّبِیُّ ﷺ عُثْمَانَ أَنْ لَا یَخْلَعَ الْقَمِیْصَ اَلَّذِیْ یُقَمِّصُهُ اللّٰهُ ا یَّاہُ رقم الحدیث:۳۷۰۵]

عثمان غنیؓ کی خلافت کا زمانہ ہے عبداللہ بن سبا یہودی نے چند بھولے بھالے مسلمانوں کو سیدنا عثمان غنیؓ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرلیا ، بغاوت نے اتنا زور پکڑا کہ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ بھی حالات پر قابو نہ پاسکے، باغیوں نے عثمان غنیؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا ، اتنا سخت محاصرہ کہ نماز کیلئے مسجد نبوی بھی نہیں جاسکتے ، پانی بند کردیا گیا جب پیاس کی شدت سے بیتاب ہوئے تو اپنے مکان کی چھت پر تشریف لائے فرمایا ، لوگو ! میرا حسب نسب یاد کرو ، سوچو کہ میں کون ہوں کیا میرا قتل کرنا تمہارے لئے جائز ہے ؟۔

کیا میں تمہارے نبی کا داماد نہیں؟ کیا نبی کی دو بیٹیاں میرے نکاح میں نہیں آئیں ، مجھے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روکتے ہو، کیا تمہیں معلوم نہیں جب مسجد نبوی تنگ تھی تو کس نے جگہ خرید کر دی ، اور جس کے فیض کرم سے اہل مدینہ پانی پیتے ہیں آج اس پر پانی بند کردیا گیا ؟ کیا تم نے نبی آخر الزماں کا یہ ارشاد نہیں سنا لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ (۲) ، ہر نبی کا ایک ساتھی ہوگا میرا ساتھی جنت میں عثمان ہوگا ، کیا تمہارے نبی نے میرے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار نہیں دیا ، اگر تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں تو جاؤ جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے پوچھو ، ابوسعید خدریؓ سے پوچھو علی مرتضیٰؓ سے پوچھو ، کیا میں نے قرآن کریم پر تم سب کو جمع نہیں کیا ؟۔(۱)

(۱)۔[رواہ الترمذی ، المناقب ، باب: فی عدعثمان تسمیته شهیداً و تجهیزه جیش العسرة ۔ رقم الحدیث : ۳۶۹۹ ۔ ۳۷۰۰۔]۔(۲)۔[رواہ الترمذی ، المناقب۔ باب و رفیقی فی الجنة عثمان ۔رقم الحدیث : ۳۶۹۸]

باغیو ! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو یاد رکھنا قیامت تک تم اکٹھے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے ، تمہارا اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہو جائیگا ۔

اگر یہ خطبہ پہاڑوں کو سنایا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ، زمین کو سنایا جاتا تو وہ پھٹ جاتی ، لیکن ان کے سینوں میں دل نہیں تھا ، جمعہ کا دن تھا روزہ سے تھے اچانک نیند آ گئی خواب دیکھا کہ رسول اکرمؐ صدیق اکبرؓ عمر فاروقؓ تشریف فرما ہیں ، آپؐ نے فرمایا عثمان جلدی کرو افطار ہمارے ساتھ کرنا ، بیدار ہوئے اپنی اہلیہ سے کہا مجھے پاجامہ دو ، پاجامہ پہنا ، قرآن شریف تلاوت کرنے بیٹھ گئے ، باغی دیوار پھاند کر آ گئے اور اچانک حملہ کر دیا ، محمد بن ابوبکر نے داڑھی نوچی ، نالائق بشر بن کنانہ آگے بڑھا اس نے دامادِ رسول صاحبِ حلم و حیا کو قرآن تلاوت کرتے ہوئے دیکھ کر ایک لوہے کی سلاخ ماری ، زبان سے نکلا بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ ، خون کا فوارہ چھوٹا قرآن کریم کی آیت فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، پر گرا ۔

عمرو نے تلوار کا ایک سخت وار کیا ، دامادِ رسول سرتاپا خاک و خون سے لت پت ہو گئے ، زبان سے آخری جملہ نکلا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ ، مولی تو گواہ رہ ! عثمان کے ساتھ کیا کیا ہو رہا ہے ، اور اتنے میں روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی لاش دو دن تک بے گور و کفن پڑی رہی باغی کفن دفن کی اجازت نہیں دے رہے تھے ، ام المؤمنین ام حبیبہؓ نے باغیوں کو پیغام بھیجا کہ

باغیو ! اگرتم نے دامادرسول کے کفن ودفن کی اجازت نہ دی تو یادرکھ لینا کل حرم نبوت سے تمہاری ماں ام حبیبہؓ بے پردہ نکل کر اپنے بیٹے کو کفن دفن کرے گی، اس دھمکی کے بعد رات کے وقت حضرت عثمانؓ کے جنازہ کی نماز کل سترہ آدمیوں نے پڑھی اوراس طرح جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی ۔

ذراتصور کیجئے سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کوکیسی بے مثال شہادت نصیب ہوئی ، جب قیامت قائم ہوگی شہداء حاضر کئے جائیں گے ، کسی شہید کی شہادت تلوار کی دھار دیگی ،کسی کی شہادت نیزہ کی اَنی دیگی کسی کی شہادت بندوق کی گولی دیگی ، اے عثمان ! تو کتنا خوش نصیب ہے کہ تیری شہادت کی گواہی خود اللہ کا کلام دیگا ۔

بس دعا کیجئے رب کریم ہم سب کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے اور دین اسلام پر مرمٹنے کا جذبۂ صادق نصیب فرمائے۔

(آمین یارب العالمین)

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁

خلیفۂ چہارم حضرت علی مرتضیٰؓ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ۔ امّابعد :۔

فَاَعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا﴾ (۱) صدق اللہ العظیم

حاضرین کرام ! اس وقت میں نے جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے یہ سورۃ الفتح کی نصف آیت کریمہ ہے ، اس آیت میں اللہ جل و علیٰ ارشاد فرمارہے ہیں ۔

'' محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے معاملہ میں نہایت سخت ہیں ، اور آپس میں رحمدل ہیں ، ان کو تم دیکھو گے کہ رکوع سجدے کے ذریعہ اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی تلاش کرتے رہتے ہیں ''

حضرات مفسرین کرام اس آیت کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہٗ و تعالی رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ عمومی اعتبار سے تمام صحابہ کرامؓ کا اور خصوصاً خلفاء اربعہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱)۔[سورۃ الفتح : پ۲۶ ۔ آیت ۲۹]

مَحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ، محمد اللہ کے رسول ہیں ، وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ سے صدیق اکبرؓ مراد ہیں ، اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ سے فاروق اعظمؓ ، رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ سے مراد عثمان ذوالنورینؓ ، تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے امیر المؤمنین علی مرتضیٰؓ مراد ہیں ، یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سے مراد تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ہے (۱) ۔

امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰؓ کا اسم گرامی علی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے ، لقب اسد اللہ اور حیدر کرار والد کا نام ابوطالب والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ، حضرت علی حضور اکرمؐ کے حقیقی چچا زاد بھائی ہیں (۲)۔

تمام صحابہ میں سیدنا علی مرتضیٰؓ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ کعبۃ اللہ میں پیدا ہوئے ، اور رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے نورانی ہاتھوں سے ننھے علی کو غسل دیا ۔

کیا عجیب حسنِ اتفاق کہ نبی ﷺ نے علی کو پہلا غسل دیا اور جب نبی آخر الزماں ﷺ کا انتقال ہوا تو علیؓ نے نبی کو آخری غسل دیا ۔

سیدنا مرتضیٰ وہ خوش قسمت انسان ہیں ، جن کا بچپن سید الانبیاء کی آغوشِ تربیت میں گذرا ، سیدنا علی مرتضیٰ رسول اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے ایسے رہتے تھے جیسا کی اونٹنی کا بچہ اونٹنی کے پیچھے ہوتا ہے ۔

---

(۱)۔[سورۃ الفتح :پ۲۶ ۔ آیت ۲۹] ۔(۲)۔[تاریخ اسلام: جلد اول ۔صفحہ:۴۲۶]

علی مرتضیٰؓ ابھی دس سال کے ہیں ایک مرتبہ حضور ختمی مرتبت فداہ ابی وامی اور خدیجۃ الکبریٰؓ کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں ، حضرت علیؓ نے دریافت کیا، یہ آپ دونوں کیا کررہے ہیں ؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہم خدائے واحد کی عبادت کررہے ہیں ، وہی ہمارا معبود برحق ہے ۔

ننھے علی رسول اکرمؐ کی نماز کو دیکھ کر ایسے متاثر ہوئے کہ اسی وقت ایمان قبول کرلیا (۱) عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے ، مردوں میں صدیق اکبرؓ ، غلاموں میں زید بن حارثہؓ ، بچوں میں علی مرتضیٰؓ سب سے پہلے ایمان لائے ، ایمان لانے کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ کے اخلاق و عادات ،شجاعت و بہادری ، علم و کمال ،امانت ودیانت سے حضور اکرم ﷺ ایسے متاثر ہوئے کہ ہجرت کی رات مکہ والوں کی امانتیں علی مرتضیٰؓ کے حوالہ کردیں ، الصادق الأمین تاجدارِ امانت نے اپنی امانت کا امین حضرت علیؓ کو بنایا۔

اطاعت و وفاداری ایسی دکھلائی کہ زبانِ رسالت یہ کہنے پر مجبور ہوگئی ، اَنْتَ اَخِیْ فِیْ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃِ(۲)،اے علی تم دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو کبھی فرمایا: اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ(۳) میرے نزدیک تمہاری وہ حیثیت ہے جو حضرت موسیٰؑ کی نظر میں حضرت ہارونؑ کی تھی۔

---

(۱)[البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۳ ص ۲۴] ۔

(۲)۔[رواہ الترمذی ، باب علی منی وانا من علی، رقم الحدیث : ۳۷۲۰ ، معارف الحدیث کتاب المناقب ج ۸ ص ۲۴۸]

(۳)۔(رواہ الترمذی ، المناقب ، باب نعت النبی ﷺ رقم: ۳۷۳۰ ۔ ۳۷۳۱)

کبھی فرمایا عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ (۱) علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں ۔
رب ذوالجلال نے امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضٰی کو شجاعت و بہادری ، ہمت وجوانمردی کا ایسا جوہر نایاب عطا فرمایا تھا ، کہ نہ تلواروں کی چمک دمک سے ڈرتے تھے نہ تیروں کی بارش سے خوف کھاتے تھے ۔
جب غزوۂ خیبر ہوئی یہودیوں کے دس قلعے تھے ،مسلمانوں نے جانبازی اور جوانمردی سے یہودیوں کا مقابلہ کیا ، ۹ قلعے فتح ہو گئے ، دسواں قلعہ القموص فتح نہیں ہو پا رہا تھا ، صحابہؓ نے اپنی پوری طاقت و قوت جھونک دی ، لیکن فتح کے آثار ندارد ، رسولِ اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا ، کل صبح میں ایسے بہادر کو پرچمِ اسلام دونگا جو خدا اور اس کے رسول کا محبوب ہے ، قلعہ القموص اسی کے ہاتھوں فتح ہوگا ،صبح کی سپیدی نمودار ہوئی ، صحابہؓ متمنی ہیں کہ کاش یہ فخر و امتیاز ہمیں نصیب ہو ،کہیں ابوبکر و عمر کھڑے ہیں ،کہیں سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ خالد ابن ولیدؓ متمنی ہیں ۔
یکا یک رسولِ اکرم ﷺ نے اعلان فرمایا اَیْنَ عَلِیٌّ ؟ علی مرتضٰی شیرِ خدا کہاں ہیں ؟ صحابہؓ چونک اٹھے اور فرمایا بیمار ہیں ،علی مرتضٰی دوڑے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے عرض کیا لَبَّیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اے اللہ کے نبی آپ کا شیر حاضر ہے ، پھر فرمایا فِیْ عَیْنِیْ رَمَدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اے اللہ کے

(۱)۔[اِنَّ عَلِیًّا مِنِّی وَلَا یُوَدِّیْ عَنِّی اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ ، رواہ الترمذی : باب[علی منی وانا من علی] رقم الحدیث: ۳۷۱۹ ۔معارف الحدیث : کتاب المناقب والفضائل ۔رقم الحدیث : ۱۸۴ ۔ج ۸ص ۲۴۷ ۔ و فی جامع الترمذی کذلک ’’اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ وَ ھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ ۔]

رسول ﷺ مجھے آشوب چشم ہے ،آنکھیں درد کی وجہ سے کھل نہیں رہی ہیں ، آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ، مبارک تھوک آنکھوں میں لگایا ،پھر سینہ پر ہاتھ پھیرا ، اور دعا فرمائی ، اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ ، پروردگار ! میرا پہلوان کفر کے مقابلہ میں جارہا ہے میرے شیر کو ہر میدان میں کامیابی دے ،مولیٰ میرے حیدر کو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ثابت قدم بنا دے، اس کو گرمی سردی نہ لگے ، پھر اسلام کا جھنڈا عنایت فرمایا ، اور اپنی تلوار ذوالفقار عنایت فرمائی ۔(۱)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں دعائے نبوت کا اثر یہ ہوا کہ پوری زندگی میں موسم گرما میں نہ گرمی لگی نہ موسم سرما میں مجھے سردی لگی ۔

پھر جب یہ اللہ کا شیر میدانِ کارزار میں اترا ہے ،تو شجاعت و بہادری کے وہ جوہر اور کرشمے دکھلائے کہ شجاعت و بہادری علی مرتضیٰؓ پر ناز کرتی تھی ، یہود پسپا ہو گئے قلعہ القموص سلطنت اسلامیہ میں شامل کرلیا گیا ، اور زبانِ رسالت مآب ﷺ نے خطاب دیا اَشْجَعُ النَّاسِ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ تمام بہادروں کے سردار علی مرتضیٰ ہیں ۔

علم و فضل میں ایسا کمال حاصل کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (۲) ۔

میں علم کا شہر ہوں، اور علی اس کا دروازہ ہے ۔

---

(۱)۔[حدیث متفق علیہ / الروایۃ فی صحیح البخاری ، فی باب غزوۃ خیبر۔رقم الحدیث : ۴۲۰۹۔۴۲۱۰ ۔ وکذالک فی صحیح المسلم]۔ (۲)۔[اسد الغابۃ : ۳/۴۹۷۔کشف الخفاء عن ابن عباس ۱/۱۸۴ و الحدیث حسن ۔و فی روایۃ انا بیت الحکمۃ و علی بابھا]

کبھی فرمایا : وَ اَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ (۱) تمام صحابہؓ میں سب سے بڑے قاضی علی مرتضیٰؓ ہیں ۔

۲ھ ء میں جب رسول اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حضرت فاطمہ بتول کی عمر ۱۵ سال پانچ مہینہ کی ہوئی تو آپ نے نکاح کا ارادہ فرمایا ، حضرت ابوبکرؓ نے نکاح کا پیغام دیا ،آپ خاموش رہے پھر فاروق اعظم نے پیغام بھیجا ، آپ نے کوئی جواب نہ دیا ،ابوبکر و عمر نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے کہا تم جوان ہو غیر شادی شدہ ہو ، تم پیغام دو ،جھجکتے شرماتے حضرت علی نے پیغام دیا ،رسول اکرمؐ نے فرمایا ، علی مہر ادا کرنے کیلئے تمہارے پاس کچھ ہے ، فرمایا کہ ایک گھوڑا اور ایک زرہ کے سوا کچھ نہیں ، کہا کہ زرہ فروخت کردو ، حضرت علیؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ چوراسی (۸۴) درہم میں زرہ بیچ کر رقم حضور ﷺ کی نذر فرمائی ،آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ بازار سے عطر و خوشبو خرید لائیں اور خود نکاح پڑھایا ، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھم گواہ بنے ، پھر دونوں میاں بیوی پر وضو کا پانی چھڑک کر خیر و برکت کی دعا دی ۔(۲)

ذرا تصور کیجئے سرورِ دوجہاں کی بیٹی جو جنت کی عورتوں کی سردار ہے ان کا نکاح کتنی سادگی سے ہوتا ہے ،اس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے ۔

حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنھما کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان دونوں کے

---

(۱)۔[رواہ ابن عساکر : بحوالہ معارف الحدیث : کتاب المناقب والفضائل رقم الحدیث : ۱۹۷ ۔ج ۸/ ص ۲۶۷] ۔ (۲) [ازالۃ الخفاء : ص ۲۵۴]

ذریعہ سے رسولِ اکرم ﷺ کی نسل چلی ۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا ، اے علی ! روئے زمین کا ایک بدترین شخص تجھ کوقتل کریگا ، تیرے سر پرایسا وارکریگا کہ تیری داڑھی خون سے تر ہوجائیگی (۱) رسول اکرم ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی آخر پوری ہوئی ۔

امیر المؤمنین علی مرتضٰی کے خلافت کا دور تاریخ اسلام کا نہایت نازک دور تھا یہودی سازشیں نقطۂ عروج پر تھیں ، یہودی فتنہ خوارج کی شکل میں اسلام میں پیدا ہوا ، یہ خارجی عجیب لوگ تھے عبادت رات رات بھر جاگ کر کرتے ، قرآن کی تلاوت ہر وقت کرتے رہتے ، مگر مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہاتے تھے ، انھیں خوارج میں ایک شخص عبدالرحمٰن بن ملجم نے قسم کھائی علی مرتضٰی دامادِ رسول شوہر بتول جو گمراہ ہیں انہیں میں قتل کرونگا ۔

رمضان کی سترہ تاریخ بروز جمعہ آپ کے گھر کے دروازے کے پیچھے چھپ گیا جوں ہی علی مرتضٰیؓ نمازِ تہجد کیلئے نکلے ، پیچھے سے سر پر وار کیا ، خون کا فوارہ ابلا ، داڑھی مبارک خون سے تر ہوگئی ، غش کھا کر دامادِ رسول خاکِ زمین پر گر پڑے ، بدن مبارک سے روح پرواز کرگئی ، علی مرتضٰیؓ کے بدن سے روح کیا نکلی ، مسلمانوں سے ہمیشہ کیلئے خلافت نکل گئی ۔

ذرا تصور کیجئے حیدر کرار شیر جرار جو سارے صوفیاء کا سردار ہے ، ان کو کیسی موت نصیب ہوئی ۔

---

(۱) ۔ [رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر بحوالہ معارف الحدیث کتاب المناقب والفضائل ، رقم الحدیث :۱۹۵ ج ۸/ص ۲۶۲]

موت دیکھئے تو شہادت جو سارے موتوں کی سردار ہے ۔
مہینہ سیکھئے تو رمضان المبارک جو سارے مہینوں کا سردار ہے ۔
دن دیکھئے تو جمعہ جو سارے دنوں کا سردار ہے ۔
وقت دیکھئے تو تہجد کا جو سارے اوقات کا سردار ہے ۔
عمل دیکھئے تو نماز کی تیاری کا جو سارے اعمال کی سردار ہے ۔
رسولِ اکرم ﷺ کی نماز دیکھ کر اسلام میں داخل ہوئے نماز کی تیاری کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے ۔

بس دعا کیجئے رب کریم ہم سب کو دینِ اسلام پر مرمٹنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کے طریقہ پر چلائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزیں کردے ۔

(آمین یارب العالمین بجاہ سیدالمرسلین)

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا
وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ وَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

❁ ❁ ❁

فہارس المراجع و المصادر

نمبر شمار — اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے

۱ القرآن الکریم / تنزیل من رب العالمین

۲ مختصر تفسیر ابن کثیر/الامام الحافظ المحدث المفسر المؤرخ عماد الدین أبی الفداء اسماعیل بن عمرو بن کثیر البصری / محمد علی الصابونی

۳ الجامع لأحکام القرآن "تفسیر القرطبی"/الامام ابی عبداللہ محمد بن أحمد الاندلسی القرطبی (م:۶۶۸ھ)

۴ تفسیر الطبری / للامام المفسر المؤرخ المحدث أبی جعفر محمد بن جریر الطبریؒ

۵ الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور/للحافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن أبی بکر السیوطی الشافعیؒ

۶ صحیح البخاری/للامام الحافظ أبی عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ البخاریؒ

۷ صحیح مسلم /للامام الحافظ أبی الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوریؒ (۲۰۶_۲۶۱ھ)

۸ سنن أبی داؤد /للامام الحافظ أبی داؤد سلیمان بن الأشعث بن اسحاق الأزدی السجستانیؒ (۲۰۲_۲۷۹ھ)

۹ جامع الترمذی/للامام الحافظ أبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ الترمذیؒ (۲۰۰_۲۷۹ھ)

۱۰ سنن النسائی /للامام الحافظ أبی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان النسائیؒ (۲۱۵_۳۰۳)

۱۱ سنن ابن ماجہ / للامام الحافظ أبی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ القزوینیؒ (۲۰۹_۲۷۳ھ)

۱۲ فتح الباری /للامام الحافظ شہاب الدین أحمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م:۸۵۲ھ)

۱۳ الترغیب والترھیب/ للامام الحافظ زکی الدین عبدالعظیم ابن عبدالقوی المنذریؒ (المتوفی ۶۵۶ھ)

۱۴ المعجم الکبیر/ للعلامہ ابی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)

۱۵ المعجم الأوسط / للعلامہ ابی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)

۱۶ المعجم الصغیر / للعلامہ ابی القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)

۱۷ مشکوٰۃ المصابیح / للامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م:۷۴۱ھ)

نمبر شمار	اسماء الکتب
۱۸	السنن الکبری للبیہقی /للامام أبی بکر أحمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)
۱۹	شعب الایمان /للامام أبی بکر أحمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)
۲۰	مسند احمد / للامام أحمد بن محمد بن حنبلؒ (م:۲۴۱ھ)
۲۱	مسند ابو یعلی /للامام الحافظ ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلیؒ (م:)
۲۲	صحیح ابن حبان /للامام الحافظ المتقن المحقق العلامۃ محمد بن حبان بن احمد بن حبانؒ (م:)
۲۳	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد / لعلی بن أبی بکر الھیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)
۲۴	حلیۃ الأولیاء/ لأبی نعیم أحمد بن عبداللہ الأصبھانی (م:۴۳۰ھ)
۲۵	کشف الخفاء/للعلامہ اسمعیل بن محمد العجلونیؒ (م:۱۱۶۲ھ)
۲۶	دلائل النبوۃ للبیہقی /للامام أبی بکر أحمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)
۲۷	المستدرک علی الصحیحین / لأبی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکمؒ
۲۸	زاد المعاد/ أبوعبداللہ محمد بن أبی بکر الدمشقی "ابن القیم الجوزیۃ" (م:۷۵۱ھ)
۲۹	الوفاء لابن الجوزی / أبوعبداللہ محمد بن أبی بکر الدمشقی "ابن القیم الجوزیۃ" (م:۷۵۱ھ)
۳۰	حیاۃ الصحابہ / فضیلۃ الشیخ محمد یوسفؒ (م:)
۳۱	السیرۃ الحلبیۃ /للعلامہ علی بن برھان الدین الشافعیؒ (م:)
۳۲	الاصابہ فی تمییز الصحابہ /للامام الحافظ شھاب الدین أحمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م:۸۵۲ھ)
۳۳	اسد الغابہ /لابن الأثیر عز الدین ابی الحسن علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم الجزری الحافظ (۵۵۵-۶۳۰)
۳۴	البدایۃ والنہایۃ /للامام الحافظ المحدث المفسر المؤرخ عماد الدین أبی الفداء اسماعیل بن عمرو بن کثیر البصری
۳۵	سیر أعلام النبلاء/ لأبی عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان الذھبی (م:۷۴۸ھ)
۳۶	معارف الحدیث /حضرت العلامہ الشیخ محمد منظور النعمانیؒ

نمبر شمار	اسماء الکتب
۳۷	غنیۃ الطالبین / شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ (م:۵۶۱ھ)
۳۸	سیرۃ المصطفیٰ ﷺ/حضرت العلامہ مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ
۳۹	نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ/ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
۴۰	الفتح الربانی / شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ (م:۵۶۱ھ)
۴۱	نبی رحمت /مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الحسنی الندویؒ
۴۲	الفاروق/علامہ شبلی نعمانیؒ
۴۳	
۴۴	
۴۵	

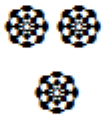

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کیلئے

و آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ
وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

الحمدللہ! ڈاکٹر مولانا تمیم احمد قاسمی

ناظم۔ انجمن قاسمیہ (رجسٹرڈ) پیری میٹ چنئی، سیکرٹری۔ جمعیۃ علماء ٹمل ناڈو
رکن۔ آل انڈیا ملی کونسل ٹمل ناڈو، چیئرمین۔ آل انڈیا تنظیم فروغ اردو
تمیم امپیکس لیدر گوڈس پیری میٹ چنئی کی اشاعت وطباعت کردہ دیگر کتابیں
جو منظر عام پر آچکی وہ حسب ذیل ہیں

1. تفسیر مکی جلد اول سورۃ الفاتحہ 461 صفحات شیخ حرم حضرت مولانا محمد مکی حجازی حفظہ اللہ شیخ التفسیر والحدیث مسجد الحرام مکہ مکرمہ
2. اسلام میں عورت کا مقام
3. ازواج النبی ﷺ
4. قصص الانبیاء جلد اول
5. قصص الانبیاء جلد دوم
6. منہاج المسلم جلد اول
7. منہاج المسلم جلد دوم
8. خطبات خطیب الاسلام جلد اول معاون مرتب۔ از۔ خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
9. خطبات خطیب الاسلام جلد دوم
10. خطبات خطیب الاسلام جلد سوم
11. خطبات خطیب الاسلام جلد چہارم
12. شجرہ طیبہ مع شجرہ سلوک
13. دعوت وتبلیغ کے پیغمبرانہ اصول
14. مجموعہ نماز [اردو وانگریزی]
15. اکسیری عمل قرآنی اردو انگریزی وٹمل
16. درود شریف کا مجموعہ
17. ٹمل ناڈو کے نمائندہ اسلام پسند ادباء۔ [برائے مقالہ۔ ایم۔فل]
18. ٹمل ناڈو کے منتخب شعراء کے کلام کا تنقیدی جائزہ! [برائے مقالہ پی. ہیچ. ڈی]
19. تفسیر مکی جلد دوم تا آٹھ جلدوں میں [زیر طباعت]
20. قصیدہ طوبی فی اسماء اللہ الحسنیٰ

21 البرکات مکیہ فی الصلوات النبویہ
22 امیر المومنین فی الحدیث امام العصر رئیس المحدثین
حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ کا تصوف وسلوک سے وابستگی [مقالہ]
23 رئیس المحدثین حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ
(عہد ساز شخصیت اور ترجمان مسلک حنفی وعلماء دیوبند) [مقالہ]
24 آہ ہمارے حضرت مفتی صاحبؒ [مقالہ]
25 عصر حاضر کے اکابر علماء دیوبند [زیر ترتیب]
26 ڈاکٹر مولانا بشیر الحق قریشی کی اردو انشا پردازی (تصانیف کے آئینے میں) [مقالہ]
27 حضرت خطیب الاسلامؒ اور دار العلوم وقف دیوبند [مقالہ]
28 اردو قصیدہ نگاری میں حضرت شاطر مدراسی کا کردار [مقالہ]
29 ڈاکٹر داؤد محسن کی غزلوں میں اسلامی افکار [مقالہ]
30 حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال [مقالہ]
31 خطبات مجاہد جلد اول
32 خطبات مجاہد جلد دوم
33 منتخب مضامین

الحمد للہ تبارک اللہ یہ تمام کتابیں شعبہ نشر واشاعت انجمن قاسمیہ پیری میٹ چنئی (مدراس) سے مدارس عربیہ لائبریری کے لیے اپنے کسی بھی نمائندہ کو بھیج کر برائے مفت حاصل کر سکتے ہیں،
فی الحال ہمارے یہاں بذریعہ پوسٹ کتابیں بھیجنے کا کوئی انتظام نہیں ہے
نوٹ : لائبریری یا مدرسے کے لٹیر پیڈ پر کتابیں حاصل کرنے کے لیے درخواست دینی ہوگی!
مزید تفصیلات کے لیے رابطہ فرمائیں!!!

Dr.Maulana Thameem Ahmed Qasmi
[Fazil-e-Deoband, M.A.M.Phil. Ph.D.(Urdu)&DCA]
Anjuman-e-Qasimiyah [Regd]
21/25.E.K.Guru Street, Periamet, Chennai-600003. TN. India.
Gmail : vthameemahmed@gmail.com, anjumanqasimiyah@gmail.com.
9444192513 9940251340

MYK Designs VNB - 90426 70426

پیری میٹ مسجد چنئی ٹملناڈو انڈیا

جامعہ قاسمیہ عربی کالج منٹ ماڈرن سٹی چنئی ٹملناڈو انڈیا